نوائے افغان جہاد

رجب المرجب ۱۴۴۰ھ | مارچ 2019ء

شرق سے غرب تک۔۔۔یہ صلیبی جنگ ہے!!!

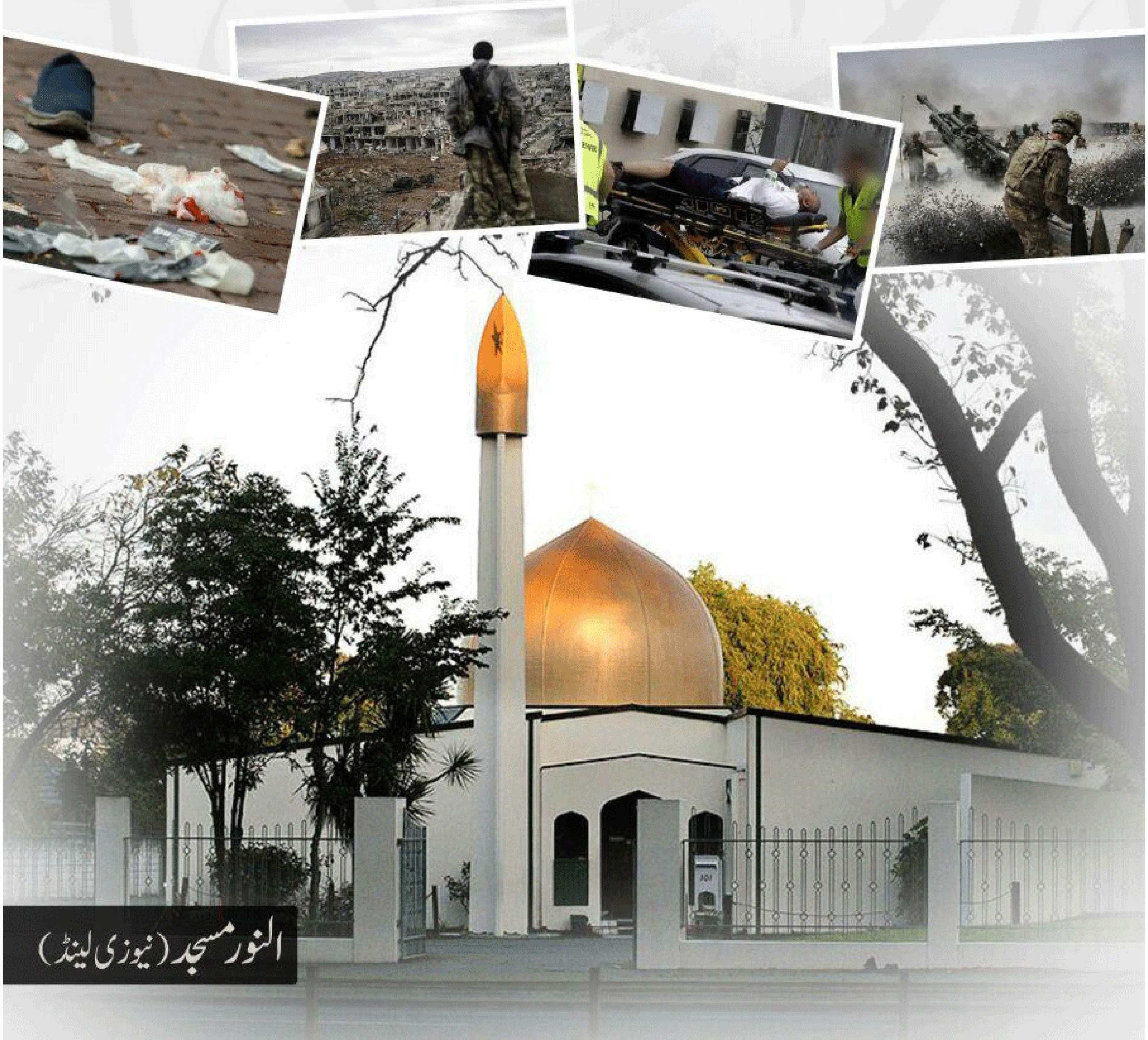

النور مسجد (نیوزی لینڈ)

خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کو وصیت

حضرت ضبہ بن محصن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو یہ خط لکھا:

”امابعد! بعض دفعہ لوگوں کو اپنے بادشاہ سے نفرت ہو جایا کرتی ہے، میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے بارے میں لوگوں کے دلوں میں نفرت کا جذبہ پیدا ہو (اگر سارا دن حدودِ شرعیہ قائم نہ کر سکو تو) دن میں ایک گھڑی ہی حدود قائم کرو لیکن روزانہ ضرور قائم کرو۔ جب دو کام ایسے پیش آجائیں کہ ان میں سے ایک اللہ کے لیے اور دوسرا دنیا کے لیے تو دنیا والے کام پر اللہ والے کو ترجیح دینا کیونکہ دنیا تو ختم ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی اور بدکاروں کو ڈراتے رہو اور ان کو ایک جگہ نہ رہنے دو بلکہ انہیں بکھیر دو (ورنہ اکٹھے ہو کر بدکاری کے منصوبے بناتے رہیں گے)، بیمار مسلمانوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازے میں شرکت کرو اور اپنا دروازہ کھلا رکھو اور مسلمانوں کے کام خود کرو کیونکہ تم بھی ان میں سے ایک ہو۔ بس اتنی سی بات ہے کہ اللہ نے تم پر ان سے زیادہ ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم اور تمہارے گھر والوں نے لباس، کھانے اور سواری میں ایک خاص طرز اختیار کر لیا ہے جو عام مسلماں میں نہیں ہے۔ اے عبداللہ! تم اپنے آپ کو اس سے بچاؤ کہ تم اس جانور کی طرح ہو جاؤ جس کا سر سبز وادی پر گزر ہو اور اُسے زیادہ سے زیادہ گھاس کھا کر موٹا ہو جانے کے علاوہ اور کوئی فکر نہ ہو، وہ زیادہ کھا کر موٹا تو ہو گیا لیکن اِسی میں مر گیا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ امیر جب ٹیڑھا ہو جائے گا تو اس کے مامور بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے اور لوگوں میں سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا بدبخت ہو جائے۔

عمل میں قوت اور پختگی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ تم آج کا کام کل پر مت چھوڑو کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو تمہاے پاس بہت سارے کام جمع ہو جائیں گے پھر تمہیں پتہ نہیں چلے گا کہ کون سا کام کرو اور کون سا نہ کرو اور یوں بہت سارے کام رہ جائیں گے۔ اگر تمہیں دو کاموں میں اختیار دیا جائے جن میں سے ایک کام دنیا کا ہو اور دوسرا آخرت کا تو آخرت والے کام کو دنیا والے کام پر ترجیح دو کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور اللہ کی کتاب سیکھتے رہو کیونکہ اس میں علوم کے چشمے اور دلوں کی بہار ہے یعنی قرآن سے دل کو راحت ملتی ہے“۔

”ابونعیم فی الحلیة
اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الکنز“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۱۲، شمارہ نمبر ۳

رجب المرجب ۱۴۴۰ھ — مارچ 2019ء

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”جب کہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے، جن سے خون ٹپک رہا ہو گا... یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آ گئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنہیں رزق ملتا تھا“۔

اس شمارے میں

اداریہ		
تزکیہ و احسان	علاجِ کبر	۸
	تقویٰ اور پرہیزگاری	۱۳
	اللہ کی رحمت کے امیدوار	۱۶
	عرشِ الٰہی کے سائے میں کون ہوں گے؟	۲۰
دروس حدیث	توحیدِ باری تعالیٰ... سلسلہ دروسِ حدیث	۲۲
معرکۂ اسلام و صلیب جاری ہے!	کرائسٹ چرچ کے مقتل میں صلیبی جنگوں کی گونج!!!	۲۴
	نیوزی لینڈ میں دہشت گردی.. جانے کس کس کو مٹانے کی تیاری ہے	۲۶
	مسجد اور مقتل	۲۷
فکر و منہج	توحیدِ حاکمیت	۲۹
	خانقاہوں کا جہادی کردار	۳۳
	فرضیتِ خلافت اور اس کے قیام کا نبوی علی صاحبہا السلام طریقہ کار	۳۸
	الجهاد والمعركة الشبهات	۴۲
	عالمِ اسلام میں سیکولرازم کس طرح پھیلایا گیا؟	۴۵
	امت مسلمہ: عروج و زوال کے تجزیوں کا تجزیہ	۵۰
	شہید کے لیے خوش خبریاں!!!	۵۶
	مرکزی نکتہ	۵۹
	برصغیر پاک و ہند میں اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش	۶۲
	اسلام اخلاق سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے؟	۶۶
	دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!	۷۰
	کچھ اپنوں کی خدمت میں	۷۷
انٹرویو	جہادِ کشمیر؛ راستہ و منزل	۷۸
نشریات	دینی سیاسی جماعتوں کے نام۔ کونوا انصار اللہ	۸۱
پاکستان کا مقدر... شریعتِ اسلامی کا نفاذ	پائیدار آزادی	۸۶
	پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی	۸۸
	سوشل میڈیا کی دنیا سے..	۹۵
صلیبی دنیا کا زوال، اسلام کا عروج...	امریکہ کی ڈانواں ڈول معیشت	۹۷
	کلیسائے صلیب' بدکاری اور بے راہ روی کے اڈے بن چکے ہیں	۹۸
	ملعون گیرٹ ویلڈر کے ساتھی جورم وان نے اسلام قبول کر لیا	۹۹
جرح الامة	مشرقی ترکستان کے مظلوم مسلمانوں کی حالتِ زار	۱۰۰
افغان باقی، کہسار باقی	مردہ بچے گھر نہیں لوٹتے	۱۰۱
	افغان باقی... کہسار باقی	۱۰۳
	افغان مذاکرات اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی شر انگیزیاں	۱۰۶
	مذاکرات اور طالبان کو درپیش مشکلات	۱۰۸
	شہری نقصانات کے متعلق مختلف اداروں کے نام کھلا خط	۱۰۹
میدانِ کارزار سے...	فمنهم من قضى نحبه	۱۱۱

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

ٹیلی گرام کے لیے:

Channel: t.me/shabaneshariyat

تبصروں اور تحریروں کے لیے @nawaiafghanjihad

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

جو طوفاں تمہاری طرف بڑھ رہا ہے، اُسے روکنا ہے تو ہشیار رہنا!!!

پاکستان کی طرف سے سرکاری اور ریاستی سرپرستی میں کم و بیش دو دہائیوں سے بھارت کے ساتھ امن کی آشائیں بھی منائی گئیں اور زیتون کی ڈالی منہ میں دبائے فاختائیں بھی اُڑائیں گئیں... جہادِ کشمیر' جو بھارت کے لیے سوہانِ روح بن چکا تھا' کا گلا بھی گھونٹا گیا اور کشمیری جہادی تنظیموں کا ناطقہ بھی بند کیا گیا... آگرہ کے تاج محل سے لے کر لاہور کے شاہی قلعہ تک "امن و آشتی" کا پرچار بھی کیا گیا... بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے سے لے کر عسکری "گرین بک" میں اُسے فہرستِ دشمناں سے نکالنے تک ہر جتن کیا گیا... لیکن پاکستان پر حکمرانی کرنے والے سیاست دان اور جرنیل ہمیشہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ہندو بنیا' مسلمانانِ برصغیر سے اپنی ایک ہزار سالہ غلامی کا بدلہ لینے کے لیے ہر دَم بے چین اور بے قرار رہتا ہے... پاکستان کے ان تمام Good Gestures اور Confidence Building Measures کے جواب میں بھارت کی طرف سے ہمیشہ یہی ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف اپنے تمام ناپاک عزائم کی تکمیل ہی کے اشارے بھی ملے اور مسلمانوں کو کچلنے اور دبانے کے ہر طرح کے ہتھکنڈے بھی استعمال ہوئے۔ گجرات کے مسلم کُش فسادات ہوں یا پورے انڈیا میں ہندو بلوائیوں کے نتیجے اور مظلوم مسلمانوں پر حملے، گاؤ رکھشا کی تحریک ہو یا بابری مسجد کی شہادت اور رام مندر کی تعمیر، کشمیر میں مسلمانوں پر پیلٹ گن حملوں سے لے کر ہر طرح کے ظلم و تشدد کو روا رکھنا ہو یا ہند بھر میں مسلمانوں پر مختلف پابندیاں... بھارت ایک لمحہ کے لیے بھی ان سے پیچھے نہیں ہٹا... بھارت کے ان اعمال و افعال سے متعلق وطن پرست طبقات یہی کہیں گے کہ وہ اپنے ملک میں جو چاہے کرے، ہمیں اس پر بولنے کا کچھ حق نہیں! لیکن معاملہ صرف اندرونِ بھارت کا نہیں ہے بلکہ اگر خالص وطنی جذبات کو مدنظر رکھ کر بھی دیکھا جائے تو بھارت نے پاکستان کے مقابلے میں پوری دنیا کے کفر کو اپنا ہم نوا و ہم پیالہ بنا کر خود کو عسکری، معاشی، تجارتی، سفارتی اور سیاسی طور پر مضبوط سے مضبوط تر کیا ہے اور یوں وہ جنوبی ایشیا میں امریکی چھتری تلے "پردھان" بننے کے لیے پوری طرح تیار بیٹھا ہے! جب کہ پاکستان پر مسلط طبقہ' ملک کو ہر حوالے سے نچلی ترین سطح پر لے گیا ہے... دم توڑتی معیشت، ڈوبتی تجارت، ہنگام و آفات سے پُر سیاست اور دنیا بھر کے سامنے گھٹنے ٹیکتی سفارت' اس ملک کا مقدر بن گئی ہیں... عسکری طور پر اگر پاکستان کو مضبوط سمجھا جا رہا ہے تو وہ بھی بھارت کے مقابلے کے لیے نہیں [کیونکہ وہ تو عسکری نصاب میں دشمنوں کی فہرست میں ہی سرے سے موجود نہیں ہے] بلکہ مجاہدین اور اسلام پسند طبقات کے لیے تمام تر عسکری مضبوطی اور اسلحہ، بارود اور جنگی تیاری کا پورا نظام مضبوط کیا گیا ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو صرف ایک مثال اس شک کو رفع کرنے کے لیے کافی ہے کہ ۹۰ء کی دہائی میں پاکستان نے امریکہ سے ایف سولہ طیارے خریدنے کا معاہدہ کیا اور اس کی پیشگی رقم بھی ادا کی، لیکن امریکہ کی طرف سے مختلف حیلوں بہانوں کی آڑ لے کر اس معاملے کو لٹکایا جاتا رہا تا آنکہ اب کچھ سال پہلے ایف سولہ طیارے دگنی چوگنی قیمت پر پاکستان کے حوالے کیے گئے لیکن اس کے لیے شرط یہی رکھی گئی کہ یہ طیارے کسی بھی صورت میں بھارت کے خلاف استعمال نہیں ہوں گے بلکہ Islamic Militancy ہی ان کا اول و آخر ہدف ہو گی!!!

ان حالات میں پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے سوچنے سمجھنے کے لیے بہت سے سبق پنہاں ہیں... اس سے پہلے کہ پکارنے والے پکاریں اور دہائیاں دینے والے چیخ چیخ کر دہائیں دیتے رہیں کہ

مژگاں تو کھول، شہر کو سیلاب لے گیا!

میڈیا کی چیخ چنگھاڑ اور شور و غوغہ کے دامن چھڑوائیں اور حالات جس نہج پر جا رہے ہیں اُن پر گہرا غور و تدبر کریں... تین اطراف سے اپنی جانب بڑھتے ہوئے اس اس سیلابِ بلاخیز کے آگے بند باندھنے کی تدبیر کیجیے!!! حقیقت یہی ہے کہ یہ صرف بھارت کا معاملہ نہیں ہے بلکہ آپ کے تین اطراف میں ظاہری اور خفیہ دشمن بیٹھے ہیں... اور آپ سے ان سب کی دشمنی صرف اور صرف اسلام اور ایمان کی وجہ سے ہے! بھارت کی دشمنی کسی سے مخفی نہیں! سوائے رائیونڈ، سرے اور بنی گالہ کے محلات والوں کے اور سوائے ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹیوں اور کنٹونمنٹ میں بسنے والی مخلوق کے!!!

چین کو آپ کا بہترین دوست باور کروایا جاتا ہے لیکن چین اپنے زیرِ قبضہ مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھ جو بھیانک ترین مظالم ڈھا رہا ہے' اُن کی چند جھلکیاں ہی اب تک دنیا تک پہنچ پائیں ہیں اور دنیا کے مختلف ممالک، اداروں اور افراد کی جانب سے اس پر تنقید کا سلسلہ جاری ہے... آپ کا حکمران طبقہ' چین کے عشق میں سرشار ہے اور چین کے ساتھ معاشی معاملات میں بالکل وہی رویہ اپنا جارہا ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ اُس وقت کے حکمرانوں نے اپنایا تھا، پھر ایسٹ انڈیا کمپنی کی صورت میں مسلمانانِ برصغیر پر کیسی آفتیں ٹوٹیں یہ تاریخ کا حصہ ہے اور اِنہیں آفتوں سے اب تک برصغیر کے مسلمان نبرد آزما ہیں! چین' استعماریت کی ایک جدید اور زیادہ منظم و مربوط صورت کے ساتھ ابھرا ہے... اب تک استعمار کا طریقہ واردات یہی رہا ہے کہ ملکوں اور خطوں پر عسکری طاقت کے بل بوتے پر قبضہ کرتا چلا آیا ہے لیکن چین نے معاشی اور افرادی قوت کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنے کا رواج ڈالا ہے اور مختلف ممالک کو قرضوں کے بوجھ تلے دبا کر اُن کی پالیسی سازی سے لے کر اُن پر حقیقی و معنوی قبضے تک کے مراحل طے کر رہا ہے۔ یہی طریقہ پاکستان کے ساتھ بھی روا رکھا جارہا ہے اور اربوں ڈالر کے قرض اور چینی افرادی قوت کے سیلاب کی صورت میں پاکستان کو مکمل طور پر اپاہج بنا دینے اور بالآخر ایک نئے ''مشرقی ترکستان'' کی شکل دینے پر چینی برسرِ عمل ہیں! یقین کیجیے کہ جس چین کی دوستی کو ہمالیہ سے بلند اور سمندر سے گہری قرار دیا جارہا ہے' وہ وقت قریب ہی آن لگا ہے جب یہی چین آپ کو محض آپ کے مسلمان ہونے کی پاداش میں ہمالیہ کی بلندیوں سے نیچے گرانے اور سمندر کی تہوں میں غرق کرنے سے ذرّہ بھر سے نہ تردد نہ برتے گا !!!

یہی معاملہ ایران کا ہے! وہ شام، عراق اور یمن کے مسلمانوں کے خون سے لتھڑے ہوئے اپنے' پنجے پاکستانی مسلمانوں پر گاڑنے کے لیے پر تول رہا ہے! بظاہر امریکہ دشمنی کا لبادہ اوڑھے ہوئے رافضی ایران' پوری دنیا میں اہلِ سنت کے خلاف برسرِپیکار ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے پہلو میں موجود عظیم اکثریتی اہلِ سنت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر سکے؟ اُس کی درندگی کے مظاہر آپ شام اور عراق میں دیکھ لیجیے اور ''شیعہ سنی اتحاد'' کے راگ الاپنے والوں کے سامنے بھی یہی مناظر رکھا کیجیے کہ وقت آنے پر اس تمام ظلم کو اہلِ پاکستان پر ڈھانے میں ایران کو ذرا بھی تامل نہ ہو گا!!! یہاں تو ہر چھوٹے بڑے شہر کے اہم اور حساس مقامات اور شاہراہوں پر ویسے ہی امام باڑوں کے نام پر رافضی مورچے پوری طرح قائم و دائم ہیں!!! لہٰذا ایرانی صدر اور پاسداران انقلاب اگر پاکستان کو دھمکا رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ صرف دھمکیاں نہیں ہیں بلکہ بھارت ایران گٹھ جوڑ آپ کے ایمان، عزت، آبرو، جان اور سرزمین کے درپے ہیں!

روافض نے اپنی سرکشی، شر اور فتنہ گری سے اسلام اور اہلِ اسلام کی دشمنی کا حق ہر دور میں ادا کیا ہے... زمانۂ موجود میں بھی اس فسادی گروہ نے مختلف مسلم خطوں اور ممالک میں اپنے پنجے گاڑنے شروع کیے، کج فہم لوگ خونِ مسلم کی اس ارزانی کو ''فرقہ ورانہ فسادات'' کی عینک کے عدسوں سے دیکھنے کے علاوہ کچھ کر نہیں سکتے کیونکہ اُن کے پاس اس عینک کے اتار دینے کے بعد کرنے کو کچھ بچتا ہی نہیں... مجاہدین روزِ اول سے علی وجہ البصیرت کہہ رہے ہیں کہ رافضی فتنہ کی اسلام سے مخاصمت کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے، اسلام کی پوری تاریخ میں روافض کے شر، سرکشی، فتنہ گری اور فساد پسندی کو جابجا دیکھا جا سکتا ہے، ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف برسرِپیکار کفار کی قوتوں نے اس سبائی فتنے کی آبیاری اور بڑھوتری میں اپنا اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے... جس کا مقصد و محور صرف یہی تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ زک پہنچائی جائے... آج بھی اس آشوب اور شورش کو اسلامی سرزمینوں میں کھینچ لانے کے پیچھے صلیبی کفار کا خفیہ ہاتھ کارفرما ہے اور اب یہ زیادہ خفیہ بھی نہیں رہا... امریکی آشیرباد میں عراق اور شام میں اہلِ سنت پر عرصہ حیات تنگ کر دینے کے بعد لبنان اور یمن تک اس فساد کی لہریں پھیل چکی ہے!

مستقبل کا یہ منظر نامہ کوئی ایسا امر نہیں ہے جو محض تخیلاتی ہو اور جسے ایک اَن ہونی کہہ کر بے فکری سے رد کر دیا جائے! بلکہ اقبال مرحوم کے الفاظ میں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ

؎ کھول کر آنکھیں مرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دَور کی دھُندلی سی اک تصویر دیکھ

ایسے میں یہ اگر آپ یہ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ پاکستانی فوج' ان تمام حالات میں حفاظت و نگہبانی کے لیے کافی ہو گی تو اسے کم سے کم بھی بھیانک ترین خوش فہمی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے... یہ فوج اور اس کے ادارے ایسے وقت میں پورے ملک کو ''جاگ اُٹھا ہے سارا وطن'' کی دُھنیں سنوا کر صرف اور صرف ذہنی ہیجان میں مبتلا کر سکتے ہیں، اور وقت آنے پر یہ ''بھاگ اُٹھا ہے سارا وطن'' کی عملی تصویر بن جاتے ہیں... اس پر ڈھاکہ کا پلٹن میدان گواہ ہے جہاں ۹۰ ہزار مسلح 'جوانوں' نے ہندو بنئے کے آگے ہتھیار ڈالے تھے، جہاں نوے ہزار مسلح فوجیوں نے ذلت آمیز شکست کو قبول کیا، مشرکینِ ہند کے سامنے تسلیم ہوئے اور اپنا ساتھ دینے والوں کو پھانسیوں پر جھولتا چھوڑ کر گالف کلبوں میں شامیں بسر کرنے اور ڈی ایچ اے کے راحت کدوں میں فراواں سامانِ تعیش میں زندگیاں گزارنے میں مگن ہو گئے! پھر صرف پلٹن میدان ہی کیا، کارگل اور کشمیر کے محاذ بھی یہ گواہی دینے کو ہر دم تیار ہیں! ابھی حالیہ دنوں میں بھی دیکھ لیجیے کہ ''ہم سوچیں گے نہیں بلکہ عمل کریں گے'' کی بڑھکیں لگائی گئیں لیکن درجن بھر بھارتی جنگی جہازوں کا سکواڈ آیا اور بالاکوٹ تک پہنچ کر بم باریاں کر کے بحفاظت واپس چلا گیا لیکن ''سوچے بغیر جواب دینے والوں'' کی نیند میں خلل بھی واقع نہ ہوا! آئی ایس پی آر نے ترجمان نے اس موقع پر کہا کہ ''اب ہماری باری ہے، ہم بھارت کو حیران کریں گے''... کئی دن گزرتے ہیں لیکن بھارت کو حیران کرنے والوں کی طرف سے ہی خبریں موصول ہوتی ہیں کہ ایل او سی پر بھارتی توپوں کی شیلنگ سے اتنے اور اتنے کشمیری شہید، پاکستانی فوج کی جوابی کارروائی سے بھارتی توپیں خاموش!''... اب معلوم نہیں یہ کیسی ''خاموش بھارتی توپیں'' ہیں جو چند ہی گھنٹوں بعد دوبارہ سے ''بولنے'' لگتی ہیں اور پھر سے ایل او سی کے قریب بسنے والے درجنوں کشمیری مسلمانوں کی جانیں، اموال اور گھر بار برباد ہو کر رہ جاتا ہے! پھر مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق دو بھارتی جہازوں کو گرایا اور پائلٹ کو گرفتار کیا گیا لیکن چند ہی گھنٹوں میں دشمن ملک کے اُس پائلٹ کو' جو یہاں کے مسلمانوں پر بم باری کرنے آیا تھا' بحفاظت ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا! ان کا ہر ہر عمل ان پر حجت تمام کرتا چلا جا رہا ہے اور یہ ثابت کرتا چلا جا رہا ہے کہ ان کی تمام ہمدردیاں، ساری دلی وابستگیاں اور رحم کا تمام تر جذبہ کافروں، مشرکوں اور صلیبیوں کے لیے ہے جب کہ اہلِ ایمان اور دین پسندوں کے حق میں یہ شدید ہیں، سخت ہیں اور ظالم و جابر ہیں! جس فوج کے سرونگ لیفٹیننٹ جنرل اور بریگیڈیئر کے عہدوں پر سی آئی اے کے ایجنٹ بیٹھے ہوں، جس کی ''نمبرون'' خفیہ ایجنسی کا سابق سربراہ، بھارتی خفیہ ایجنسی کے سابق سربراہ کے ساتھ مل کر کتاب لکھے اور کتاب میں ''اکھنڈ بھارت'' کے نظریے کی مکمل تائید و حمایت کرے، جس کا حال یہ ہو کہ اُس کا سرونگ آرمی چیف' ہی وہ فرد ہو جو سابق بھارتی آرمی چیف بکرم سنگھ (وہی بکرم سنگھ جس نے مقبوضہ کشمیر میں اپنی تعیناتی کے دوران کشمیری مسلمانوں پر ظلم و جبر کے اَن گنت پہاڑ توڑے) کے زیر کمان اور ماتحت رہ کر کام کر چکا ہو، اُس سے خیر کی توقع اور مسلمانوں کے دفاع کی امید لگانا چہ معنی دارد؟؟؟!!!

ان کی تاریخ شاہد ہے کہ یہ اپنے ہم وطنوں کے خلاف اسلحہ اٹھا کر اور اُنہیں زیر و زبر کرنے کے لیے ہمیشہ شیر رہے ہیں جب کہ بھارت سے مقابلہ کا نہ ان میں حوصلہ ہے اور نہ دَم خم! اسی لیے پاکستانی جرنیلوں نے ''فوجی ڈاکٹرائن'' سے بھارت کے خطرہ اور دشمنی کو نکال باہر کیا اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو حرزِ جان بنانے والوں اور اُس شریعت کے نفاذ کی خاطر' اللہ کے دشمنوں سے برسرپیکار مجاہدین کو اپنا اولین دشمن قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف اپنی تمام توانائیاں اور ریاستی قوتیں جھونک دیں۔ صرف ایک مثال سے ہی بات سمجھ آجائے گی کہ بھارت نے جہادِ کشمیر کے نتیجے میں بدترین دن دیکھے ہیں کہ آج تک اُس نے کشمیر میں مجاہدین کے خلاف فضائی بم باری نہیں کی جب کہ پاکستانی فوج نے سوات اور قبائلی خطے کو فضائی بم باریوں سے کس طرح ادھیڑ کر رکھ دیا' وہ سب کے سامنے ہے۔ ان کے جنگی جہاز یا تو مجاہدین اور اہلِ اسلام پر آتش و آہن کی بارش کر سکتے ہیں یا پھر دنیا بھر میں ہونے والے 'ایئر شوز' میں دھواں چھوڑنے کے مظاہرے کر سکتے ہیں! بھارتی مشرکین کے خلاف کوئی اقدام اِن کی طرف سے ہو یہ ناممکنات میں سے ہے! کیونکہ جس فوج نے دو دہائیوں تک اُس جنگ میں عالمِ کفر کی ''فرنٹ لائن اسٹیٹ'' کا کردار ادا کیا ہو، جو ازاول تا آخر صلیبی جنگ ہے' وہ فوج کفار کے لیے کیونکر سخت اور اہلِ ایمان کے لیے کیسے نرم خُو ہو سکتی ہے؟ یہ فوج نہ کل سرزمینِ پاکستان کے مسلمانوں کا دفاع کر سکی ہے نا ہی آئندہ کبھی اس سے یہ امید باندھی جا سکتی ہے! اس ڈالر خور فوج کا کام تو مسلمانانِ پاکستان کو لوٹنا، کھسوٹنا، دبانا، نوچنا، قتلِ عام کرنا، ان کی گردنوں پر سوار رہ کر عیش و طرب کا سامان کرنا اور کفار کی ہر طرح سے خدمت گزاری کرنا ہی ہے! بقول حبیب جالب

؎ سرحدوں کی نہ پاسبانی کی
دادلی ہم ہی سے جوانی کی

عسکری وسفارتی دونوں سطح پر بھارت نے پاکستان کا ناطقہ بند کر رکھا ہے! اوراس جانب حالات یہ ہے کہ خائن جرنیل اور بدعنوان سیاست دان' بھارت کو عملی طور پر کوئی جواب دینے کی بجائے محض میڈیائی پروپیگنڈے کے زور پر "دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچائے ہوئے ہیں"۔ بھارت انہیں آنکھیں دکھاتا ہے بلکہ ان کی آنکھیں نکال لینے کے درپے ہے لیکن ان کی تان صرف "دشمن کی توپیں خاموش کروانے" جیسے بیانات پر آکر ٹوٹتی ہے! ایک وقت تھا کہ کشمیر کی تحریکِ جہاد نے بھارت کو عسکری و معاشی طور پر نڈھال کر رکھا تھا، اگر بھارت کے مظالم سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے اوراُس کا زہر نکالنے ہی کے لیے یہ فوج اتنی بے تاب تھی تو کشمیر میں تحریکِ جہاد کے ساتھ خیانت اور غدر کرنے والوں کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟؟؟ معرکہ گیارہ ستمبر سے پہلے پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کی جہادِ کشمیر سے غداری کی وارداتوں کی تفصیلات ہر کشمیری مجاہد کے سینے میں موجود ہیں! موجودہ صلیبی جنگ کے آغاز کے ساتھ ہی پاکستانی فوج کے لیے "مستقل روزگار" کا بندوبست ہو گیا اور صلیبی لشکروں کے صفِ اول کا اتحادی بننے کے عوض ڈالروں کی "بہار" آ گئی... ایسے میں کشمیر کی تحریکِ جہاد کو کاروبار بنانے والوں کے لیے یہ "گھاٹے کا سودا" ہی قرار پایا۔ لہٰذا اس تحریک کو لپیٹنے، بھارت کی نرخرے میں آئی جان کو اُس کے جسم میں لوٹانے اوراُسے قوی و جسیم بنانے کا فیصلہ کسی اور نے نہیں بلکہ "پنڈی والوں" نے ہی کیا تھا!

ان بددیانت اور غدار جرنیلوں سے کوئی پوچھے گا کہ بندروں کے پجاری ہندو تو اس ملک کے مسلمانوں کے خلاف اپنے ازلی بغض و عداوت میں پھنکار رہے ہے! 'خاکیوں' کے پاس ان کے مقابلے کے لیے "باجوہ پروڈکشن ہاؤس" میں تخلیق کیے اور فلمائے جانے والے گانوں اور ڈھول تاشوں کے علاوہ بھی کچھ ہے؟! یا سب کچھ مظلوم قبائلی مسلمانوں، غیور پختونوں، خوددار بلوچوں اور 'بلڈی سویلینز' کو کچلنے مسلنے کے لیے ہی ہے! اور ہر طرح کے مہلک ہتھیار، جنگی طیارے، گن شپ ہیلی کاپٹر، آرٹلری، ٹینک اور گولہ بارود' مسلمانوں کے قتلِ عام ہی کے لیے مختص ہے! بھارت سے ہونے والی چار باقاعدہ جنگوں میں تو "ڈھول سپاہیے" بری طرح پٹے ہیں... اپنی ساکھ بچانے اور قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے لے دے کر ۶۵ء کی جنگ ہی رہ جاتی ہے جس کے متعلق "معاشرتی علوم ومطالعہ پاکستان" کی حد تک یہ فاتح قرار پاتے ہیں! لیکن اس "فتح" کا سہرا بھی "ملکہ ترنم" کے سُر اور گلے پر سجتا ہے! اب وہ اوراُس کا "آغاجان" (جس میں موجود تمام رزائل وخبائث' پاکستانی فوج کی پہچان اور "امتیازی اوصاف" ہیں) تو عالم برزخ سدھار چکے! فوج کے تمام ہتھیاروں کو مسلمانوں کا خون "زنگ آلود" کر چکا ہے اور اہل ایمان کے علاوہ کسی اور کے خلاف ان ہتھیاروں سے ایک شعلہ بھی برآمد نہیں ہو سکتا! لہٰذا موجودہ صورت حال کو Media Hype پیدا کر کے قابو کرنے کی سرتوڑ کوششیں جاری ہیں! لہٰذا یہ وقت ہر پاکستانی مسلمان کے لیے وقتِ فکر و عمل ہے! اس وقت کا اولین تقاضا یہی ہے کہ

؎ اپنی دُنیا آپ پیدا کر اگر زِندوں میں ہے

آج اگر تھوڑے کہے کو بہت سمجھیں گے، اپنی صفوں کو ترتیب دینے اوراعدادو تیاری کے مراحل کو جلد از جلد شروع کرنے کا تہیہ کریں گے، فریضۂ اعداد کو کماحقہ ادا کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھیں گے، فنونِ حرب وضرب سے آگہی اوراُن میں تخصص پیدا کرنے کی جستجو کو سینوں میں زندہ کریں گے، نوجوانانِ اسلام کو مومن کے 'زیور' سے آراستہ وپیراستہ کرنے اوراُن میں ذوقِ اسلحہ کی افزائش کرنے کی ریت پروان چڑھائیں گے، صلاح الدین ایوبی کی طرح صلیبیوں کی پشت مضبوط کرنے والے آج کے "فاطمیوں"، ملحد چینیوں اور مشرک ہندوؤں کی سرکوبی کا عزم کریں گے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے علمی ابواب کو عمل کی دنیا میں نافذ کریں گے، طالبانِ عالیشان کے اختیار کردہ آن وشان والے منہجِ نبویؐ پر چلنے کا حوصلہ پیدا کریں گے تو ہی یہ ممکن ہے کہ کل کے لوگ' شام کے سسک سسک کر زندگی کی آخری سانسوں سے ناطہ توڑتے بچوں کی تصویروں میں آپ کے نونہالوں کی شکلیں تلاش نہ کر پائیں، تعلیم القرآن کے معصوموں کے کٹے حلقوم سے نکلتی چیخیں آپ کے اپنے آنگن میں بھی نہ سنی جائیں، آپ کے گلی کوچے اور بازار بھی راولپنڈی کے راجہ بازار کا منظر پیش نہ کر سکیں... مشرقی ترکستان کے لاکھوں مسلمانوں کی طرح آپ کو بھی ملحدین اور کمیونسٹوں کے ہاتھوں "تربیتی مراکز" میں زندگیاں نہ بِتانی پڑیں اور آپ کے

گھروں میں بھی آپ کی ماؤں بہنوں کے ساتھ کوئی نہ کوئی چپٹی ناک والا چینی ملحد بھی بطورِ جاسوس رہائش پذیر نہ ہوسکے، گجرات کے نہتے اور مظلوم مسلمانوں کی طرح ہندو بلوائیوں کے نیزوں اور آتشیں اسلحے سے آپ کے خاندان محفوظ رہیں اور کشمیر کے پستے مسلمانوں کی طرح آپ کو بھی مشرک ہندوؤں کا جور و ستم پسنے اور خون رونے پر مجبور نہ کرسکے!

شرق سے غرب تک... یہ صلیبی جنگ ہے!

ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکی صدر جارج بش نے وائٹ ہاؤس میں کھڑے ہو کر افغانستان پر صلیبی حملے کا اعلان کیا اور واضح الفاظ میں کہا:

This crusade, this war on terrorism is gonna take awhile. and the american people must be patient

”یہ صلیبی جنگ ہے، یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے جو کہ ایک مدت تک جاری رہے گی، اور امریکی عوام کو لازماً صبر کا مظاہرہ کرنا ہو گا“

تقریباً دو دہائیاں قبل کفر کے سردار اور سرغنہ نے جس جنگ کو شروع کرتے وقت ایک ہی سانس میں ”صلیبی جنگ اور دہشت گردی کے خلاف جنگ“ کا نام دیا تھا، وہ جنگ آج شرق سے غرب تک اہلِ اسلام اور اہلِ صلیب کے درمیان جاری ہے... مسلمانوں کی گردنوں پر قابض طبقات نے اپنے تمام تر وسائل صرف کرکے، سارا زور لگا کر اور تمام جتن کرکے اُن کے سامنے اس جنگ کو فکری اور عملی طور پر محض ”دہشت گردی کے خلاف جنگ“ ہی سمجھایا اور پڑھایا گیا... لیکن کفر، أئمۃ الکفر اور پوری دنیائے کفر روزِ اول سے اس جنگ کو اس کے حقیقی معنوں میں لڑ رہی ہے! کلیسائے صلیب اور اُس کا پورا نظام (چاہے وہ کیتھولک ہو، پروٹسٹنٹ یا آرتھوڈوکس) اس جنگ میں مغرب کی پشت پر کھڑا ہے! اٹلی سے لے کر واشنگٹن تک اور ماسکو سے لے کر لندن تک پوری دنیائے عیسائیت کے مذہبی پیشوا' اس صلیبی جنگ میں ہر طرح سے شریک ہیں! یہی وجہ ہے کہ مغربی دنیا کے عوام و خواص میں صلیبی جنگوں کو جذبہ آئے روز بڑھتا جا رہا ہے۔ صلیبی جنگوں کی اسی جنونی ذہنیت کو بڑھاوا دینے کے لیے مغرب میں لاتعداد صلیبی تنظیمیں قائم ہیں...

نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی دو مساجد میں ہونے والی صلیبی دہشت گردی 'مسلمانوں کے خلاف اسی صلیبی جذبۂ انتقام کی ایک کڑی ہے... پورا مغرب' اسلام اور دینِ محمدی علی صاحبہ' السلام کے خلاف بغض و عداوت سے بھرا ہوا ہے۔ مذکورہ اندوہ ناک حملہ میں بھی حملہ آور نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی غیض و غضب کا اظہار نا صرف اپنے آتشیں اور خودکار اسلحے سے اُنہیں بے دردی سے شہید کرکے کیا بلکہ اپنے ہتھیاروں تک پر وہ نام اور نشانیاں تحریر کیں' جو صدیوں پہلے لڑے جانے والے معرکہ ہائے اسلام و صلیب میں صلیبی لشکروں کے سپاہیوں اور کارناموں سے ماخوذ ہیں اور اہلِ صلیب کے ہاں آج بھی نمایاں اور معزز سمجھی جاتی ہیں!!! جس صلیبی دہشت گرد نے مسجد پر حملہ کیا وہ پوری دنیائے عیسائیت کے نزدیک ہیرو ہے اور ایک ہمارے مسلمان ہیں جنہوں نے اسی صلیبی جنگ میں اپنے مجاہدین کی کردار کشی کی، ان کے خلاف پروپیگنڈے کیے اور انہیں دہشت گرد کہا... کاش کہ ہمارے مسلمانوں میں آج کے لامذہب عیسائیوں جتنی بھی مذہبی غیرت ہوتی تو آج دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا!!! یہود و نصاریٰ اپنے آباؤ اجداد کا بدلہ بے بس مسلمانوں سے لے رہے ہیں، خلافت عثمانیہ کے سپوتوں نے جہاد کے میدانوں میں جو زخم یہود و نصاریٰ کو دیے ان کی ذریت آج تک وہ زخم بھلا نہ سکی!

قارئین نے مجلہ نوائے افغان میں ”قندھار ایئر بیس کا عقوبت خانہ“ کے عنوان سے شائع ہونے والی سلسلہ وار تحریر میں ایک افغان 'مومند خان' کے آپ بیتی یقیناً پڑھی ہو گی... اس میں شراب کے نشے میں دُھت امریکی فوجی اس پوری جنگ کے حوالے سے جن جذبات کا اظہار کرتا ہے، وہ جذبات ہر صلیبی کافر کے ہیں! اُنہیں ذرا دوبارہ پڑھیے اور سوچیے کہ ہم مسلمانوں کی اکثریت جس جنگ کی حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا ہے، اُس جنگ کو مغرب کے عیسائی پورے مذہبی جوش و جذبے اور لگن سے لڑ رہے ہیں! امریکی فوجی کہتا ہے:

> ”جو ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے یا جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو، اس میں کہیں نہ کہیں اسلام کی رمق رہ جاتی ہے اور زندگی میں کبھی نہ کبھی وہ اس کا اظہار کر ہی ڈالتا ہے لہٰذا ہمارے نزدیک مسلمانوں کا ایک ہی علاج ہے کہ پہلے انہیں دولت کا لالچ دے کر خریدو۔ ان کے ایمان کمزور کرو اور اس کے بعد انہیں مٹا ڈالو۔ یہی کام ہم نے بوسنیا میں کیا۔ یہی کام ہم فلسطین میں کرتے چلے آرہے ہیں اور اب یہی کام ہم افغانستان و عراق میں کر رہے ہیں۔ مومند خان! تم بوسنیا کے مسلمانوں سے زیادہ لبرل اور آزاد خیال نہیں ہوسکتے، ان کی دو تین نسلیں ہماری ہم نوالہ و ہم پیالہ تھیں، ان کے

بوڑھے مساجد و قرآن کے نام سے نا آشنا ہو چکے تھے اور ان کے جوانوں کے دن رات نائٹ کلبوں میں ہمارے ساتھ گزرتے، وہ شراب بھی پیتے اور سور کا گوشت بھی کھاتے اس کے باوجود تم نے دیکھا کہ ہمارے ہم مذہبوں نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ یہ درست ہے کہ بوسنیا کے مسلمان عملاً مسلمان نہیں تھے لیکن مومند خان ان کے نام تو مسلمانوں والے تھے۔

شمالی اتحاد والوں نے جو کچھ ہمارے لیے کیا وہ بجا مگر نام تو ان کے بھی مسلمانوں والے ہیں پھر انہوں نے ہمارے لیے جو کچھ کیا وہ دل و جان سے نہیں بلکہ دولت کے لالچ میں کیا ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی دو ہی قسمیں ہیں اولاً... مخلص مسلمان جیسے طالبان و عرب مجاہدین، ثانیاً، لالچی جیسے شمالی اتحاد والے انہیں ہم ہڈی ڈالیں تو وفاداری کے اظہار کے لیے بھونکتے ہیں اور اپنے ہم مذہبوں کو کاٹتے ہیں۔ لالچی کتا صرف اس وقت تک وفادار ہوتا ہے جب تک اسے ہڈی ملتی رہے۔ جب ہڈی نہ ملے وہ اپنے مالک کو کاٹ کھاتا ہے لہٰذا قبل اس کے کہ یہ کتے ہمیں کاٹ کھائیں ان کا علاج بھی ہمیں کرنا ہوگا۔

پیارے دوست سنو! امریکہ میں رہنے سہنے کی جو آسائشیں و سہولتیں ہیں، افغانستان میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ افغانستان نہ تو خوبصورت ملک ہے اور نہ اس میں سونے کے ذخائر ہیں اس کے باوجود ہم نے افغانستان پر حملہ کیا اور اب ہم ٹوٹی سڑکوں اور بنجر پہاڑوں والے ملک میں بیٹھے ہیں تو اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ موجودہ صدی عیسائیت و یہودیت کی بالادستی اور مسلمانوں کے خاتمہ کی صدی ہے۔ افغانستان میں طالبان و عرب مجاہدین کے خاتمہ کے بغیر اگر ہم عراق پر حملہ کرتے تو یہ منظم جنگجو ہمارے لیے کسی بڑی پریشانی کا سبب بن سکتے تھے۔ لہٰذا عراق پر حملہ اور اس کے بعد مشرق وسطیٰ میں وسیع تر یہودی ریاست کا قیام اس کے لیے ضروری تھا کہ پہلے افغانستان میں موجود مجاہدین کی کمر توڑ دی جاتی۔ ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں تم جیسے لالچی اور دولت کے بھکاری موجود ہیں۔ تم جیسے لوگوں کے تعاون سے ہمیں افغانستان میں کامیابی حاصل ہوئی اس کے بعد بھی اسلامی دنیا پر ہم فتوحات اور صلیب کی بالادستی کے جو جھنڈے گاڑنے والے ہیں اس مقدس جنگ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہمیں ہزاروں مومند خان مل جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ خداوند یسوع مسیح اس قربانی کو قبول کرے اور تمہیں اپنی راہ میں قبول فرمالے"۔

لہٰذا اب وہ وقت آ گیا ہے کہ امت بھی اس جنگ کی حقیقت کو پوری طرح سمجھے اور اس جنگ میں امت کے محاذ پر ہر ہر امتی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اپنا کردار ادا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ "الکفر ملة واحدة" کے مطابق آج امریکی و یورپی کفر، روسی و چینی کفر اور اسرائیلی و بھارتی کفر یکجان ہو کر امتِ مسلمہ پر ٹوٹ پڑے ہیں اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام کے خلاف ایک ہمہ جہت صلیبی جنگ لڑنے کے لیے میدانِ کارزار میں اتر رہے ہیں! ایسا نازک وقت تو شاید اُمت پر اُس وقت بھی نہیں آیا تھا جب فتنۂ تاتار نے پوری اسلامی دنیا میں اندھیر مچا رکھا تھا! لہٰذا وقت کی نزاکت کو ہر پیر و جواں سمجھے اور اپنے دین و دنیا کے دفاع کے لیے فریضۂ جہاد و قتال کی ادائیگی کی فکر کرے... نصرتِ جہاد و مجاہدین کو اپنا شعار بنائے، اعدائے اسلام سے مقابلہ کے لیے اعداد و تیاری کے فریضہ کی اہمیت جانے، سمجھے اور اس پر عمل کرے، شریعت کے ہر ہر حکم کو دانتوں سے پکڑ کر اُن کفار کے خلاف بر سرِپیکار ہو جائے جو دنیا بھر میں مسلمانوں کی جان، مال، عزت، آبرو کے درپے ہیں اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے نا صرف اُن کی سرزمینوں میں کشت و خون کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں بلکہ اپنے ممالک میں موجود مسلمانوں کو بھی تہہ تیغ کرنے کے لیے موقع اور تاک کی تلاش میں رہتے ہیں!!! پس اے اہلِ ایمان و اسلام! دین کی پکار پر لبیک کہیے اور فرضِ عین کی ادائیگی کے لیے سامان کیجیے کیونکہ

؎ قدم گھروں سے نکالنے کا جواز تم کو بُلا رہا ہے

☆☆☆☆☆☆

علاجِ کبر

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّهٗ يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ۔

وَقَالَ تَعَالٰى

وَلَهُ الْكِبْرِيَآئُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

وَقَالَ تَعَالٰى

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں فرماتے۔“

یعنی جو لوگ اپنے کو کسی درجہ میں بڑا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بڑائی آئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت ٹوٹ گئی۔ سارا معاملہ ختم ہو گیا۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ متکبر سے محبت نہیں فرماتے تو وہ غیر محبوب ہوا۔ اس قضیہ کا عکس کر لیجیے تو یہ مطلب نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے ناراضی ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا۔ اس قضیہ کا عکس کیا جائے تو یہ مطلب نکلے گا کہ ناراضی ہے۔ پس جو لوگ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتے ہیں جب تک کہ توبہ نہ کریں۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ نہ تو محبت کرتا ہے اور نہ آئندہ کرے گا

جو لوگ کہ متکبر ہیں اور متکبر رہیں گے یعنی جب تک توبہ نہ کریں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم رہیں گے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ جو ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ میں ہے۔ اس آیت کی بہترین تفسیر ہے۔ فرماتے ہیں:

”جب بندہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے کہ میں دنیا میں سب سے زیادہ نالائق و گنہگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کسی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہو رہا ہے اور سر سے پیر تک میں قصوروار ہوں تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز ہوتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے۔ جب اپنی نظر میں وہ برا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں وہ بھلا ہوتا ہے اللہ کی نظر میں وہ برا ہوتا ہے۔ لہٰذا سوچ لینا چاہیے کہ ہم اپنی نظر میں بھلے ہو جائیں تو فائدہ ہے یا ہم اللہ کی نظر میں بھلے ہو جائیں تو ہمارا فائدہ ہے؟ انسان اپنی عقل سے فیصلہ کر لے“۔

آگے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اصل بڑائی کا حق بھی تو تم کو نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:

وَلَهُ الْكِبْرِيَآئُ

بڑائی اللہ ہی کو زیبا ہے صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے

لام بھی تخصیص کا اور ”تقديم ماحقه التاخير يفيد الحصر“۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اسلوبِ بیان خود بتاتا ہے کہ کبریائی اور بڑائی صرف اللہ کا حق ہے جس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔ لہٰذا وَلَهُ الْكِبْرِيَآئُ کا یہ ترجمہ صحیح نہیں ہو گا کہ ”اللہ کے لیے بڑائی ہے“ بلکہ ترجمہ یہ ہو گا کہ ”بڑائی صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور کسی مخلوق کے لیے بڑائی نہیں“۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَآئُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اسی کو بڑائی ہے آسمان و زمین میں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اور وہ زبردست طاقت والا اور زبردست حکمت والا ہے۔

اب یہاں ان دو اسماء کے نازل کرنے میں کیا خاص بات ہے۔ ننانوے ناموں میں سے یہاں عزیز و حکیم کیوں نازل فرمایا؟ بات یہ ہے کہ بڑائی کی وجہ صرف دو ہی ہوتی ہیں۔ زبردست طاقت اور زبردست طاقت کا حسنِ استعمال یعنی حکمت اور قاعدہ سے طاقت کا استعمال... لہٰذا ان ناموں کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ میری بڑائی کی وجہ یہ ہے کہ میں زبردست طاقت رکھتا ہوں، جس چیز کا ارادہ کر لوں بس ”کُن“ کہتا ہوں اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ كُنْ فَيَكُوْنُ

اور میری زبردست طاقت کے ساتھ ساتھ میری زبردست حکمت، دانائی، سمجھ اور فہم کار فرما ہوتی ہے اور جیسا کہ وہاں طاقت کا استعمال ہونا چاہیے۔ اس طریقہ سے میری طاقت حکمت کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔

دیکھیے اگر کسی گھر میں کوئی لڑکا کا زبردست طاقت والا ہو جائے لیکن ہو بے وقوف تو پھر کسی کی خیریت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو اندازہ ہی نہیں کہ طاقت کو کہاں استعمال کرنا چاہیے۔

کبھی ابا کو گھونسہ لگا دیا، کبھی چھوٹے بھائی کو لگا دیا، کبھی اماں کو پیٹ دیا۔ اس لیے بڑائی کا وہ مستحق ہے جو زبردست طاقت کو زبردست حکمت کے ساتھ استعمال کرے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم زبردست طاقت والے اور زبردست حکمت والے ہیں۔

اور جو احادیث اس کی شرح کرتی ہیں ان میں سے ایک حدیث قدسی یہ ہے جس کو ملا علی قاری رحمہ اللہ نے (مرقاۃ: جلد ۹، ص ۳۰۹ پر مسند احمد، ابوداؤد وابن ماجہ) کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے بندوں سے:

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ رِدَائِیْ قَصَمْتُہٗ

"بڑائی میری چادر ہے جو اس میں گھسنے کی کوشش کرے گا میں اُس کی گردن توڑ دوں گا"۔

اور تیسری آیت جو حضرت حکیم الامت نے خطبات الاحکام میں عُجب و کبر کے بیان میں تلاوت فرمائی، وہ ہے:

اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا

"اور یاد کرو جب جنگِ حُنین میں اپنی کثرت پر تم کو ناز ہوا تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی"۔

طائف اور مکہ کے درمیان میں ایک وادی ہے جس کا نام حنین ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری (ج ۴، ص ۱۵۴) میں تحریر فرماتے ہیں:

"غزوہ حنین میں کافروں کی تعداد چار ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ لہٰذا بعض مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ نظر ہوگئی کہ ہم لوگ آج تعداد میں بہت زیادہ ہیں بس آج تو بازی مارلی، آج تو ہم فتح کرہی لیں گے اور ان کے منہ سے نکل گیا کہ آج ہم کسی طرح مغلوب نہیں ہوسکتے یعنی اسباب پر ذرا سی نظر ہوگی۔ اپنی کثرتِ تعداد پر کچھ ناز سا پیدا ہوگیا کہ ہم آج تعداد میں کفار سے بہت زیادہ ہیں۔ آج تو فتح ہو ہی جائے گی۔ چنانچہ شکست ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری شکست کی وجہ یہی ہے کہ تمہیں اپنی کثرت بھلی معلوم ہوئی اور ہماری نصرت سے نظر ہٹ گئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب انہوں نے توبہ و استغفار کی تو دوبارہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم آگیا۔ پھر فوراً مدد آگئی اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ فتح مبین نصیب فرمائی"۔

کبھی بڑائی بڑے خفیہ طور سے دل میں آجاتی ہے۔ خود انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ میرے دل میں تکبر ہے۔ کبھی آدمی کے دل میں بڑائی ہوتی ہے اور زبان پر تواضع ہوتی ہے کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ اپنے منہ سے اپنی خوب حقارت بیان کرتے ہیں میں کچھ نہیں ہوں صاحب۔ حقیر ناچیز بندہ ہوں لیکن اگر کوئی کہہ دے کہ واقعی آپ کچھ نہیں ہیں... آپ حقیر بھی ہیں اور ناچیز بھی ہیں تو پھر دیکھئے ان کا چہرہ فق ہوجاتا ہے کہ نہیں اور دل میں ناگواری محسوس ہوگی۔ یہی دلیل ہے کہ یہ دل میں اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھتا"۔

حضرت فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کی زبانی تواضع بھی تکبر سے پیدا ہوتی ہے کہ اس کو اپنی بڑائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ لوگوں میں خوب شہرت ہوجائے کہ فلاں صاحب بڑے متواضع ہیں، اپنے کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اس تواضع اور خاکساری کا منشا، تکبر اور حُبِّ جاہ ہے۔ چنانچہ اگر لوگ اس کی تعظیم نہ کریں تو اس کو ناگواری ہوتی ہے۔ یہی دلیل ہے کہ یہ تواضع اللہ کے لیے نہیں تھی ورنہ لوگوں کی تعظیم اور عدمِ تعظیم اس کے لیے برابر ہوتی"۔

اس لیے یہ بڑائی بہت دن کے بعد دل سے نکلتی ہے۔ تکبر کا مرض بہت مشکل سے جاتا ہے۔ اسی بڑائی کو نکالنے کے لیے بزرگانِ دین، مشائخ اور اللہ والوں کی صحبت اُٹھانی پڑتی ہے۔ شیخ کے ساتھ ایک زمانہ گذارا جاتا ہے۔ پھر وہ رگڑ رگڑ کر بڑائی نکال دیتا ہے اور خصوصاً وہ شیخ جو ذرا "کڑا" بھی ہو یعنی ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا ہو، پھر تو وہاں بہت جلد بڑائی نکل جاتی ہے۔ جیسے ہمارے میر صاحب کا شعر ہوا ہے۔ میر صاحب کو پچھلے جمعہ کو بھرے مجمع میں جو ڈانٹ پڑی تو انہوں نے ایک شعر کہا

ہائے وہ خشمگیں نگاہ، قاتلِ کبر و عُجب و جاہ

بھرے مجمع میں جب شیخ ڈانٹ دیتا ہے۔ استاد ڈانٹ دیتا ہے تو کیسی اصلاح ہوتی ہے جس کو بہت عمدہ تعبیر کیا ہے، ماشاءاللہ نظر نہ لگے ان کو!

ہائے وہ خشمگیں نگاہ قاتلِ کبر و عجب و جاہ
اس کے عوض دلِ تباہ میں تو کوئی خوشی نہ لوں

شیخ کی غضب ناک نگاہیں قاتلِ کبر وعُجب وجاہ ہیں، وہ عُجب و کبر اور جاہ کو قتل کر دیتی ہیں۔ اس کے عوض دلِ تباہ، یعنی اے دلِ تباہ! اس کے بدلہ میں مجھے دنیا کی کوئی خوشی نہیں چاہیے۔ یہ بڑی عظیم الشان نعمت ہے کہ جس کا نفس مٹ جائے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو ایک پرچہ پر اپنی حاضری کا مقصد ایک شعر میں لکھ کر بھیج دیا وہ شعر یہ تھا

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجیے مٹا دیجیے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

اپنے نفس کو مٹانا یہی سلوک کا حاصل ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کا علم معمولی نہیں تھا۔ مشرقِ وسطیٰ میں، جس کو آپ "مڈل ایسٹ" کہتے ہیں، ان کے علم کا غلغلہ مچا ہوا تھا۔ زبردست خطیب، بہترین ادیب، بہترین عربی داں، عربی ان کے لیے ایسی تھی جیسی ہماری آپ کی اردو، بلکہ ان کی اردو سے بھی زیادہ ان کی عربی اچھی تھی۔ اس کے باوجود جب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت تصوف کسی چیز کا نام ہے؟ تو حضرت نے فرمایا:

"آپ جیسے فاضل کو مجھ جیسا طالب علم کیا بتا سکتا ہے۔ البتہ جو اپنے بزرگوں سے سنا ہے اسی سبق کو تکرار کرتا ہوں یعنی اسی کو دوبارہ دہراتا ہوں"۔

دیکھیے یہ تھی حضرت کی شانِ فنائیت و تواضع، فرمایا کہ "آپ جیسے فاضل کو مجھ جیسا طالب علم کیا بتا سکتا ہے"۔ اتنا بڑا مجددِ زمانہ اور آفتابِ علم، اکابر علماء کا شیخ، اپنے کو طالب علم کہہ رہا ہے۔

تکرار کے معنی اردو میں جھگڑے کے آتے ہیں۔ اگر آپ کسی گاؤں میں جائیں تو آپ یہ کبھی نہ کہیے کہ میں تکرار کرنا چاہتا ہوں۔ طالب علم تو اپنی کتاب کے سبق کو دوبارہ دہرانے کو تکرار کہتے ہیں، تکرار کے معنی ہیں بار بار لیکن جھگڑے میں بھی بار بار ایک دوسرے کو وہی ایک بات کہتا ہے کہ تو اُلو گدھا، دوسرا کہتا ہے تو اُلو گدھا، کیونکہ ایک لفظ کا بار بار تکرار ہوتا ہے اس لیے جھگڑے کا نام بھی تکرار رکھ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ صاحب آج تو لالو کھیت میں دو آدمیوں میں تکرار ہوگئی لیکن علمی ماحول میں تکرار کے معنی ہیں سبق کا دہرانا۔

تو حضرت نے فرمایا کہ میں اسی سبق کو دہراتا ہوں وہ کیا سبق ہے؟ اس سبق کا حاصل اور خلاصہ کیا ہے؟ اپنے کو مٹا دینا، فرمایا:

"تصوف نام ہے اپنے کو مٹا دینے کا"۔

جس دن یہ یقین ہو جائے کہ میں کچھ نہیں بس اس دن وہ سب کچھ پا گیا۔ جس کو یہ احساس ہوا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں اس کو سب کچھ مل گیا اور یہ کب ہوتا ہے؟ جب دل میں اللہ کی عظمت کا آفتاب بلند ہوتا ہے، تب تکبر کے ستارے فنا ہوتے ہیں۔ جب شیر سامنے آتا ہے تب جنگل کی لومڑیوں کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کبر و عُجب لومڑیاں ہیں جب شیر سامنے نہیں ہوتا تو اکڑتی پھرتی ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا شیر، دل میں غرّائے اور اللہ اپنی محبت کا سورج دل میں چمکائے، اس وقت میں بندہ کیسے اِترائے! جس دل پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا انکشاف ہو جاتا ہے پھر وہ تکبر نہیں کر سکتا!

مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ ان کی مجلس کو جن لوگوں نے دیکھا ہے بتاتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت کی مجلس کی بالکل نقل تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا

جب بادشاہ میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو اس کو برباد کر دیتے ہیں۔

وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً

اور اس کے معزز لوگوں کو گرفتار کر لیتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں۔

یعنی بڑے بڑے لوگوں کو بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیتے ہیں تاکہ کبھی بغاوت نہ کر سکیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے:

"اللہ تعالیٰ جس کے قلب میں اپنی عزت کا اور اپنی عظمتوں کا جھنڈا لہراتے ہیں، جس کے دل کی بستی کو اپنے لیے قبول فرماتے ہیں، اس دل کے کبر کے چوہدری کو، عُجب کے چوہدری کو اور ریا کے سردار کو گرفتار کر لیتے ہیں۔ اس کے نفس کو مٹا دیتے ہیں۔ لہٰذا کبر اور نسبت مع اللہ جمع نہیں ہو سکتے۔ وہ شخص ہرگز صاحبِ نسبت نہیں ہو سکتا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو"۔

اس لیے حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

”اشرف علی تمام مسلمانوں سے ارذل ہے، سارے مسلمانوں سے کمتر ہے فی الحال۔ یعنی اس حالت میں بھی سب مسلمان مجھ سے اچھے ہیں کیونکہ کیا معلوم کہ کس کی خوبی اللہ کے یہاں پسند ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے اور تمام کافروں سے اور جانوروں سے میں بدتر ہوں فی المال یعنی انجام کے اعتبار سے“۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو صاحب نسبت ہیں وہ تو سارے جہاں سے اپنے کو بدتر سمجھتے ہیں“۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر (ج ۱۶، ص ۱۷۴) میں تحریر فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ اَقْبَلَ

یہ جو آرہے ہیں ابو ذر غفاری ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوْتَعْرِفُوْنَهٗ؟

”کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟“ آپ تو آسمانی مخلوق ہیں۔ مدینہ کے لوگوں کو آپ کیسے جان گئے؟ ابو ذر غفاری کو آپ نے کیسے پہچان لیا؟ عرض کیا:

هُوَ اَشْهَرُعِنْدَنَا مِنْهُ عِنْدَكُمْ

”مدینہ میں اِن کی جتنی شہرت ہے اس سے زیادہ یہ آسمان میں ہم فرشتوں کے درمیان مشہور ہیں“۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بِمَا ذَانَالَ هٰذِهِ الْفَضِيْلَةَ؟

”یہ فضیلت ان کو کیسے ملی؟“

جبرئیل علیہ اسلام نے عرض کیا:

”ان کو یہ فضیلت دو اعمال سے ملی ہے ایک تو قلبی ہے اور ایک قالبی۔ ایک دل کا عمل ہے اور ایک جسم کا عمل ہے“۔

دل کا عمل کیا ہے؟

لِصِغْرِهٖ فِيْ نَفْسِهٖ

یہ دل میں اپنے کو بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا بہت پسند ہے، جو بندہ اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ حقیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے کہ میرا بندہ بندگی کا حق ادا کر رہا ہے۔ بندہ ہو کر اکڑے، غلام ہو کر اکڑے، یہ بات بندگی کے خلاف ہے! اور دوسرا عمل ان کا یہ ہے:

وَكَثْرَةِ قِرَاءَ تِهٖ قُلْ هُوَاللّٰه اَحَدٌ

”یہ قل ھو اللہ (سورۃ اخلاص) کی تلاوت بہت کرتے ہیں“۔

ان دو اعمال کی برکت سے ان کی آسمان کے فرشتوں میں شہرت ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ مسجد میں تھے۔ کسی نے اعلان کیا کہ اس مسجد میں جو سب سے زیادہ نالائق، بدترین، گنہگار اور سب سے بُرا انسان ہو وہ جلدی سے مسجد کے باہر آجائے۔ اس مسجد میں جتنے نمازی تھے ان میں جو سب سے بڑے بزرگ تھے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے وہ باہر آکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ ”تمام مسلمانوں میں مَیں ہی بدترین مسلمان ہوں“۔ اللہ اکبر! یہ شان تھی!

آج ہم دو رکعت پڑھ لیں، ذرا سی تلاوت کر لیں، تھوڑی سی نفلیں پڑھ لیں، بس سمجھ گئے کہ ہم ٹھیکے دار ہیں جنت کے اور سب کو حقیر سمجھنے لگے کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی کچھ نہیں۔ ایک یہ اللہ والے تھے کہ سب سے زیادہ اپنے کو حقیر سمجھتے تھے۔ اس وقت کے بزرگ حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خبر دی کہ آج جنید نے یہ کلام کیا ہے۔ فرمایا کہ

”اسی چیز نے تو جنید کو جنید بنایا ہے“۔

یعنی اپنے کو سب سے حقیر سمجھتے ہیں جب ہی تو وہ اس مرتبہ کو پہنچے ہیں

ازیں بر ملائک شرف داشتند

کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

اولیاء اللہ فرشتوں سے اس وجہ سے بازی لے جاتے ہیں۔ فرشتوں سے زیادہ ان کو عزت اس لیے ملتی ہے کہ اپنے کو کتوں سے بھی بہتر نہیں سمجھتے۔

یہ کون کہہ رہا ہے؟ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کا پہلا خلیفہ، سلسلہ سہروردیہ کا پہلا خلیفہ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور فرمایا کہ

”میرے شیخ، سہروردیہ سلسلہ کے شیخِ اول حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجھے دو نصیحت فرماتے تھے

؎ مرا شیخ دانائے فرخ شہاب

دو اندرز فرمود از روئے تاب

میرے عقلمند شیخ فرخ شہاب نے مجھے دو موتی نصیحت کے عطا فرمائے۔

یکے آں کہ بر غیر بد بیں مباش

پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے اوپر استحسان کی نظر مت ڈالو کہ میں اچھا ہوں۔ اپنے کو اچھا مت سمجھو۔ یہ دو قیمتی نصیحت فرمائی کہ دوسروں پر برائی کی نظر نہ ڈالو اور اپنے پر بھلائی کی نظر نہ ڈالو۔ یعنی دوسروں کو برا نہ سمجھو اور اپنے کو اچھا نہ سمجھو۔

سید الطائفہ سید الاولیا، امیر الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "اس وقت جتنے اولیاء ہیں سب کی گردن پر میرا قدم ہے"۔

وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

اللہ نے ان کو وہ درجہ دیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

؎ گہے فرشتہ رشک برد بر پاکی ما

گہہ خندہ زند دیو بہ ناپاکی ما

کبھی تو میں اپنے کو فرشتوں سے افضل پاتا ہوں۔ فرشتہ میری پاکی پر رشک کرتا ہے اور کبھی میری نالائقی پر شیطان بھی ہنستا ہے۔

ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم

اَحۡسَنۡتُ بریں چُستی وچالاکی ما

جب میں ایمان کو سلامتی کے ساتھ قبر میں جاؤں گا، تب اپنی چستی وچالاکی کی تعریف کروں گا۔

اس وقت اپنی تہجد و نوافل پر خوش ہوں گا کہ الحمدللہ میں کامیاب ہو گیا۔ نتیجہ نکلنے سے پہلے، رزلٹ آؤٹ ہونے سے پہلے جو طالب علم غرور و شیخی کرتا ہے، انتہائی بے وقوف ہے جب خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ جاؤ جنت میں، میں تم سے راضی ہوں، خوش ہوں، پھر جتنا چاہو اُچھلو کودو اور اُچھلتے کودتے جنت میں داخل ہو جاؤ لیکن ابھی کیا پتہ کہ ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے۔ ابھی کس بات پر اپنے کو بڑا سمجھیں، ابھی کسی منہ سے اپنی تعریف کریں۔ کیا منہ ہے ہمارا کہ دنیا میں اپنی تعریف کریں۔ ابھی تو فیصلہ کا انتظار ہے۔

؎ ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے

وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

تکبر کے علاج کے لیے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا ایک جملہ کافی ہے۔ حضرت حکیم الامت کا وہ جملہ یاد کر لیجیے کہ اتنا بڑا مجدد زمانہ، ڈیڑھ ہزار کتابوں مصنف، بڑے بڑے علماء کا شیخ، فرماتے ہیں:

"اشرف علی ہر وقت غمگین رہتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہو گا؟"

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ کا انتقال ہو رہا تھا۔ لوگ انہیں کلمہ کی تلقین کر رہے تھے کہ کلمہ پڑھ لیں۔ اتنے میں انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ہم تو آپ کو کلمہ پڑھا رہے تھے لیکن آپ ابھی نہیں، ابھی نہیں، کیوں کہہ رہے تھے، فرمایا کہ شیطان مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ تُو نجات پا گیا، میرے ہاتھ سے نکل، میں یہ کہہ رہا تھا کہ ابھی تو روح جسم میں ہے ابھی میں نے تجھ سے نجات نہیں پائی، جب کلمہ پر میرا خاتمہ ہو جائے اور روح کلمہ لے کر ایمان کے ساتھ جسم سے الگ ہو جائے اس وقت میں تجھ سے نجات پاؤں گا۔ تو میں شیطان سے کہہ رہا تھا ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی جسم میں جان باقی ہے۔ ابھی تو مجھ کو بہکا سکتا ہے"۔

اور ایسی ہی حالت نزع میں ایک عالم سے شیطان نے کہا کہ "تم اپنے علم سے بچ گئے"۔ اس اللہ والے عالم نے کہا کہ "ارے اپنے علم سے نہیں اللہ کی رحمت سے بچ گیا"۔ کہا کہ کمبخت جاتے جاتے بھی مجھے چکر دے رہا ہے کہ اپنے علم سے بچ گئے تاکہ میری نظر اپنے علم پر ہو جائے اور اللہ پر نہ رہے۔ دیکھئے اس طرح یہ خبیث خاتمہ خراب کرانا چاہتا ہے۔ فوراً فرمایا کہ میں علم سے نہیں بچا، اے خدا آپ کی رحمت سے بچا ہوں اور شیطان سے کہا مردود بھاگ جا یہاں سے۔ جس پر اللہ کا کرم ہو شیطان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو سارے جہان سے زیادہ اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

تقویٰ اور پرہیز گاری

شیخ ڈاکٹر عبد اللہ عزام شہیدؒ

اے لوگو! جو اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو، جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ محکم آیات میں فرمایا ہے:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَيْـــًٔا۔اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ(ال عمران: ۱۲۰)

"اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اُنہیں برا لگتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آئے تو یہ اُس پر خوش ہوتے ہیں، اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی تدبیر تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے"۔

اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی بتاتے ہیں:

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْفَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یوسف:۹۰)

"بے شک جو تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ(ال عمران:۱۲۵)

"بلکہ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے مقابل آجائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا"۔

قرآن مجید میں متعدّد مقامات پر صبر اور تقویٰ کا ساتھ ساتھ ذکر آیا ہے۔ تقویٰ اور صبر مسلمان کو اس کے دشمنوں کے شر سے بچانے کے لیے دو لازمی ستون ہیں۔ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ تقویٰ کی ڈھال تھام لی جائے اور صبر کی زرہ زیب تن کر لی جائے، تاکہ مطلوبہ مقصد حاصل ہو سکے اور ہدف تک پہنچنے میں کامیابی حاصل ہو۔ آج ہم تقویٰ کے بارے میں بات کریں گے۔ تقویٰ ایسا رویہ اور کردار ہے جس کا پھل پک کر ورع (پرہیز گاری) بن جاتا ہے۔

مرتبے اور امارت کا شوق:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دینِ اسلام کی وضاحت کی ہے:

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، جو ان مشتبہ باتوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا گویا وہ حرام کاموں میں پڑ گیا، اس چرواہے کی طرح جو (بادشاہ کی) چراہ گاہ کے ارد گرد چراتا ہے، اور عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ اس میں چلا جائے"۔ (بخاری)

پس شبہات کا دائرہ ہی دراصل پرہیز گاری کا میدان ہے۔ اور کسی شخص کے تقویٰ اور خدا خوفی کی بابت آگاہی' اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے جب اُس کا سابقہ مشتبہ امور سے پیش آئے۔ پس جب بھی مستقل تقویٰ کی روش اپنائی جائے گی، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر قلب میں رہے گا اور اپنے نفس پر مسلسل کڑی نگرانی ہو گی تب پرہیز گاری اپنے عروج پر ہو گی۔

پرہیز گاری دو امور میں ظاہر ہوتی ہے؛ مال اور امارت کے معاملے میں۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے:

"کسی شخص کے دل میں مرتبے اور مال کی حرص اس کے دین کے لیے اُس سے کہیں زیادہ تباہی کا باعث ہے جتنا دو بھوکے بھیڑیوں کے بھیڑوں کے ریوڑ میں گھس جانے سے تباہی و فساد ہوتا ہے"۔ (بحوالہ صحیح الجامع الصغیر)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بیماریوں (حرص مال و جاہ) کو دو بھوکے بھیڑیوں سے تشبیہ دی ہے، مرتبے کی خواہش ایک بھیڑیا اور مال کی حرص دوسرا بھیڑیا، جو سرد طوفانی رات میں ریوڑ پر آجھپٹتے ہیں اور بھیڑیں اِدھر اُدھر بھاگنے لگتی ہیں، یہی بھیڑیے انسان کے دین اور اس کی پرہیز گاری کو چیر پھاڑ کر ہڑپ کر جاتے ہیں۔

اور شیطان کے موثر ترین ہتھیاروں میں سے ایک امارت اور مرتبے کی چاہ کا داعیہ ہے۔ اسی کے ذریعے وہ انسان کو اپنے دام فریب میں جکڑ کر اخروی خسارے میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کتنے ہی اشخاص ایسے ہیں جو مرتد ہو گئے اور کتنے ہی لوگ عزت، مرتبے اور امارت کی لالچ کے پیچھے گہری کھائیوں میں جا گرے۔ اسی لیے مال کی محبت، امارت کی محبت سے کم خطرناک اور ہلکی شے ہے، اور سونے چاندی سے بچنا امارت کی چاہ سے بچنے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ سونا اور چاندی امارت کے حصول کے لیے ہی خرچ کیے جاتے ہیں۔ خواہشات اور شر میں آخری چیز جو انسان کے دل سے نکلتی ہے، وہ دکھاوے اور امارت کی خواہش ہے۔ اس راستے پر کتنا مال ضائع ہو چکا ہے، اور کتنے ہی مسلمان ہلاک ہو چکے ہیں، کتنی ہی ریاستیں تباہ ہو چکی ہیں، اور کتنے ہی ممالک ختم ہو گئے ہیں! اور یہ سب صرف کسی ایک، دو یا تین لوگوں کے کرسی کے شوق کی وجہ سے۔ آخری چیز جو مومن کے دل سے نکلتی ہے وہ اس کے دکھاوے کا شوق ہے۔

دکھاوے کی محبت اور فضول گوئی کا شوق:

دکھاوے کی چاہت نے کتنوں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے، پہلے زمانے کے مسلمان جن کی پرہیز گاری میں مثالیں دی جاتی ہیں اس خطرناک پھسلن، اس عمودی ڈھلان یعنی دکھاوے سے بچتے رہتے تھے، جو ہر وقت دلوں میں جگہ بنائے رکھتا ہے، سوائے اس کے جس پر اللہ رحم کرے اور اسے بچالے، اسے اس سے دور کر دے اور روک دے، اور اُس شر سے اس کے دل کی حفاظت کرے جسے انسان اپنے رب سے ملاقات کے وقت تک اپنے دل سے نکالنے اور اخلاص کی تگ ودو میں لگا رہتا ہے۔

پرہیز گاری دراصل یہ ہے کہ برائیوں سے اجتناب کیا جائے اور نیکیوں کی حفاظت کی سعی کی جائے۔ اور اسی طرح ایمان کی حفاظت بھی ہے... یعنی نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جو اُسے تمام جہانوں کے رب اور مکرم فرشتوں کے سامنے رسوا کرنے اور عیب دار بنانے والی ہو۔ جب انسان اپنے نفس کی کڑی نگرانی کرتا رہتا ہے تو خطائیں کم ہوتی جاتی ہیں، گناہ تھوڑے ہوتے ہیں اور برائیوں میں بھی کمی آجاتی ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو' بے شک تمہارے ہمراہ وہ ساتھی (کراماً کاتبین) ہیں جو کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑتے سوائے رفع حاجت کے وقت یا اس وقت جب انسان اپنی اہلیہ کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے، پس اللہ سے ڈرو اور ان کا اکرام کرو... اچھے اخلاق سے ان کی تکریم کرو... بے شک اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے اور اپنے بندے کو گناہ کرتا دیکھ کر اسے غیرت آتی ہے۔ اپنے نفس سے اس چیز کو دور ہٹادو جو اسے داغ دار کرتی ہے۔

اس مقام کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ مباحات سے بھی ممکن حد تک دور رہا جائے، اور جو غیر متعلقہ امور ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے، اور اس میں سارے امور آجاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس سے غیر متعلق ہے"۔ (صحیح الجامع الصغیر)

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو ایسی باتوں میں مشغول رہتے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں، وہ ٹولیاں بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، اور دوسروں کے رازوں کی دھجیاں بکھیرتے ہیں، اور محبت کرنے والوں کے درمیان تفریق ڈال دیتے ہیں، اور یہ سب صرف اس لیے کیونکہ ان کا باتیں کرنے کا دل چاہتا ہے... ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ فضول گپ شپ لگائیں، اور اس خواہش سے نجات نہیں حاصل کر پاتے۔ پس وہ مشتبہ چیزوں کے پیچھے پڑتے ہیں جس میں انہیں سچ بات کا کوئی علم نہیں ہوتا، اور اپنے گمان کی بنیاد پر فضول گوئی کرتے رہتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے:

"آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے پہنچادے"۔ (صحیح مسلم)

جہاں تک ظن وتخمین کے گھوڑے دوڑانے کی بات ہے تو:

ان الظن لا یغنی من الحق شیأ(یونس:۳۶)

"یقیناً گمان حق (کی معرفت) میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا"۔

(بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)، پھر کیا بنے گا اگر حرام گفتگو ہو جو محض مشتبہ باتوں اور گمان پر مبنی ہو۔ غیر متعلقہ امور میں کلام کا شوق ہونا بہت خطرناک بات ہے، یہ نیکی برباد گناہ لازم والی صورت حال ہے، یہ عادت نیکیوں کو ایسے کھاجاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آدمی اللہ کو ناراض کرنے والی کوئی بات کرتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا لیکن (وہ اتنی بری ہوتی ہے کہ) اس کے باعث دوزخ میں جا گرتا ہے"۔ (بخاری)

وہ ایک کے بعد ایک آدمی کو نشانہ بناتا ہے، چائے اور قہوے کا مزہ لیتا ہے۔ اپنے فارغ وقت کو کہیں نہ کہیں کھپانا ہی اُس کا مقصد ہوتا ہے حالانکہ وہ یہ وقتِ فراغت' ذکر، تلاوت یا عبادت میں بھی گزار سکتا تھا لیکن وہ اسے اپنے بھائیوں کا گوشت کھا کر گزارتا ہے، اللہ کے حرام کردہ امور کو، حدود توڑ کر پامال کرتا ہے، اور جو قلیل سی نیکیاں اُس کے نامہ اعمال میں ہیں وہ اُنہیں بھی گنوا کر اٹھتا ہے۔ سو لازم ہے کہ اپنے نفس کو ہر اس چیز سے پاک کر دو جو اسے عیب دار بناتی ہے اور اسے ذلیل کرتی ہے...

اگر تم چاہتے ہو کہ بغیر کسی تکلیف کے رہو

تمہارا نصیب اچھا ہو اور تمہاری عزت بے داغ ہو

تو اپنی زبان سے کسی کی غلطیوں کا تذکرہ نہ کرو،

کیونکہ تم خطا کے پتلے ہو اور لوگوں کے پاس بھی زبانیں ہیں

اور اگر تمہاری آنکھ تم پر کسی کا عیب ظاہر کرے،

تو اس سے کہہ دو کہ اے آنکھ لوگوں کی بھی آنکھیں ہیں

اور جو زیادتی کرے اور اس کے ساتھ بھلے اور نرم طریقے سے رہو

اس سے علیحدہ ہو جاؤ، مگر احسن طریقے سے

آپ کے پاس کوئی آتا ہے اور آپ اس سے کسی شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں؛ آپ اس سے معلومات لینا چاہتے ہیں... کسی ایسے بندے کی گواہی لینا چاہتے ہیں جو اس کو جانتا ہو، وہ آپ سے کہتا ہے: ہاں وہ اچھا انسان ہے، نیک ہے لیکن وہ ایسے اور ایسے کرتا ہے۔ اس نے 'لیکن' کہہ کر اُس ساری عمارت کو ڈھا دیا' جو اخوت و بھائی چارے کی عمارت تھی، اس کے ستون گرا دیے، اور اُپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اُس کی حرمت و عزت پامال کر دی، اور آپ کی نظر میں اُس بھائی کی کوئی وقعت نہیں رہے گی... اب ذرا غور کیجیے کہ اس نے اُس بھائی کا تذکرہ کی ابتدا کس طرح کی کہ وہ اچھا، نیک آدمی ہے، لیکن... لیکن... لیکن... پھر آپ کو ایسی ایسی برائیاں بتانے لگا جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس

میں کچھ حقیقت بھی ہوتی ہے مگر اکثر باتیں شبہات اور نفس کی خواہشات پر مبنی ہوتی ہیں، کیونکہ وہ اس بندے سے خوش نہیں ہوتا، اور اس شخص کو اس کے کھانے پینے میں، یا اس کے طرزِ گفتگو میں پسند نہیں کرتا، پھر وہ اس کی عزت کو پامال کرتا ہے تاکہ اپنے نفس کے غصے اور کینے کے پیٹ کو بھر سکے، وہ اس پیاس کو آگ سے بجھاتا ہے، آگ کے اوپر آگ... اور یہ آگ نفرت کی آگ ہوتی ہے، اور غیبت کی آگ ہوتی ہے جو اس کی نیکیوں کو کھا جاتی ہے، اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا:

"کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ انہوں نے کہا: "ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس کوئی درہم، کوئی متاع نہ ہو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ ہے جو روزِ قیامت نماز، زکوۃ، حج اور روزے... تمام چیزوں کے ساتھ آئے گا... لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی پر لعن طعن کی ہوگی... تو یہ شخص اس کی نیکیاں لے لے گا، دوسرا اس کی نیکیاں لے لے گا، تیسرا اس کی نیکیاں لے لے گا، اگر اس کا حساب کتاب ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کی خطائیں لے کر اس کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی، اور اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا!"۔ (مسلم)

میرے بھائی! آپ فقیر ہیں... آپ کے پاس بہت تھوڑا سازادِ راہ ہے، اور آپ کے صندوق میں چند معمولی سی نیکیاں ہیں، پھر کیوں آپ اپنی ان نیکیوں کو ضائع کرنا چاہ رہے ہیں؟ اور ان کو ایسے کلمات سے راکھ بنانا چاہ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے بارے میں فرمایا کہ

مما لا یعنیک

"وہ جن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے، (انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ لایعنی کو ترک کردے)"۔ (صحیح الجامع الصغیر)

کہا جاتا ہے کہ ایک نیکوکار نے کسی محل والے کے بارے میں پوچھا: کہ یہ کس کا محل ہے؟ پھر انہیں یہ حدیث یاد آگئی کہ "انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ لایعنی کو ترک کردے"۔ تو انہوں نے اس گناہ کے کفارے کے لیے پورے ایک سال کے روزے رکھے! کیونکہ انہوں نے صاحبِ قصر کی بابت سوال کیا تھا۔ اس شخص کا کیا کہنا جس کی زبان رات دن حرمات کو چاٹتے نہیں تھکتی، جو شبہات کے پیچھے پڑا رہتا ہے، اور وہ کسی مسلمان کو نہیں چھوڑتا چاہے وہ کوئی عام شخص ہو، کوئی عالم ہو یا جاہل ہو، مگر یہ کہ اس کے گوشت کو اپنے دانتوں میں چبا چھوڑتا ہے، اور اپنی زبان سے اس کی عزت کو چاٹتا ہے، پھر بھلا وہ کیسے اللہ سے ملاقات کرے گا؟

جان لو میرے بھائی! جیسا کہ ابن عساکر نے علما کا گوشت کھانے کے بارے میں کہا ہے:

"بے شک علما کا گوشت زہریلا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جو جان بوجھ کر اسے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا راز فاش کر دیتا ہے، اور جو لوگوں پر تنقید کے لیے اپنی زبان چلاتا ہے اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اس کے دل کو مردہ کر دیتے ہیں"۔

دع ما یریبک الی ما لا یریبک

"جس چیز میں تمہیں شک ہو اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جس میں تمہیں شک نہ ہو"۔ (صحیح الجامع الصغیر)

مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دیجیے... مباحات کے دائرے سے نکل جائیے یہاں تک کہ آپ پرہیزگاری اور تقویٰ کے مقام تک پہنچ جائیں، اس لیے تاکہ اللہ آپ کے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرے، پھر اس قاعدے کو یاد کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے:

ان اللہ یدا فع عن الذین امنوا (الحج:۳۸)

"بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دفاع کرتا ہے"۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے"۔ (بخاری)

کیا آپ زمین اور آسمان کے جبار سے مقابلہ کرنا گوارا کر سکتے ہیں؟ پھر کیا ہو گیا ہے تمہیں میرے بھائی؟ کیا تمہیں اپنی آخرت یاد نہیں؟ کیا یاد نہیں کہ ایک دن تمہیں اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے؟ کیا اعمال کے ترازو اور قبر کا بھینچنا یاد نہیں؟ کیا تمہیں سانپ اور بچھو یاد نہیں؟ کیا جہنم پر سے گزرتا ہوا پلِ صراط یاد نہیں؟ کتنے ہی لوگ ہیں جو اس پلِ صراط سے گر جاتے ہیں، اور وہ گرنا صرف حقوق العباد کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ حقوق جو نہ آپ کو نفع دیتے ہیں نہ نقصان، اور آپ ان کے درپے ہو جاتے ہیں، ان کی عزت کو پامال کرتے ہیں، اور دوسروں کو اپنے سے نیچا دکھانے کی خاطر ان کے حقوق میں کمی کرتے ہیں، دوسروں کو نیچا دکھانے کا شوق آپ کا نقص ہے، اور جس کے اندر یہ نقص ہو اس کو اس کے علاوہ کوئی چاہت نہیں ہوتی کہ وہ دوسروں کو تنگ کرے اور ان کے عیب بیان کرے، اور یوں اپنے ترازو کو ہلکا کرے، اور لوگوں کی حق تلفی کرے، حق کا انکاری ہو اور دوسروں کا حق نہ پہچانے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اللہ کی رحمت کے امیدوار

شیخ مصطفیٰ ابو یزید رحمہ اللہ

جہاد کرتے ہوئے غلطی کرنا اوراللہ سے مغفرت کی امید رکھنا:

سابقہ کلام کو بھی ہم آج کے حالات اور جہاد کے رستے کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔

اول یہ کہ بے شک وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اس بات میں لگے رہتے ہیں کہ ان کا جہاد اللہ کی شریعت کے مطابق ہو، جس کے لیے وہ جہاد کے احکام اور آداب سیکھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور ہر نیا مسئلہ قابل اعتماد علما کے سامنے پیش کرتے ہیں، تو ان کے عمل کے بارے میں امید ہے کہ اللہ پاک ان کے عمل کو قبول فرمائیں گے اور ان کی غیر ارادی غلطیوں کے باوجود ان کا اجر ثابت رکھیں گے۔

چنانچہ زیر نظر آیت کے سبب نزول میں ہے کہ سریہ عبداللہ بن جحشؓ، جس میں مسلمانوں نے ابن الحضرمی کو قتل کیا تھا اور مشرکوں نے مسلمانوں کو برا بھلا کہا تھا کہ یہ حرام مہینوں میں بھی جنگ لڑتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ (البقرة:۲۱۷)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حرمت کے مہینہ میں لڑائی کرنے سے متعلق پوچھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہیے کہ حرمت والے مہینے میں جنگ کرنا بہت بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ سے روکنا، اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے نکالنا اس سے بھی بڑے گناہ ہیں“۔

اور صحابہؓ یہ سمجھتے تھے کہ اس مرتبہ کے لیے ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا کیونکہ ان کو غلطی کا احتمال تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں عروہ بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

”اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف امور بیان فرمائے ہیں اور عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھیوں کے ابن الحضرمی کے قتل کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر معاملہ آسان کر دیا۔ چنانچہ جب قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ساتھیوں سے اضطراب کی کیفیت جاتی رہی اور وہ اجر و ثواب کی تمنا کرنے لگے۔ انہوں نے (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم خواہش کریں کہ یہ لڑائی ہمارے لیے مجاہدین جیسے اجر والی بن جائے؟ تو اللہ عزوجل نے یہ (آیات) نازل فرمائیں:

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کے او ہی اللہ کی رحمت کے جائز امیدوار ہیں اور اللہ بے شک غفور اور رحیم ہے“۔

ابن قیمؒ زادالمعاد میں لکھتے ہیں:

”مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا اور دشمنوں میں انصاف سے فیصلہ کیا ہے اور اپنے اولیا کے حرام مہینوں میں جنگ لڑنے کے جرم سے ان کو بری الذمہ نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ وہ بے شک بھاری چیز ہے اور تم اس کے سبب ان کو عیب لگاتے ہو تو وہ بے شک بھاری ہے مگر تم جو کفر کرتے ہو اور اللہ کے راستے اور بیت اللہ سے روکتے ہو اور مسلمانوں کو (مسجد حرام سے) نکالتے ہو جو اس کے اہل ہیں اور شرک بھی کرتے ہو اور اس کے سبب سے تمہارا فتنہ بھی ہے۔ تو یہ سب اللہ کے ہاں ان کے حرام مہینوں میں قتال سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اکثر سلف یہاں فتنہ سے مراد شرک لیتے ہیں جیسا کہ آیت میں ہے۔

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ(البقرہ:۱۹۳)

”ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے“۔

لہٰذا یہ کفار مذمت، برائی اور سزا کے زیادہ لائق ہیں، خصوصاً جبکہ اللہ کے اولیا اپنے قتال میں تاویل کیے ہوئے تھے یا ان سے ایسی خطا ہوئی جو ان کے توحید پرستی، اطاعت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت اور آخرت طلبی کے مقابلے میں قابلِ مغفرت ہے“۔

کیا تارکِ جہاد اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید کر سکتا ہے؟

دوسرا یہ کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کی رحمت سے پر امید ہے، جبکہ اس نے جہاد چھوڑ رکھا ہو جو کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر فرضِ عین ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر نظر ثانی کرے اور ان شرائط اور صفات کو مد نظر رکھے جو اللہ عزوجل نے اس قرآنی ہدایت میں اللہ کی رحمت کی امید کے سلسلے میں بیان فرمائی ہیں، جن میں سے ایک جہاد فی

سبیل اللہ ہے۔ اور علمائے کرام نے یہ واضح کر دیا ہے کہ بغیر عمل اور سبب کے امید رکھنا بے بسی، تمنائے خام، دھوکہ اور کم عقلی ہے۔

اور خبر دار تمہیں تمہارا نفس یا خواہش دھوکہ نہ دیں اور نہ جن وانس کے شیاطین یہ کہہ کر دھوکہ دیں کہ جہاد کی تو آج طاقت ہی نہیں اور نہ ہی وہ ممکن ہے۔ جہاد کی وسیع فتوحات، مجاہدین کی مبارک کامیابیاں اور ان کا اللہ کے دشمنوں کو مغلوب رکھنا اور ان کے منصوبوں اور حکمتِ عملی کو ناکام بنانا اس دھوکے اور دعوت کے جھوٹے ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔

تیسرا یہ کہ مجاہدین کو ہمیشہ اپنی نیتوں کی تجدید کرتے رہنا چاہیے کہ ان کا جہاد اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہو جائے اور اس کی رضا (کے حصول) کی خواہش میں ہو، تاکہ کلمۃ اللہ ہی غالب رہے۔

چنانچہ یہ آیتِ رجاء جو (آج) ہمارے ساتھ ہے، اس کی حالت بھی باقی آیات کی طرح ہے جو جہاد کی قبولیت کو فی سبیل اللہ ہونے کے ساتھ مشروط کرتی ہے جس میں خود پسندی، تعصب یا قوم پرستی نہ ہو اور نہ وہ دنیا کی غنیمت اور منصب یا حکمرانی کے لیے ہو۔

فرمان الٰہی ہے:

فَمَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (الکھف:۱۱۰)

”لہٰذا جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے“۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

”ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے اور (اصل میں) دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز چاہتا ہے (تو کیا اس کے لیے اجر ہے؟) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے“۔

ابو داؤد اور شیخ البانی نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے:

”ایک اعرابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک شخص غنیمت کے لیے جہاد کرتا ہے اور ایک شخص اس لیے جہاد کرتا ہے کہ اس کا چرچا ہو اور ایک اس لیے جہاد کرتا ہے کہ لوگ اس کا مرتبہ دیکھیں، تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو اس لیے لڑا کہ کلمۃ اللہ ہی غالب رہے تو وہ اللہ کے راستے میں ہے“ (بخاری)۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لڑنا دو طرح کا ہے، ایک (اس شخص کی لڑائی) جو اللہ کے لیے لڑے، امام کی اطاعت کرے اور بہترین مال خرچ کرے اور ساتھیوں کے ساتھ نرمی کرے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا، جاگنا سب کا سب اجر ہے۔ دوسرا (اس شخص کی لڑائی) جو فخر و غرور، ریا اور عزت کے لیے لڑے اور امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد پھیلائے تو بے شک وہ کوئی نفع لے کر نہیں لوٹے گا“۔

چوتھا یہ کہ مجاہدین پر واجب ہے کہ جہاد میں ہر وقت خوش امید رہیں اور اللہ سے اچھا گمان رکھیں خصوصاً شدید مشکلات اور آزمائش کے اوقات میں اور یاد رکھیں کہ وہ جو کچھ بھی جھیل رہے ہیں، سب اللہ کی تقدیر اور اس کی اجازت، علم اور حکمت سے ہو رہا ہے۔ اور اس کا انجام کار ان کے لیے اچھا ہو گا بشرطیکہ وہ مخلص اور اللہ کے حکم پر ثابت قدم رہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر محفل میں مجھے یاد کرے تو میں اسے (اس محفل سے) بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں“۔ (متفق علیہ)

اور مجاہدین کو چاہیے کہ ان لوگوں جیسے نہ ہو جائیں جو اللہ کے بارے میں جاہلوں کی طرح گمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغۡشٰى طَآئِفَةً مِّنۡكُمۡ‌ۙ وَ طَآئِفَةٌ قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ يَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَقِّ ظَنَّ الۡجَاهِلِيَّةِ‌ؕ يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ‌ؕ يُخۡفُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَـكَ‌ؕ يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا‌ؕ قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ‌ۚ وَ لِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ‌ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (آل عمران:۱۵۴)

"اس غم کے بعد پھر اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں پر ایسی اطمینان کی سی حالت طاری کر دی کہ وہ اونگھنے لگے، مگر ایک دوسرا گروہ جس کے لیے ساری اہمیت بس اپنے مفاد ہی کی تھی، اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے جاہلانہ گمان کرنے لگا جو سراسر حق کے خلاف تھے۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ "اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟" ان سے کہو (کسی کا کوئی حصہ نہیں،) اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ در اصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو بات چھپاتے ہیں اُسے تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ اگر فیصلے میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ ان سے کہہ دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے اور یہ معاملہ جو پیش آیا یہ تو اس لیے تھا کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں پوشیدہ ہے اللہ اسے آزمالے اور جو کھوٹ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے، اللہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے"۔

ابن القیمؒ زادالمعاد میں اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ:

"یہ ایک ایسا گمان ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا اور اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل ہونے کے لیے چھوڑ دے گا۔ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا اس میں اللہ کی رضا اور حکمت شامل نہیں تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حکمت الٰہی اور تقدیر سے انکار کرتے تھے اور اس بات سے منکر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام مکمل ہو گا اور وہ پورے کا پورا دین نافذ کر دیں گے۔ یہ وہ برا گمان تھا جو منافق اور مشرک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں کرتے تھے۔ اور بے شک یہ ایک برا اور جاہلیت کا گمان ہے جو کہ جاہل لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ کے اسمائے حسنیٰ، اس کی اعلیٰ صفات اور ہر نقص سے پاک ذات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ ظن، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت وثناء اور ربوبیت اور الوہیت کی انفردیت سے بھی مناسبت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے عہدِ حق سے جو اس نے اپنے رسولوں سے کیا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور ان کو اکیلا نہ چھوڑے گا اور یہ کہ اس کا لشکر ہی غالب رہے گا۔

پس جو اللہ تعالیٰ سے یہ گمان کرے کہ وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرے گا، اس کا امر نافذ نہ ہو گا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لشکر کی مدد نہ کرے گا، وہ دشمنوں سے مغلوب اور مفتوح ہو جائیں گے، اللہ شرک کو توحید پر اور باطل کو حق پر اس طرح غالب کر دے گا کہ توحید اور حق ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جائیں، تو اس نے اللہ رب العالمین کے بارے میں ایک برا گمان کیا۔ اور اس کی طرف ایک ایسا عمل منسوب کیا جو کہ اس کی قدرت، عظمت اور صفات کے خلاف ہے"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اس بات کو برداشت نہیں کرتی کہ اس کا گروہ اور لشکر ذلیل ہو اور دائمی فتح ونصرت اس کے مشرک دشمنوں کے ہاتھ آئے۔ پس جس نے اللہ کے بارے میں ایسا گمان کیا تو وہ نہ تو اللہ کو جانتا ہے اور نہ ہی اس کے کمالات وصفات کو۔

علامہ سعدیؒ اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں:

"اس غم (یعنی مشکلات و مصائب) کے بعد نازل کیا تم پر ایسا اطمینان کہ اونگھنے لگے"۔ بے شک اطمینان کا نازل ہونا اونگھ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی اور مومنین کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لیے تھا۔ کیونکہ خوف زدہ شخص کو تب تک نیند نہیں آسکتی جب تک اس کے دل میں ڈر ہو اور جب یہ خوف ختم ہو جائے تو ہی نیند آسکتی ہے۔ اور یہ گروہ جس پر اللہ نے اونگھ نازل کی ان مؤمنین کا گروہ تھا جن کو اللہ کا دین قائم کرنے، اس کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور مؤمنین کی فلاح کے علاوہ کوئی غم نہ تھا۔

مگر دوسرا گروہ جن کے بارے میں کہا گیا کہ قد اهمتهم انفسهم اُن کے لیے ساری اہمیت ان کے اپنے مفاد کی تھی۔ پس اپنے نفاق اور کمزور ایمان کے باعث انھیں صرف اپنے مفاد کی فکر تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ یعنی اپنی رحمت نازل نہ کی۔ اور نہ ہی ان پر جن کے بارے میں اللہ نے کہا کہ: "اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟"۔ یہ استفہام کی شکل میں انکار ہے کہ ہمارا تو کوئی فائدہ نہیں، یعنی فتح اور غلبہ۔ پس انھوں نے اپنے رب، اس کے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں برا گمان کیا کہ اس کے رسول کا امر پورا نہ ہو گا اور یہ کہ شکست اللہ کے دین کے لیے فیصلہ کن ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے جواب میں کہا کہ قل ان الامر کله لله یہاں امر سے مراد تقدیر پر اختیار اور

شریعت دونوں ہیں۔پس تمام اشیا اللہ کی قضا اور مقرر کردہ ہیں۔اور فتح و نصرت اللہ کے اولیا اور اس کے فرمانبرداروں کی ہوگی۔اور اس سے پہلے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا"۔

سید قطبؒ سورہ آل عمران کی اس آیت کی تفسیریوں بیان کرتے ہیں:

"طائفة الاخریٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ایمان کمزور تھا اور ان کے لیے اپنا ذاتی نفع اہمیت رکھتا تھا۔یہ وہ لوگ تھے جو پوری طرح سے جاہلانہ تصورات سے خالی نہ تھے اور انہوں نے خلوصِ دل سے اللہ کی اطاعت قبول نہ کی تھی۔ان کے دل اس بات سے ہرگز مطمئن نہ ہوتے تھے کہ اللہ جو بھی مصیبت ڈالتا ہے وہ آزمائش کے لیے ہے 'نہ کہ اللہ کی دوری کی وجہ سے۔اللہ کی مرضی یہ نہیں کہ آخری غلبہ اور فتح کفر،شر اور باطل کی ہو"۔

سید قطبؒ "ہل لنا من الامر من شیٔ"کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان لوگوں کا کہنا تھا کہ جب ہم جہاد کے لیے اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں تو صرف اللہ کے لیے نکلتے ہیں اسی کے لیے لڑتے ہیں اور اسی کے لیے چلتے ہیں۔اس میں اپنی ذات کا کوئی فائدہ نہیں۔اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی مرضی کے سامنے جھکتے ہیں اور راہ میں آنے والی ہر مشکل کو اس کی رضا مانتے ہیں۔اس میں سے کچھ بھی اپنے فائدے کے لیے نہیں۔اللہ نے ان کی بات کا جواب دیا کہ قل ان الامر کلہ للّٰہ۔اس سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ لیس لک من الامر شیٔ پس اس دین کا کام،اس کو قائم کرنے کے لیے جہاد،دین کو زمین پر نافذ کرنا اور اس کے لیے دلوں کی ہدایت سب اللہ ہی کے کام ہیں۔اور انسان کے لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے اور اپنے عہد کو پورا کرے۔پھر جو اللہ کی رضا ہو،وہ کرے"۔

مجاہدین کے لیے پانچویں بات یہ ہے کہ انہیں چاہیے کہ اللہ کی راہ میں تمام کوششیں اور صلاحیتیں پورے یقین کے ساتھ لگا دیں۔یعنی اس بات کا پورا یقین کر لیں کہ موجود اسباب کے استعمال میں کوئی کمی بیشی نہ رہ جائے۔اور اللہ پر توکل اور یقین کے ساتھ اس بات کی امید رکھیں کہ اللہ ان کے اعمال کو قبول کرے گا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ان کو فتح و نصرت عطا کرے گا۔اس بارے میں پہلے بھی علما کے اقوال گزر چکے ہیں کہ کوششوں اور اسباب کو حسبِ استطاعت استعمال کرنے کے بعد فتح کی امید رکھی جائے۔

"منہاج القاصدین" کے مصنف اس بات کی مثال یوں دیتے ہیں:

"ضروری ہے کہ بندہ اپنے رب سے مغفرت کی امید ایسے رکھے جیسے کہ کسان،بہترین زمین میں اعلیٰ نسل کا بیج جو تمام نقائص سے پاک ہو،بوتا ہے۔پھر ضرورت کے وقت پانی مہیا کرتا ہے۔اور فصل کو نقصان دہ جڑی بوٹیوں سے پاک کرتا ہے۔پھر اس کے بعد اللہ سے فضل کی دعا کرتا ہے کہ وہ آفات ارضی و سماوی سے اس کے کھیت کو محفوظ رکھے۔حتیٰ کہ فصل پک کر تیار ہوتی ہے اور وہ اپنا ہدف پالیتا ہے۔تو اسے "رحمت" کا انتظار کہا جاتا ہے۔

اس کے بجائے اگر کوئی اونچی نیچی اور سخت زمین میں بیج بوئے جہاں پانی بھی نہ پہنچتا ہو اور پھر کٹائی کا انتظار کرے تو اسے حماقت اور غرور کہیں گے نہ کہ رحمت کی امید۔اگر کوئی شخص اچھی زمین میں بیج بوئے لیکن پانی وہاں موجود نہ ہو اور بارش کے پانی کا منتظر ہو تو اسے تمنا تو کہیں گے امید نہیں"۔

پس جب بندہ ایمان کا بیج بوئے،اسے اطاعت کا پانی دے اور اپنے قلب کو برے اخلاق کے کانٹوں سے پاک کرے،پھر اللہ کی رحمت کا انتظار کرے کہ وہ اسی حالت پر زندہ رکھے موت تک اور مغفرت کے ساتھ اس کا خاتمہ کرے تو یہ حقیقی امید ہے جو کہ اطاعت اور موت تک ایمان کے تقاضے پر قائم ہے۔

اور اگر ایمان کے بیج کو اطاعت کا پانی نہ دیا اور دل برے اخلاق کے کانٹوں سے آلودہ رہا اور دنیا کی لذّتوں میں کھویا رہا اور اس کے ساتھ مغفرت کی امید بھی رکھی تو یہ سراسر حماقت اور غرور ہے۔قولِ باری تعالیٰ ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا(الاعراف:۱۶۹)

"پھر ان کے بعد ناخلف جانشین ہوئے جو کتاب کے وارث بن کر اسی دنیا کی زندگی کا مال سمیٹنے لگے اور کہتے تھے کہ ہمیں معاف کر دیا جائے گا"۔

وَّ لَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا(الکھف:۳۶)

"اور اگر مجھے اپنے رب کے ہاں لے جایا بھی گیا تو یقیناً اس سے بہتر جگہ پاؤں گا"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں برائی سے اپنی پناہ میں رکھے اور ان لوگوں میں شامل کرے جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔آمین

☆☆☆☆☆

عرشِ الٰہی کے سائے میں کون ہوں گے؟

مولوی عبد القدوس

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دیں گے' جس دن کہ عرشِ الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت کے دن اور وہ سات آدمی یہ ہیں) ۱۔حاکم عادل، ۲۔وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پھلا پھولا۔

۳۔وہ شخص جو مسجد سے نکلے تو اس کا دل مسجد میں اٹکا رہے' یہاں تک کہ دوبارہ مسجد میں چلا جائے۔

۴۔وہ دو آدمی جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں دوستی کی' اس کے لیے جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے۔

۵۔وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں

۶۔وہ شخص جس کو کسی صاحب حسب ونسب اور صاحب حسن وجمال خاتون نے غلط دعوت دی' مگر اس نے یہ کہہ کر اس کی دعوت رد کر دی کہ: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

۷۔اور وہ شخص جس نے صدقہ کیا تو اس کو ایسا چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا!"۔

قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور تمام مخلوق سائے کی محتاج ہوگی، پس ان حضرات کی خوش بختی وخوش نصیبی کا کیا کہنا، جنہیں اس دن عرشِ الٰہی کا یہ سایہ نصیب ہو جائے۔یہ سات قسم کے حضرات جن کا اس حدیث میں تذکرہ ہے۔ان کا عمل حق تعالیٰ شانہ سے کمالِ تعلق اور کمالِ اخلاق کا آئینہ دار ہے۔اس لیے کریم آقا کی جانب سے ان کے ساتھ اعزاز واکرام کا معاملہ کیا جائے گا۔ان سات حضرات کے علاوہ دیگر احادیث وروایات میں کچھ حضرات کے نام بھی آتے ہیں۔لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث بھی قبول کی جاتی ہیں۔حضرت مولانا سعید احمد دہلوی قدس سرہ نے اپنے رسالے "جنت کی کنجی" میں ان حضرات کی فہرست درج کی ہے۔ذیل میں وہ فہرست نمبر ۸ سے حضرت موصوفؒ کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں:

حق تعالیٰ تمام امتیانِ محمد اکو یہ دولت نصیب فرمائے:

۸۔جو شخص اپنے مقروض کو مہلت دے،۹۔جو مجاہد فی سبیل اللہ کی امداد واعانت کرتا ہے۔

۱۰۔جو شخص مکاتب کو آزاد کرنے میں مکاتب کا ہاتھ بٹاتا ہے (مکاتب وہ غلام ہے جس کی آزادی کو اس کا آقا کسی روپے کے ساتھ مشروط کر دے)

۱۱۔جو شخص کسی نیک آدمی کو محض اللہ کے واسطے دوست رکھتا ہے۔

۱۲۔مجاہدین کے لشکر کی امداد واعانت میں جو شخص خود بھی شہید ہو جائے۔

۱۳۔تجارت میں سچ بولنے والا، ۱۴۔وہ شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں اور خُلقِ حسن سے متصف ہو۔

۱۵۔جو شخص موسمی دقتوں اور دشواریوں کے باوجود وضو کی تکلیف برداشت کرتا ہے۔

۱۶۔رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والا، ۱۷۔جس شخص نے کسی انسان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا۔

۱۸وہ شخص جو یتیم کی پرورش اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔

۱۹۔بیوہ عورت کی خدمت کرنے والا، ۲۰۔وہ شخص جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے اور اپنا حق قبول کرتا ہے۔

۲۱۔سلطانِ عادل کی نیک نیتی سے خدمت کرنے والا، ۲۲۔جو شخص دوسروں کے حق میں وہ فیصلہ کرتا ہے اور وہی حکم لگاتا ہے جو اپنے لیے پسند کرے۔

۲۳۔جو شخص خدا کے بندوں کی خیر خواہی کرتا رہتا ہے اور ہر وقت اسی خیال میں رہتا ہے۔

۲۴۔جو شخص اہلِ ایمان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتا ہے اور نرمی سے پیش آتا ہے۔

۲۵۔جس عورت کا بچہ مر جائے تو جو شخص ایسی غم زدہ کی تعزیت کرے گا وہ بھی عرشِ الٰہی کے سائے میں ہوگا۔

۲۶۔جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اور قرابت داروں کے حق کو پہچانتا ہے۔

۲۷۔وہ بیوہ عورت جو چھوٹے بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کرے۔

۲۸۔جو شخص عمدہ کھانا پکائے اور اچھی غذا تیار کرے، پھر اس کھانے میں یتیم کو بلا کر شریک کرے۔

۲۹۔وہ شخص جو ہر موقع پر اللہ رب العزت کی معیت کا یقین رکھتا ہو۔

۳۰۔غریبوں کا وہ شکستہ طبقہ جن کی غربت اور فقیری کے باعث کوئی شخص ان کی جانب متوجہ نہ ہو، اگر وہ کسی مجلس میں آ جائیں تو ان کو کوئی پہچانے بھی نہیں، خاموش اور غیر معروف زندگی بسر کرنے والے، فاقوں کی مصیبت سے مر گئے لیکن کسی کو خبر نہ ہوئی، دنیا

میں مجہول لیکن آسمانوں میں مشہور، لوگ ان کو بیمار سمجھتے ہیں، لیکن ان کو سوائے خوفِ خدا کے دوسرا کوئی مرض نہیں ہے۔

۳۱۔ قرآن کی خدمت کرنے والے، عام اس سے کہ حافظ ہوں یا ناظرہ خواں، خود بھی قرآن پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی قرآن کا مطلب بتاتے ہیں

۳۲۔ وہ شخص جس نے بچپنے میں قرآن سیکھا اور جوان ہو کر بھی اس کو پڑھتا رہا۔

۳۳۔ وہ شخص جس کی آنکھ محارم اللہ سے باز رہی۔

۳۴۔ وہ شخص جس کی آنکھ نے خدا کی راہ میں جاگنے کی تکلیف برداشت کی ہو۔

۳۵۔ وہ شخص جس کی آنکھ خدا کے خوف سے روتی رہتی ہے۔

۳۶۔ وہ شخص جو اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

۳۷۔ جس شخص نے کبھی اپنا ہاتھ غیر حلال مال کی طرف نہیں بڑھایا۔

۳۸۔ جس شخص نے حرام کی طرف نگاہ پھیر کر بھی نہیں دیکھا۔

۳۹۔ جو لوگ سود نہیں لیتے اور بیاج سے پرہیز کرتے ہیں۔

۴۰۔ جو لوگ رشوت نہیں لیتے۔

۴۱۔ وہ شخص جو ذکرِ الٰہی کی غرض سے وقت کا شمار کرتا رہتا ہے' مثلاً: کب وقت ہو اور میں نماز پڑھوں۔

۴۲۔ جس نے غمگین کا غم دور کر دیا اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کر دی۔

۴۳۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کیا۔

۴۴۔ کثرت سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود بھیجنے والا۔

۴۵۔ مسلمانوں کے وہ بچے جو صغر سنی کی حالت میں مر گئے ہوں

۴۶۔ بیماروں کی عیادت کرنے والا۔

۴۷جنازے کے ساتھ جانے والا۔

۴۷۔ نفل اور فرض روزہ رکھنے والا۔

۴۹۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صحیح دوستی رکھنے والے۔

۵۰۔ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورۂ انعام کی پہلی تین آیتیں پڑھا کرتا ہے (سورۂ انعام ساتویں پارے میں ہے، اس کی ابتدا سے تین آیتیں شمار کر لینی چاہئیں)۔

۵۱۔ دل اور زبان دونوں سے خدا کا ذکر کرنے والا۔

۵۲۔ جن لوگوں کے دل پاک صاف اور بدن ستھرے ہیں، خدا کے لیے محبت کرتے ہوں، خدا کے ذکر کے ساتھ ان کا بھی تذکرہ ہوتا ہو، جہاں ان کا چرچا ہوتا ہو تو ان کے ساتھ خدا کا بھی تذکرہ ہوتا ہو، سردی کے موسم وضو کی پابندی کرنے والے، ذکر خدا کی طرف مائل ہونے، خدا کے محارم کی توہین پر غضب ناک ہونے والے، مسجدوں کو آباد اور ان کی تعمیر میں سعی کرنے والے اور صبح کے وقت کثرت سے استغفار میں مشغول رہنے والے۔

۵۳۔ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے والے، خدا کی اطاعت کے لیے اس کے بندوں کو بلانے والے۔

۵۴۔ وہ شخص جو خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا ہے، چغل خوری سے اجتناب کا عادی ہے۔

۵۵۔ جس شخص نے اپنا مال' اپنی جان جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کر دی اور شہادت کا مرتبہ حاصل کر لیا، اس کے لیے عرشِ الٰہی کے نیچے ایک خیمہ بھی نصب کیا جائے گا۔

۵۶۔ وہ لوگ جو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔

۵۷۔ وہ امام جس سے اس کے مقتدی راضی ہوں۔

۵۸۔ وہ مؤذن جو اللہ کے لیے پانچوں وقت کی اذان دیتا ہے۔

۵۹۔ وہ غلام جس نے آقائے مجازی کے ساتھ مولائے حقیقی کا بھی حق ادا کیا ہو۔

۶۰۔ وہ شخص جو لوگوں کی حاجت برابری اور مشکل کشائی کرتا ہے۔

۶۱۔ اللہ کے لیے ہجرت کرنے والا۔

۶۲۔ وہ شخص جو لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے سعی کرتا ہے۔

۶۳۔ وہ انسان جس کے دل نے کبھی زنا کا ارادہ نہیں کیا۔

۶۴۔ اہل تقویٰ (یہ سب سے زیادہ عالی مرتبہ ہوں گے)۔

۶۵۔ وہ شخص جو بات بھی کرتا ہے تو علم ہی کی کرتا ہے اور سکوت بھی کرتا ہے تو علم کی بات پر سکوت کرتا ہے۔

۶۶۔ بے کار اور بے ہنر اور صنعت نہ جاننے والے انسان کی اعانت کرنے والا۔

۶۷ وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، خدا کی راہ میں اس نے جہاد کیا، سچ بولتا اور امانت کو صحیح طریقے پر ادا کرتا ہے، غلے کی گرانی کے لیے آرزو نہیں کرتا

۶۸۔ وہ شخص جو مغرب کے بعد دو رکعات پڑھتا ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ گیارہ گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑھتا ہے (اس روایت کی سند منکر ہے)۔

۶۹۔ جو ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔

۷۰۔ "لا الٰہ الا اللہ" کثرت سے کہنے والا۔

۷۱۔ شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے حواصل میں رہتی ہیں اور یہ پرندے شام کو عرشِ الٰہی کے نیچے قنادیل میں رہتے ہیں

۷۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن سایۂ رحمٰن میں ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث

شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه وذريته اجمعي،اما بعد:

گزشتہ دو نشستوں میں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک پڑھ رہیں ہیں کہ جس شخص میں تین صفات پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت اور اُس کی مٹھاس پا جائے گا۔ ان تین صفات کے بعد ایک روایت کے اندر الفاظ کچھ مختلف آتے ہیں جس میں ایک اور صفت کا ذکر آتا ہے کہ

وزكى نفسه

"وہ شخص ایمان کی مٹھاس پائے گا جو اپنے نفس کا تزکیہ کرلے،اپنے نفس کو پاک کرلے"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ:

وما تزكية النفس؟

تزکیۂ نفس سے کیا مراد ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ان يعلم ان الله عزوجل معه حيث كان

"انسان یہ یقین رکھے کہ وہ جہاں بھی ہے اللہ اُس کے ساتھ ہے"۔

یہ جڑ اور خلاصہ ہے تزکیے کے پورے باب کا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ذمہ داریاں دے کر اللہ تعالیٰ نے بھیجا،اُن میں سے ایک ذمہ داری یہ تھی کہ:۔

ويزكيهم

کہ اُنہوں نے اپنے پیچھے چلنے والوں کی ،صحابہؓ اور ان کے بعد آنے والوں کی تزکیے کا سامان کرنا ہے۔اُن کے نفوس سے اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی والی چیزوں سے ،ان کے قلوب کو اللہ کی ناپسندیدگی والی چیزوں سے پاک کرنا ہے۔

تو اس تزکیہ نفس کا خلاصہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان میں یہ مراقبہ، یہ احساس،یہ شعور اور یہ کیفیت تازہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ سے چھپ کر وہ کہیں نہیں رہ سکتا اور اُس کا کوئی عمل اور اُس کی کوئی حرکت،اُس کا کوئی قدم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔یہ احساس اور شعور،تازہ رہے تو دونوں چیزوں کا،گناہوں سے روکنے کا اور نیکیوں پر جمانے اور ان میں جان ڈالنے کا باعث ہے۔انسان جب یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے ساتھ ہیں اور یقین اتنا راسخ عام حالات بھی ہوتا ہے کہ بحیثیتِ مجموعی کم ہی لمحے اُس پر غفلت کے طاری ہوتے ہیں تو پھر ہی یہ ہو پاتا ہے کہ جب گناہ سامنے آئے تو انسان اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔

> اللہ تعالیٰ کی یاد گناہوں سے روکتی ہے اور وہ یاد عام حالات میں راسخ رہے گی تو گناہوں کے وقت بھی وہ اتنی مضبوط ہوگی کہ انسان کے قدموں کو روک لے۔اور دوسری چیز یہ کہ نیکی کے اوپر بھی انسان جمتا تب ہی ہے،اس میں جان تب ہی پڑتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی یاد رہے۔ جب انسان اس طرف سے غافل ہونا شروع ہوجائے،اپنے دل کی کیفیت پہ توجہ نہ دیتا ہوں اور صرف ظاہر ہی ظاہر رہ جائے تو آہستہ آہستہ وہ ایک مشین سی بن جاتا ہے

لیکن وہ عام حالات میں بھی غافل ہو تو گناہوں کو تو شیطان ویسے ہی مزین کر کے پیش کرتا ہے ، انسان اس کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ہمارے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال رکھتے ہیں۔عین جس وقت تنہائی تھی، جب ایک عورت ان کو گناہ کی طرف بلا رہی تھی،جو صاحب قوت و اقتدار بھی تھی۔ صاحبِ مال بھی تھی اُس کے پاس سب کچھ تھا۔اور گناہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ نے کہا:

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ

"اللہ کی پناہ!وہ میرا رب،مجھے اس نے بہت اچھی طرح رکھا ہے"۔

تو وہاں اللہ تعالیٰ کا خوف آجانا اور عین موقع پر جس وقت گناہ سامنے پیش ہو،اپنے آپ کو روک لینا،یہ اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی یاد اور اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں ہونے کا احساس جو ہے۔اس کا نتیجہ نکلتا ہے

اسی طرح حدیث میں آتا ہے جو کہ سات لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔تو اس میں ایک وہ شخص جس کو کسی ایسی ہی خاتون نے جو صاحب مال ہو،جو صاحب حیثیت ہو، اس نے گناہ کی طرف دعوت دی۔اور اُس نے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس سے انکار کردیا۔

اس طرح وہ حدیث جس میں تین لوگ جو غار میں جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔وہ اپنے اعمال کا واسطہ دے کر دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ ان کو نجات دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے کہ جس کا ذکر آرہا ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آتی تھی

اس سے مال طلب کرنے کے لیے، قرضوں کا شکار ہو چکی تھی۔مالی تنگی میں تھی،اس شخص نے ابتدا میں اس سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ اپنے آپ کو گناہ کے لیے اس کے حوالے کر دے گی تو اس کے بعد مال دوں گا۔اس عورت نے دو دفعہ انکار کیا، تیسری دفعہ اس عورت نے اپنی تنگی سے مجبور ہو کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ عین وقتِ گناہ اس کا جسم کانپنے لگا تو وہ شخص کہتا ہے جو غار میں پھنسا ہوا تھا کہ میں نے اسے کہا کہ تو اس شدت اور تنگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈر رہی ہے اور میں فراخی میں اور راحت میں ہوتے ہوئے اللہ سے نہیں ڈر رہا ہوں، تو یہ نہیں ہو سکتا اور اس نے اُسی وقت اپنے آپ کو گناہ سے روک لیا۔اور اس عمل کے واسطے سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے غار سے پتھر کو مزید ہٹا دیا۔

تو یہ ایک پہلو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد گناہوں سے روکتی ہے اور وہ یاد عام حالات میں راسخ رہے گی تو گناہوں کے وقت بھی وہ اتنی مضبوط ہو گی کہ انسان کے قدموں کو روک لے۔ اور دوسری چیز یہ کہ نیکی کے اوپر بھی انسان جمتا تب ہی ہے ،اس میں جان تب ہی پڑتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی یاد رہے۔

> کہ انسان میں یہ مراقبہ، یہ احساس، یہ شعور اور یہ کیفیت تازہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ سے چُھپ کر وہ کہیں نہیں رہ سکتا اور اُس کا کوئی عمل اور اُس کی کوئی حرکت، اُس کا کوئی قدم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ احساس اور شعور، تازہ رہے تو دونوں چیزوں کا، گناہوں سے روکنے کا اور نیکیوں پر جمانے اور ان میں جان ڈالنے کا باعث ہے۔ انسان جب یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے ساتھ ہیں اور یقین اتنا راسخ عام حالات بھی ہوتا ہے کہ بحیثیتِ مجموعی کم ہی لمحے اُس پر غفلت کے طاری ہوتے ہیں تو پھر ہی یہ ہو پاتا ہے کہ جب گناہ سامنے آئے تو انسان اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔

جب انسان اس طرف سے غافل ہونا شروع ہو جائے، اپنے دل کی کیفیت پہ توجہ نہ دیتا ہوں اور صرف ظاہر ہی ظاہر رہ جائے تو آہستہ آہستہ وہ ایک مشین سی بن جاتا ہے اور نیکیاں اس کی روٹین سی بن جاتی ہیں اور پھر وہ نماز' جس کے قیام کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

اقم الصلوۃ لذکری

"میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو"۔

وہ نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں آرہی ہوتی۔باقی پوری زندگی میں کہاں سے آنی ہے! تو اس نماز میں بھی یاد نہیں آتی۔ باقی اعمال ہو رہے ہوتے ہیں، وہ بھی اس طرح بے روح، بے جان، لاشے سے ہوتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ذرا بھی نہیں ہوتی۔

نعوذ باللہ جو منافقین کا حال اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرماتے ہیں کہ ان کی نماز ایسی ہے کہ:۔

ولایذکرون اللہ الا قلیلا

"اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہی نہیں ہیں۔ کرتے بھی ہیں تو بہت تھوڑا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جاتی ہے"۔

پوری زندگی یہ نقشہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ جتنا زیادہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان اور توجہ دینے کی کوشش کرے اور جتنا زیادہ اس بات کو ذہن میں مستحضر رکھنے کی کوشش کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نگاہوں سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر سِرّ اور ہر اعلانیہ عمل سے واقف ہے۔

پیارے بھائیو! یہ چیز ایک مستقل جُہد مانگتی ہے اور اس کے لیے اپنے نفس کو ان گندگیوں سے پاک کرنا، اپنے نفس کو ان اوصاف سے متصف کرنا، جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں ۔یہ زندگی بھر کی جُہد ہے اور یہ آخری سانس تک جاری رہنی ہے۔

اس کو ایک کام سمجھنا اور اس کے اوپر توجہ دینا، کچھ وقت نکال کر، چاہے نماز میں، چاہے نماز کے بعد دعاؤں کے وقت بیٹھ کر، چاہے رات کو سوتے وقت، کسی وقت بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لیے رک کر اس کا جائزہ لینا کہ آج میں نے جو کچھ کیا، نیک اعمال بھی کیے سارے وقت اللہ تعالیٰ کتنی دفعہ یاد آیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف کتنی دفعہ دھیان گیا۔ کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ کتنی دفعہ وہ ایک روح کے ساتھ عمل ہوا۔ بعض اوقات تھوڑا سا عمل ہوتا ہے لیکن ہوتا روح کے ساتھ ہے ۔ جان والا عمل ہوتا ہے ۔اخلاص والا عمل ہوتا ہے تو وہ نجات کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور بعض اوقات پہاڑ جیسے اعمال ہو رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی ۔ کبھی دھیان نہیں ہوتا ہے تو ان اعمال کا آخرت میں وزن بھی نہیں بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں کہ ہم اپنے نفوس اور قلوب کی طرف متوجہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مراقبت اور اللہ تعالیٰ کا جو مستقل علم ہمارا احاطہ کیے ہوئے ہیں اس کا استحضار ہمیں نصیب ہو جائے۔ آمین

سبحنک اللھم وبحمدک نستغفرک ونتوب الیک

☆☆☆☆☆

کرائسٹ چرچ کے مقتل میں صلیبی جنگوں کی گونج!!!

محمد یٰسین انصاری

یہ اُن الفاظ اور اصطلاحات کا مختصر سا تعارف ہے جن کے نام نیوزی لینڈ میں مساجد میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے صلیبی دہشت گردوں نے اپنے آتشین ہتھیاروں پر لکھ رکھے تھے۔ ان ناموں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صلیبی دہشت گردوں نے صلیبی جنگوں ہی کے تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے اِن نہتے مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔

۱۔Charles Martel

چارلس مارٹ فرانسیا (جدید دن فرانس) تھا، یہ اپنی صلیبی شدت پسندی کی نسبت سے یورپی تاریخ میں مشہور ہے، یہ وہی ہے جس کی سرکردگی میں صلیبیوں نے ۷۳۲ء میں خلافتِ امیہ کو طور کی لڑائی میں مغربی یورپ میں روکا۔ اپنے اسی کارنامے کی وجہ سے وہ صلیبیوں کے ہاں خدائی حیثیت کا حامل قرار دیا جاتا ہے۔

۲۔Tours 732

۷۳۲ء میں جنگِ طور، یورپی تاریخ میں سب سے زیادہ معروف اور پسندیدہ جنگ ہے۔ اسی کے ذریعے خلافتِ امیہ کی افواج کو اسپین کی عیسائی ریاستوں سے مکمل طور پر بے دخل کیا گیا اور تمام سپین کو عیسائی سلطنت میں بدل دیا گیا، سپین کی یہ فتح پورے مغربی یورپ میں عیسائیت کے دفاع تسخیر کے لیے غیر معمولی اہمیت کی حامل تھی۔ تمام مورخین اس پر متفق ہیں کہ اگر مسلمان اس جنگ میں فتح مند ہو جاتے تو پورے مغربی یورپ میں اسلام کا پرچم لہرا رہا ہوتا۔

۳۔Vienna 1683

عہد سلیمانی میں محاصرہ ویانا کی ناکامی کے بعد ۱۶۸۳ء میں محمد چہارم کے دور میں ویانا کا دوسرا محاصرہ کیا گیا جو تاریخ میں جنگ ویانا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس جنگ میں عثمانیوں اور پولینڈ، آسٹریا اور جرمنی کی متحدہ افواج سے ہوا۔ جنگ میں عثمانی افواج کی قیادت صدر اعظم قرہ مصطفٰی پاشا نے کی جس کی ناقص حکمت عملی کے باعث دو ماہ کے محاصرے کے بعد بھی ویانا فتح نہ ہو سکا۔ عثمانی افواج نے ۱۴جولائی ۱۶۸۳ء کو محاصرے کا آغاز کیا جبکہ فیصلہ کن جنگ ۱۲ ستمبر کو ہوئی، جب متحدہ صلیبیوں کے ۷۰ ہزار فوجی ویانا پہنچے۔ یہ جنگ وسطی یورپ کی سلطنتوں اور عثمانی سلطنت کے درمیان ۳۰۰ سالہ کشمکش کا اہم ترین موڑ ثابت ہوئی اور اس کے نتیجے میں سلطنت عثمانیہ کا زوال تیزی سے شروع ہوا اور وہ آہستہ آہستہ یورپ کے مقبوضات کھونے لگی۔ محاصرہ ویانا کے تمام اسباب داخلی تھے کیونکہ آسٹریا کے زیر حکومت ہنگری کا تمام علاقہ شاہ آسٹریا لیوپولڈ اول کے متعصبانہ رویہ سے خائف تھا اور اہل ہنگری نے اس کے خلاف بغاوت بھی اور ایک سردار نے آسٹریا سے آزادی کا اعلان کر کے خود کو ہنگری کا فرمانروا قرار دے دیا اور عثمانی سلطان کی سیادت قبول کر لی۔ یہ عمل عثمانیوں کو ویانا پر چڑھائی کا موقع فراہم کر دینے کا لیے کافی تھا۔ علاوہ ازیں ہنگری کے امرا مسلم حکومت کو متعصب کیتھولک حکومت پر ترجیح دیتے تھے۔ دوسری جانب قسطنطنیہ میں بھی ایک گروہ جنگ کے حق میں تھا اور قرہ مصطفٰی پاشا سمیت بڑی تعداد فوج کشی کی خواہش مند تھی۔ ویانا پر چڑھائی کے لیے ادرنہ میں ترکوں کی زبردست فوج جمع کی گئی جو بآسانی ویانا پہنچ گئیں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ شہنشاہ لیوپولڈ اول اہل خانہ سمیت فرار ہو گیا اور محصورین ارنسٹ روڈیگر وان اسٹی رہی مبرگ کی زیر قیادت عثمانیوں کا مقابلہ کرنے لگے۔ دوسری جانب قرہ مصطفٰی نے عام حملے کا حکم دینے کی بجائے محصورین کی جانب سے ہتھیار ڈالنے کا انتظار کیا۔ ادھر صورت حال یہ تھی کہ شاہ لیوپولڈ فرار سے قبل پولینڈ کے جرنیل جان سوم سوبیسکی سے مدد طلب کر چکا تھا اور اس کی افواج ویانا کی جانب محو سفر تھیں اور وہ آسٹرین شاہی افواج کے سپہ سالار سے آ ملا۔ اب دونوں لشکر ویانا کی جانب بڑھے اور ترک لشکر کو بالکل عقب سے جا لیا۔ اس وقت عثمانی لشکر انتہائی بے ترتیب تھا اور اچانک حملے کی تاب نہ لا سکا۔ ادھر سوبیسکی کی آمد نے مخالفین کے حوصلوں کو مزید بلند کر دیا۔ میدانِ جنگ میں زبردست مقابلہ ہوا اور بالآخر عثمانی لشکر کے قدم اکھڑ گئے اور عیسائی یہ جنگ جیت گئے۔

۴۔Calivijo 844

ہسپانوی چرچ کی روایات ۸۴۴ء میں کیلیو جو کی فتح کو عیسائیوں کی مسلمانوں پر عظیم فتح قرار دیا گیا۔ لیکن اکثر یورپی مورخین کے مطابق ایسی کوئی جنگ لڑی ہی نہیں گئی اور یہ صرف افسانوی واقعہ ہی ہے جسے ہسپانوی چرچ نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں کے خلاف جذباتی طور پر ابھارنے کے لیے استعمال کرتا رہا ہے۔ لیکن اس کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہے۔

۵۔ Odo the great

اوڈو ۷۰۰ء میں فرانسیسی ریاست اکواٹائن کا حکمران تھا۔ وہ ۷۲۱ء میں لڑی جانے والی جنگ میں خلافت امیہ کی افواج کو شکست دینے والے پہلے صلیبی بادشاہ کے طور پر پورے یورپ میں جانا جاتا ہے۔ اسی کامیابی کے نتیجے میں اُسے The Great کا لقب دیا گیا۔ لیکن ۷۳۲ء میں اُسے مسلم حکمران عبدالرحمٰن الغفیقی کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

۶۔Alexandre Bissonnette

صلیبی دہشت گرد پسند کا نام ہے، جس نے ۲ جنوری ۲۰۱۷ء کو کینیڈا کے شہر کیوبک میں ایک مسجد میں فائرنگ کی۔

۷۔Skanderbeg

سکندر بیگ ایک البانوی نژاد فرد تھا جو پہلے پہل خلافت عثمانیہ کے لیے خدمات سرانجام دیتا رہا لیکن بعد میں خلافت کے خلاف سازشوں اور بغاوت میں ملوث ہو گیا۔ وہ خلافت کے خلاف اپنی جنگ میں بہت بے رحم تا، چونکہ وہ طاقتور خلافتِ عثمانیہ کے مقابلے کی کھلے میدان میں جنگ کے لیے درکار عسکری قوت نہیں رکھتا تھا اس لیے اُس نے گوریلا جنگ کا راستہ اختیار کیا اور البانیہ میں خلافت کے لیے بہت مسائل کھڑے کیے۔ مسلمانوں کے ساتھ اُس کا رویہ انتہائی سفاکانہ تھا،وہ اپنے قابو میں آنے والی مسلمان خواتین کو برہنہ کر کے اُن کے ساتھ اُن کے بچوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بناتا تھا۔ سلطان محمود دوئم نے اُس کی بغاوت کا قلع قمع کیا۔

۸۔Anton Lundin Pettersson

اس نے ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۵ء کو سویڈن میں ٹرمنٹن اسکول پر حملہ کیا ہے۔ یہ ایک 21 سالہ نوجوان تھا صلیبی انتہاپسندی کی تعلیمات کی بنیاد پر ایک اسکول پر حملہ کیا جہاں زیر تعلیم بچوں میں سے اکثریت مسلمان بچوں کی تھی۔

۹۔(۲۱/اپریل ۱۵۲۳ء - ۱۷/اگست ۱۵۷۱ء) Marco Antonio Bragadin

یہ وینس میں فوجی افسر تھا۔ ۱۵۵۹ء میں اس کا قبرص میں کیپٹن کے طور پر انتخاب ہوا اور یہ فاماگسٹا چلا گیا۔ وہاں سے اس نے مسلمانوں کے بحری جہازوں اور حجاج کے بحری جہازوں پر حملہ کیا اور فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے جانے والے مسلمانوں کو گرفتار کر کے تعذیب کو تشدد کا نشانہ بنایا اور بعد ازاں اُنہیں قتل کر دیا۔ ۱۷ ستمبر ۱۵۷۰ء کو خلافتِ عثمانیہ کی افواج نے فاماگسٹا کا محاصرہ کیا۔ اس صلیبی فوجی افسر' خلافت عثمانیہ کی عسکری اور جنگی طاقت کے آگے نہ ٹھہر سکا اور جلد ہی شہر پر خلافتِ عثمانیہ کے دستوں نے قبضہ کر لیا۔ خلافت نے بعد ازاں اسے اِس کے جرائم کی پاداش میں قتل کر دیا۔

۱۰۔John Hunyadi

یہ خلافتِ عثمانیہ کے حملوں سے ہنگری کا دفاع کرنے والا صلیبی جنگی سردار تھا۔

۱۱۔Edward Codrington

یہ بحیرہ روم میں برطانوی رائل نیوی میں ایڈمرل تھا جس نے ۱۸۲۷ء میں ترک اور مصری بحری بیڑوں کو تباہ کیا تھا۔

۱۱۔Milos Obilic

ایک سربین جنگ جُو، جسے ۱۳۸۹ء میں عثمانی خلیفہ مراد اول نے قتل کروایا۔

۱۲۔Marco Antonio Bragadin

اٹلی سے تعلق رکھنے والا صلیبی دہشت گرد جس نے ۱۵۷۰ء میں عثمانی خلافت کے خلاف قبرص میں وینس مزاحمت کی قیادت کی۔

☆☆☆☆☆

نیوزی لینڈ میں دہشت گردی... جانے کس کس کو مٹانے کی تیاری ہے

پروفیسر عبدالواحد سجاد

ہر قدم خوف ہے دہشت ہے ریاکاری ہے
روشنی میں بھی اندھیروں کا سفر جاری ہے
طاقتِ کفر نے کہرام مچا رکھا ہے
جانے کس کس کو مٹانے کی تیاری ہے
مل کے سب قہر بپا کرتے ہیں انسانوں پر
ہے جنون ذہن میں اور آنکھ میں چنگاری ہے

محمد علوی کے یہ اشعار بحرالکاہل کے جزیرہ نما ملک نیوزی لینڈ کے تیرے س بڑے شہر کرائسٹ چرچ کی دو مساجد 'مسجد النور اور لین روڈ میں ہونے والے سب سے بڑے دہشت گردانہ حملوں کے باعث یاد آئے۔ جس میں یہ سطور لکھتے وقت ۵۰ سے زائد افراد شہید اور اتنی ہی تعداد میں زخمی ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۱۳ء میں مسلمان نیوزی لینڈ کی آبادی ہے ایک اعشاریہ ایک فیصد ہیں۔ تقریباً ۴۶ ہزار مسلمان وہاں رہتے ہیں۔

اس ہولناک واقعے کے بعد مغربی میڈیا میں کوشش جاری ہے کہ اس حملے کی ویڈیو کو وائرل ہونے سے روکا جائے۔ فیس بک اور دوسری ویب سائٹس سے حملوں کی ویڈیو کو ہٹایا جارہا ہے، مغرب میں کسی سفید فام کے دہشت گردانہ حملوں کے ذمہ دار کو دہشت گرد کہنے سے احتراز برتا جاتا ہے۔ مسلح حملہ آور یا ذہنی معذور کے الفاظ کے ذریعے سانحے کی سنگینی کو کم کرنے کی سرتوڑ کوششیں کی جاتی ہیں۔ اسے ہائی لائٹ کرنے سے بھی حتی الوسع گریز کیا جاتا ہے، اس کے برعکس جب کوئی حملہ آور مسلمان ہو تو دہشت گردی کا واویلا مچا دیا جاتا ہے۔ دہشت گردی کسی مغربی آدمی کی طرف سے ہو تو زیادہ سے زیادہ اسے قتلِ عام کہہ کر جان چھڑائی جاتی ہے، حقائق کو مسخ کرنا آخر کہاں کا انصاف ہے؟

حملہ آور کا تعلق آسٹریلیا سے بتایا جارہا ہے اور اس کا نام برینٹن ٹانٹ بتایا گیا ہے۔ یہ جم کا ٹرینر رہا ہے اور خود کو صلیبی سپاہی بھی کہتا ہے۔ اس نے سر پر لگے کیمرے کی مدد سے النور مسجد میں نمازیوں پر حملے کو فیس بک پر لائیو دکھایا، جس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ مسجد میں مردوں، عورتوں اور بچوں پر اندھا دھند فائرنگ کررہا ہے۔ لائیو ویڈیو میں نظر آرہا ہے کہ حملہ آور دہشت گرد ہتھیار گاڑی سے نکالتا ہے، جن پر مختلف عبارتیں لکھی ہیں۔ اس نے نمازیوں پر فائرنگ کرتے ہوئے یقینی بنایا کہ کوئی مسجد سے باہر نہ نکلنے پائے۔ اس دوران بھاگنے والے نمازیوں کا پیچھا کرتے ہوئے وہ باہر یا آنگن تک آیا، ان پر گولیاں چلا کر دوبارہ مسجد میں آکر بھاگنے والے زخمیوں پر فائر کرتا ہے، وہ تین مرتبہ مسجد میں آیا اور آخری چکر میں اس نے ایک شخص کے قریب جاکر ان پر گولیاں چلا کر ان کی موت کو یقینی بنایا، مردوں کی نماز پڑھنے کی جگہ کو نشانہ بنانے کے بعد عورتوں کی نماز کی جگہ کو نشانہ بنایا۔

النور مسجد پر حملے کے تھوڑی دیر بعد لین وڈ کی مسجد پر حملہ ہوا، عینی شاہدین کے مطابق حملہ آور نے کالے رنگ کا موٹر سائیکل ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔ ۱۰۰ کے لگ بھگ نمازیوں پر گولیاں برسائیں، اس دوران چیختے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ ایک خاتون سمیت چار حملہ آور گرفتار کرلیے گئے ہیں، جن میں سے ایک پر فردِ جرم عائد کردی گئی ہے۔ حملہ آوروں کے زیر استعمال گاڑی قبضے میں لے لی گئی، جس سے دو بم منسلک تھے، انہیں ناکارہ بنادیا گیا۔

دہشت گرد نے اس واقعے کی لائیو اسٹریمنگ کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے سیاہ یونیفارم اور ہرے رنگ کے دستانے پہن رکھے تھے، گاڑی میں برطانوی فوج کے مارچ پاسٹ کی روایتی دھن دی برٹش گرنیڈیئر زبج رہی تھی، جو سترہویں صدی کی ہے اور اب یہ خبر آئی ہے کہ مغربی قوم پرستوں کا ترانہ چل رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر تین رائفلز تھیں، ایک آٹومیٹک گن لے کر اس نے اپنی جاپانی گاڑی کے ایس ایچ ۹۰ ماڈل ۲۰۰۵ کی ڈگی کھولی اور جدید ترین ایس ایم جی اور شاٹ گن میں سے اس نے شاٹ گن اٹھائی۔ اس کے تمام ہتھیاروں پر سفید رنگ سے مختلف علامتیں اور نعرے لکھے ہوئے تھے۔ ایک گن پر آئی سی ایس آئی کے الفاظ اور ۱۴ نمبر نمایا تھا۔ صلیبی جنگوں والی علامتیں، صلیبی معرکوں کے نام، عیسائی جنگوں کے نام، خاص طور پر ان جنگوں کے نام جن میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔

وہ فائرنگ کرتا اور رائفلز لوڈ کرتا رہا۔ پھر جاکر ڈگی سے نئی گن بھی نکالی، فائرنگ کرنے کے بعد اس نے دونوں ہالوں کا جائزہ لیا اور تمام افراد کی بظاہر موت کا یقین ہونے کے بعد مرکزی دروازے سے باہر آیا اور باہر جاتے دو افراد پر فائرنگ کی، جن میں سے ایک خاتون زخمی ہوکر گر پڑیں تو انہیں بھی فائرنگ سے موت کی نیند سلا دیا۔ یہ کارروائی ۶ منٹ میں مکمل کرنے کے بعد وہ اطمینان سے گاڑی کی ڈگی بند کرکے گاڑی میں بیٹھ گیا، جس میں وہی موسیقی بج رہی تھی جبکہ لائیو اسٹریمنگ بھی جاری تھی۔

نیوزی لینڈ میں مساجد پر ہونے والا یہ پہلا حملہ نہیں بلکہ آسٹریلیا، جرمنی، فرانس میں بھی مساجد کو نشانہ بنایا گیا۔ جرمن نشریاتی ادارے کے مطابق ۲۰۱۰ء میں جرمنی میں ۲۷ مساجد کو نشانہ بنایا گیا۔ ۲۰۱۷ء میں یہ تعداد تین گنا بڑھ گئی۔ ۹۵۰ واقعات مسلمانوں کے خلاف رپورٹ ہوئے اور ۷۳ مساجد نشانہ بنیں۔ ۲۰۱۶ء میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا کئی مساجد کو آگ لگائی گئی۔ حیران کن امر یہ ہے کہ ان حملوں کو دہشت گردی قرار دینے یا دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کی بجائے ان حملوں کو اسلامی شدت پسندی سے جوڑا گیا۔ برطانیہ میں ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۷ء تک ۱۶۷ مساجد کو نشانہ بنایا گیا، یہی عالم امریکہ کا بھی رہا۔ کیلی فورنیا، واشنگٹن، اوہائیو، ٹیکساس، فلوریڈا، ورجنیا، مشی گن، نیو جرسی اور میساچوٹس وہ ریاستیں ہیں، جہاں مساجد کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا گیا۔ (بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

مسجد اور مقتل

اعجاز احمد

یہ صرف نیوزی لینڈ کی تاریخ کا نہیں، بلکہ اس یورپ کی تاریخ کا بھی تاریک ترین دن تھا، جس یورپ کا مؤقف ہے کہ دو عالمی جنگوں کے بعد اس کو معلوم ہو گیا ہے کہ امن کس قدر اہم ہے اور انسانی جان کی قیمت کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ مگر اس دن نیوزی لینڈ کے خوبصورت ترین شہر میں ہونے والی بدترین واردات نے ثابت کر دیا کہ انسان کے جان کی قیمت اب بھی پیتل کی وہ گولی ہے، جس میں کچھ بارود اور کچھ سیسہ بھرا جاتا ہے۔ وہ گولیاں جب چلتی ہیں، تب انسانوں کے جسموں سے خون کے فوارے پھوٹ نکلتے ہیں۔ وہ گولیاں جب چلتی ہیں، تب زندگیاں چیخوں میں بدل جاتی ہیں۔ وہ گولیاں جب چلتی ہیں، تب بہت ساری نبضیں رک جاتی ہیں۔ وہ گولیاں جب چلتی ہیں، تب بارود کی بو میں سرخ خون کی سیاہی دھرتی پر یہ تحریر کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ ''انسان میں ابھی تک وحشت کا مادہ موجود ہے''۔ اور یہ بھی کہ ''انسان آخر انسان کب بنے گا؟'' اور یہ بھی کہ ''کاش! ہم پیدا نہ ہوتے!!''

ایسے الفاظ اور ان الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ کرائسٹ چرچ نامی شہر کی اس مسجد کے فرش پر بھی تحریر ہو گئے، جس فرش کو صفائی والوں نے بہت جلد دھو دیا۔ وہ خون جو پانی کے ساتھ راستہ بناتا ہوا شہر کے گٹروں میں چلا گیا، وہ خون بڑی محنت اور ایمانداری سے وجود میں آیا تھا۔ اس خون کا قطرہ قطرہ قیمتی تھا۔ یہ خون صرف مسلمانوں کا نہ تھا۔ یہ خون ان انسانوں کا تھا جو اس ملک میں اپنے عقیدے کو تھامے کھڑے تھے، جس ملک میں ۴۱ فیصد لوگ لامذہب ہیں۔ وہ معاشرہ بہت آزاد اور بے حد لبرل ہونے کے باوجود بھی ان انسانوں پر اثر انداز نہ ہو سکا، جو انسان آزاد ترین ماحول میں بھی اپنی ثقافت اور اپنے عقیدے کے مطابق ہر دن نہیں، تو کم از کم ہفتے میں ایک بار اپنا سر جھکا کر اس دنیا میں امن کے لیے دعا مانگتے تھے۔

وہ لوگ جو کرائسٹ چرچ کی مسجد النور میں جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے، ان پر گولیوں کی بارش نے کیا ثابت کیا؟ وہ ہر گولی جو خودکار ہتھیار سے نکلی اور مسجد میں موجود کسی مرد، کسی عورت یا کسی بچے کو نشانہ بنایا، وہ گولی اس بات کا ثبوت ہے کہ مشرق سے زیادہ وحشت مغرب میں ہے۔ وہ مغرب جو اپنی نام نہاد ثقافت پر فخر کرتا ہے۔ وہ مغرب جس کا خیال ہے کہ وہ دنیا کی رہنمائی کر رہا ہے۔ وہ مغرب جو لاکھوں لوگوں کو ان کے لہو میں ڈبو کر صرف ایک بچی کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتا ہے تو اپنے آپ کو عظیم سمجھتا ہے۔ جب یورپ کے کسی ملک میں کسی ڈسکو میں یا کسی سڑک پر کوئی مجرمانہ واردات ہوتی ہے، تب پورے یورپ بلکہ امریکہ اور آسٹریلیا تک جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں، وہاں خوف اور عدم تحفظ کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اگر پیرس کی کسی شام میں کوئی شخص کسی میوزک کنسرٹ پر فائرنگ کرتا ہے تو اس کو جنونی اور ذہنی مریض نہیں کہا جاتا۔ اس پر بغیر معائنہ اور بغیر کسی تفتیش کے ''دہشت گرد'' کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اس واقعے میں ملوث صرف ایک شخص کو قصوروار نہیں کہا جاتا، بلکہ دنیا کے سارے مسلمان شدت پسندی کے کٹہرے میں کھڑے کیے جاتے ہیں۔ جس شام بی بی سی، سی این این اور رائٹر پر کسی شدت پسندی کے واقعے کی تصاویر اپ لوڈ ہوتی ہیں، تب مغرب میں رہنے والے مسلمان فوری طور پر گھر لوٹ آتے ہیں۔ اگر وہ دکاندار ہوتے ہیں تو دکان جلد بند کر لیتے ہیں۔ اگر وہ ٹیکسی چلاتے ہیں تو گھر کی راہ لیتے ہیں۔ اگر وہ کسی اسٹور پر ملازمت کرتے ہیں تو صحت کی خرابی کا بہانہ بنا کر اپنے گھر کی راہ لیتے ہیں۔ ایک اتفاقی واقعے کے بعد پورے ''مہذب'' مغرب میں مسلمان غیر محفوظ ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ تہذیب ہے؟ کیا یہ تمدن ہے؟ کیا یہ شعور اور اعلیٰ ثقافتی آزادی ہے؟ کیا یہ انسانیت ہے؟

جب کسی گورے کے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہتھیار سے گولیاں نکلتی ہیں، تب اس کے ذہن پر تہمت عائد کی جاتی ہے، مگر جب ہتھیار چلانے والے ہاتھ سانولے یا سیاہ ہوتے ہیں، تب تفتیش کا پورا سسٹم تبدیل ہو جاتا ہے۔ تب معیارات بدل جاتے ہیں۔ سب کچھ الگ ہو جاتا ہے۔ صرف ناپ تول ہی نہیں، بلکہ وزن کی پیمائش والے اعداد و شمار بھی وہی نہیں رہتے۔

یہ دوغلا پن انسانیت کی سب سے بڑی توہین ہے۔ اس منافقت میں ایک مکاری چھپی ہوئی ہے۔ وہ مکاری بھی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ انسان ابھی تک اپنے اخلاق میں مکمل نہیں ہوا۔ مغرب کے معاشرے میں سائنس کے ساتھ ادھورے انسان ہیں۔ سائنس انسان کو مکمل نہیں کرتی۔ سائنس انسان کو طاقت دیتی ہے۔ سائنس انسان کو سہولت بخشتی ہے۔ سائنس انسان کو لذت فراہم کرتی ہے۔ سائنس انسان کا بہت بڑا سہارا بن سکتی ہے۔ مگر سائنس انسان کو مکمل نہیں کر سکتی۔ انسان کی تکمیل سائنس کا ایجنڈا بھی نہیں ہے۔ سائنس ایک اندھی قوت ہے۔ اگر سائنس کے پاس طاقت کے ساتھ احساس بھی ہوتا تو کسی جدید ہتھیار سے کوئی گولی کسی بے گناہ کو قتل کرنے کا سبب نہ بنتی۔ اگر سائنس میں

اخلاق ہوتا تو مغرب کا سر اس وقت شرم سے جھک جاتا اور کرائسٹ چرچ کی مسجد کے دروازے پر پھولوں کے گل دستے اتنے کم نہ ہوتے۔ جب پاکستان یا کسی مسلمان ملک میں موجود چرچ میں دھماکہ ہوجاتا ہے تب سارے مغربی ممالک اپنے شہریوں سے کہتے ہیں کہ مذکورہ ملک کی طرف سفر سے گریز کیا جائے، مگر جب ایک وحشی شخص کرائسٹ چرچ کی مساجد کو مقتل میں بدل لیتا ہے اور لندن سے لے کر لاس اینجلس تک کہیں پر بھی انسانیت پرست سیاہ لباس میں ملبوس ہو کر ٹیوب روز کے سفید پھول کرائسٹ چرچ میں شہید ہونے والوں کے نام کسی مسجد کے دروازے پر نہیں رکھتے تو پھر عالمی بھائی چارہ ایک بے معنی لفظ بن جاتا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے اور متعدد بار دیکھا ہے کہ جب غیر مسلم اور خاص طور پر سفید فام غیر مسلم دہشت گردی کا شکار ہوتے ہیں، تب میڈیا کے تخلیقی رائٹر بہت پر اثر الفاظ تراشتے ہیں اور ان کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ

پتھر سے بنی ہوئی آنکھوں میں اشک امڈ آئیں۔ مگر جب مغرب میں مسلمانوں کا خون بہتا ہے، تب ان کے پاس ''افسوس'' کا افسوس ناک لفظ ہی ہوتا ہے۔ وہ ایک لفظ بہت بڑے سانحے کو اپنی ننھی منی مٹھی میں قابو نہیں کر سکتا۔ مغرب کے حکمران، سیاستدان اور وہاں کے میڈیا مین، وہاں کے قانون دان اور ایکٹوسٹ اس سانحے پر موم بتیاں روشن کیوں نہیں کرتے، جو سانحہ یہ پتہ دیتا ہے کہ مغرب میں مسلمان محفوظ نہیں۔ جب دہشت گردی کا واقعہ ہوتا ہے تب مسلمان نوجوانوں کو قانون سے ماورا اٹھایا جاتا ہے اور انہیں بدترین اذیت سے گزارا جاتا ہے۔ اس وقت مغرب محبت اور انسانیت کے سارے سبق بھول جاتا ہے۔ اگر اس دنیا کو امن کا حقیقی گہوارہ بنانا ہے، تو پھر کابل پر ڈیزی کٹر بم پھینکنے سے گریز کیا جائے، عراق پر کارپیٹ بمباری نہ کی جائے اور سوڈان پر کروز میزائل نہ داغے جائیں۔ کیوں کہ وہاں بھی انسان بستے ہیں۔ ان کی رگوں میں بھی خون رواں رہتا ہے۔ انہیں بھی زندگی سے محبت ہوتی ہے۔ وہ بھی رشتوں کی ریشمی رسیوں میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے بھی کچھ آنکھوں میں خواب ہوتے ہیں اور جب وہ دنیا میں نہیں رہتے، تب ان خوبصورت آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔

مغرب کہتا ہے، مگر وہ اندر سے مانتا نہیں کہ مسلمان بھی اتنا ہی انسان ہے، جتنا غیر مسلم اور خاص طور پر سفید فام غیر مسلم! جس طرح صدیوں کے بعد چرچ نے یہ تاریخی اعلان کیا تھا کہ ''گلیلو کے ساتھ ہم نے بہت بڑی زیادتی کی'' اسی طرح ایک دن ایسا آئے گا جب سفید فام غیر مسلمانوں کو یہ تاریخی اعتراف کرنا پڑے گا کہ انہوں نے مسلمانوں سے بہت بڑی زیادتیاں کی ہیں۔ سفید فام غیر مسلموں کی تاریخ اس دن کی طرح تاریک ہے، جس دن ''کرائسٹ چرچ'' کے نام والے نیوزی لینڈ کے مشہور شہر میں دو مساجد کو مقتل بنانے کا سیاہ ترین سانحہ پیش آیا۔

کرائسٹ چرچ بہت خوبصورت شہر ہے۔ یہ شہر جس کے درمیاں ''ایوان'' کے نام والا دریا بہتا ہے۔ دنیا میں ''کرائسٹ چرچ'' کے نام سے بہت سے چرچ ہیں۔ اس شہر پر یہ نام رکھنے والوں نے سوچا ہوگا کہ ''یہ پورا شہر چرچ ہے'' اور کل جب اس بہت بڑے چرچ میں دو چھوٹی مساجد کو مقتل میں تبدیل کیا گیا، تب کتنے عیسائیوں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں میں گھنٹے بجائے؟ سرخ رنگ کی اینٹوں سے کتنے سرمئی رنگ کے کبوتر اڑے؟ کتنی ڈینیوب جیسی نیلی آنکھوں میں آنسوؤں کے سفید کنول کھلے؟

☆☆☆☆☆

بقیہ: نیوزی لینڈ میں دہشت گردی... جانے کس کس کو مٹانے کی تیاری ہے

فرانس کے دارالحکومت پیرس میں ۲۹ جولائی ۲۰۱۷ء کو ایک حملہ آور نے مسجد کے نمازیوں کو گاڑی کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی۔ اسی طرح فرانس کے دیگر حصوں میں بھی مساجد پر حملے ہوئے، مگر ان کا سدباب کرنے کی بجائے بیسیوں مساجد کو بند کردیا گیا۔ کینیڈا کے شہر کیوبک میں فرانسیسی نژاد الیگزنڈراسسٹنٹ نے مسجد پر حملے کرکے ۶/افراد کو شہید اور ۸ کو زخمی کیا۔ بلغاریہ میں بھی مسلمانوں کی تاریخی مسجد کو شہید کردیا گیا۔

مسلمانوں کی مساجد کے حملوں کے اعدادوشمار محفوظ رکھنے کی یورپی ممالک میں کوشش نہیں کی گئی۔ ان حملوں میں مغربی میڈیا کی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ہی ملوث گردانا جائے جیسا کہ کیوبک مسجد کے حملے کا ذمہ دار ایک مراکشی شخص کو فوکس نیوز نے ٹھہرایا۔ متعصب آسٹریلوی سینیٹر فراسر اینگ نے اس حملے کا سبب آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں بڑھتی ہوئی مسلم آبادی کو قرار دیا۔ حملہ آور کو مغرب میں بطور ہیرو جانا جارہا ہے، وہ خود کو امریکی سیاست دان کینڈس اونز سے متاثر قرار دیتا ہے جو ٹرمپ کے اسلام اور مسلمانوں کے موقف کا زبردست حامی ہے۔ بہرحال اتنے اندوہناک سانحہ کو بھی مغربی میڈیا میں کم اہمیت دینے کا عمل جاری ہے، جس سے مغربی ذرائع ابلاغ کا دوغلا پن بالکل واضح ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

توحیدِ حاکمیت

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

شیخ ایمن الظواہری کی کتاب رسالۃ فی تأکید تلازم الحاکمیۃ والتوحید کا اردو ترجمہ مجلہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شروع کیا جارہا ہے۔[ادارہ]

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو واجب کرنے والے دلائل کا اجمالی بیان:

شریعت کے دلائل اس بات پر متفق ہیں کہ اپنے تمام امور میں فیصلہ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہی کرنا توحید کا ایک اہم رکن ہے۔ اسی کے ذریعے توحید کا اثبات ہوتا ہے، بلکہ حق و باطل کا معرکہ ہر زمانے میں اسلامی عقیدے کے اسی مسئلے کے گرد ہوتا آیا ہے، کہ حق قانون سازی کس کو حاصل ہے؟ اور فیصلہ کرنا کس کا حق ہے؟ اس ذات کا جو وحدہ لا شریک ہے یا اس کے علاوہ کسی اور کا جنہیں معبود و شریک سمجھا جاتا ہے، آج بھی اس جنگ کی آگ بھڑک اٹھی ہے تو اسی خطرناک مسئلے کی وجہ سے، اسلام کے دشمنوں اور دوستوں کے درمیان اس لڑائی کی وجہ بھی توحید کا یہ رکن ہے۔ عصرِ حاضر کی اسلامی تحریکوں میں اسلام کے نفاذ کی طرف کچھ پیش رفت ہوئی ہے یا تنزل کا شکار ہوئی ہے تو اسی بنیادی مسئلے کی طرف بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اسلامی عقیدے کے اس بنیادی رکن کو ہم اسلام کے انصار اور دشمنوں کے درمیان جنگ کا ایک مقدمہ سمجھتے ہیں۔ مختصر الفاظ میں یہ اسلام و ایمان اور کفر و شرک کا معرکہ ہے۔ جس کی بنیاد مخلوق کے لیے قانون سازی کے حق کی بجائے اللہ کے لیے بندوں کے واسطے قانون سازی کا حق تسلیم کرانا ہے۔

قرآن کریم سے دلائل:

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ ؕ وَ یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّضِلَّہُمۡ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًاOوَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ رَاَیۡتَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡکَ صُدُوۡدًاOفَکَیۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡکَ یَحۡلِفُوۡنَ ٭ۖ بِاللّٰہِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ تَوۡفِیۡقًاOاُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُ اللّٰہُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ٭ فَاَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ وَ عِظۡہُمۡ وَ قُلۡ لَّہُمۡ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ قَوۡلًۢا بَلِیۡغًاOوَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ وَ اسۡتَغۡفَرَ لَہُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًاOفَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَ یُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا(النساء، ۶۰ تا ۶۵)

”اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا ہے جو دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لائے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقدمہ فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ وہ اُس کا کھل کر انکار کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا کردے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے اُتارا ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو تم ان منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ تم سے پوری طرح منہ موڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر اس وقت ان کا کیا حال بنتا ہے جب خود اپنے ہاتھوں کی کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے؟ اس وقت یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی کرنے اور ملاپ کرا دینے کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ وہ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی ساری باتیں خوب جانتا ہے۔ لہٰذا تم انہیں نظر انداز کردو، انہیں نصیحت کرو، اور ان سے خود ان کے بارے میں ایسی بات کہتے رہو جو دل میں اتر جانے والی ہو۔ اور ہم نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔ نہیں، (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کردیں“۔

امام ابن جریر طبریؒ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”یعنی اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اپنے دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ آپ جانتے ان لوگوں جنھوں نے آپ پر نازل کردہ کتاب کی تصدیق کا دعویٰ کیا اور ان لوگوں کو جو یہ دعویٰ

کرتے ہیں کہ وہ آپ سے پہلی کتابوں پر ایمان لائے ہیں؟ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات میں مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائیں، یعنی ان کی طرف جن کی یہ تعظیم کرتے ہیں، ان کی پیروی کرتے ہیں، اور اللہ کے فیصلے کو چھوڑ کر ان کے فیصلے پر راضی رہتے ہیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس (طاغوت) کا انکار کریں، یعنی انہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ جس طاغوت کے پاس یہ فیصلہ لے جانا چاہتے ہیں اس کی تکذیب کریں، اس کی بجائے انہوں نے اللہ کا حکم چھوڑ کر شیطان کی پیروی اختیار کی"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"طاغوت 'فعلوت' کے وزن پر ہے، جو "طغیان" یعنی سرکشی سے نکلا ہے، جیسے ملکوت بھی اسی وزن پر ہے جو مالک سے نکلا ہے، رحموت، رہبوت، رغبوت کے الفاظ بھی اسی وزن پر ہیں اور رحمت، رہبت اور رغبت سے مشتق ہیں۔

طغیان کہتے ہیں حد سے تجاوز کرنا جو ظلم اور بغاوت ہے، پس طاغوت وہ ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے جبکہ وہ اپنی اس عبادت کو پسند بھی کرتا ہو۔ اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح حدیث میں بتوں کو طاغوت قرار دیا، اور فرمایا: "جو طاغوت کی عبادت کرتا ہے وہ طاغوت کی پیروی کرتا ہے"۔ جس کی بھی اطاعت کی جائے اللہ کی نافرمانی میں اور جس کی بھی اللہ کی کتاب کی مخالف بات یا حکم کو قبول کیا جائے وہ طاغوت ہے۔ اسی وجہ سے جس کے پاس مقدمہ لے جایا جائے اللہ کی کتاب کے علاوہ، وہ طاغوت ہے"۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ فی الفقہ ۲۸/ ۲۰۰)

ان آیات کی تفسیر میں سید قطب شہیدؒ نے فرمایا:

"کلام الٰہی کا سیاق، ایمان کی شرط اور اسلام کی تعریف کے بارے میں چل رہا تھا، جب اس ذیل میں ایمان کے شرط ہونے اور اسلام کی حقیقت، امت مسلمہ کے لیے ایک اساسی نظام اور قانون سازی کے اصول و طریقہ کار کے لیے جب ایک قاعدہ کلیہ طے کیا جا چکا تو اب ان لوگوں کی طرف توجہ کی جو اس قاعدہ کلیہ سے انحراف کرنے والے ہیں، پھر اس پر وہ اپنے مومن ہونے کے بھی مدعی ہیں، حالانکہ وہ ایمان کی شرط کو توڑ رہے ہیں اور اسلام کی تعریف سے نکل رہے ہیں، کیونکہ وہ اپنے معاملات کا فیصلہ اللہ کی شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین کی جانب لے جا رہے ہیں، طاغوت کی جانب، حالانکہ انہیں طاغوت کے کفر اور انکار کا حکم دیا گیا تھا۔

ان کی جانب اسلوبِ کلام کو اس لیے موڑا گیا کہ تاکہ ان کی حالت پر تعجب کیا جائے، ان پر نکیر کی جائے، اور اس لیے بھی کہ انہیں اور ان جیسے لوگوں کو شیطان کی گمراہی سے بچایا جائے۔ مزید یہ بھی کہ جب انہیں اللہ کے نازل کردہ قانون اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو کیسے رُکتے ہیں، اور قرآن اس رُک جانے کو نفاق سے تعبیر کرتا ہے، اور ان کے طاغوت کے پاس فیصلہ لے جانے کو ایمان سے خروج سے تعبیر کرتا ہے بلکہ گویا سرے سے یہ ایمان میں داخل ہی نہیں ہوئے۔

اور خاتمہ میں اس مقصد کا بیان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا اور وہ یہ کہ "ان کی اطاعت کی جائے" پھر صاف اور صریح الفاظ میں ایمان کے شرط ہونے اور اسلام کی حقیقت کو دوبارہ ذکر فرمایا:

"اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا ہے جو دعوی یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لائے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا مقدمہ فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا کر دے"۔

کیا آپ اس عجیب بات کی طرف دیکھتے نہیں کہ ایک قوم ہے جو ایمان کی مدعی ہے پھر اسی لمحے اسی دعوے کی تردید بھی کرتی ہے، یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں زعم ہے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ اس قرآن اور اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان رکھتی ہے، پھر اس کے باوجود بھی اپنا فیصلہ آپ کی طرف نازل کردہ کتاب اور آپ سے پہلے نازل کی گئی کتابوں پر نہیں کرتے؟ یہ ایک دوسرے قانون اور ایک الگ طریقہ کار کے مطابق اپنا فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ یہ طاغوت سے اپنا فیصلہ کروانا چاہتے ہیں، جو نہ تو اللہ تعالیٰ کی موجودہ کتاب سے کچھ توانائی حاصل کرتا ہے اور نہ پچھلی کتابوں سے، جس کا نہ کوئی ضابطہ ہے نہ اصول۔ اسی وجہ سے تو وہ طاغوت کہلاتا ہے کہ وہ الٰہی خصوصیات کا دعویٰ کرتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ طاغوت ہے کہ وہ کسی معیار و ضابطے کا پابند نہیں ہے۔

یہ لوگ ایسا کام کسی ناواقفیت یا غلطی کی وجہ سے نہیں کرتے، بلکہ یقینی طور پر یہ جانتے ہیں کہ یہ طاغوت ہے اور اس کے پاس مقدمہ لے جانا حرام ہے، انہیں اس طاغوت کے انکار کا حکم ہے۔ اس کے باوجود بھی وہ قصداً و عمداً اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، اسی وجہ سے ان کا ایمان کا دعویٰ بھی

درست نہیں ہے، یہ گویا شیطان ہے جو انہیں بہت دور بھٹکا کر لے جاتا ہے جہاں سے لوٹنے کی امید بھی نہیں ہے۔

طاغوت کے پاس مقدمہ لے جانے کے پیچھے چھپی ہوئی حقیقت یہی ہے، اور یہی وہ چیز ہے جو انہیں ایمان سے خروج کی طرف لے جاتی ہے، اسی بات کو کھول کر بیان کیا گیا تا کہ انہیں تنبیہ ہو جائے اور واپس لوٹ آئیں، اور مسلمانوں کی جماعت کے سامنے بھی یہ بات آجائے کہ ان کو حرکت دینے والا کون ہے اور ان کے پیچھے کون کھڑا ہے؟

ان کی اسی حالت کے بیان میں (کہ اللہ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان کے دعویٰ کے ساتھ جب انہیں ان پر فیصلہ کروانے کی جانب بلایا جاتا ہے تو ان کی کیا حالت ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو تم ان منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ تم سے پوری طرح منہ موڑ بیٹھتے ہیں“۔

سبحان اللہ! نفاق اپنا آپ ظاہر کر کے رہتا ہے، کہ وہ فطری اصولوں اور منطقی نتیجے کے بالکل برخلاف ہے۔ ورنہ تو وہ نفاق کیسے ہوتا۔ ایمان کا یہ ایک فطری اور بدیہی تقاضا ہے کہ انسان جس ذات اور قانون پر ایمان لاتا ہے اسی کے مطابق اپنے تمام امور کا فیصلہ کرتا ہے۔ چنانچہ جب کسی کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ اللہ اور اس کے نازل کردہ کتاب پر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی طرف نازل کردہ شریعت پر ایمان رکھتا ہے پھر اسے انہی کے مطابق فیصلہ کروانے کی طرف بلایا جاتا ہے تو اب اس بلاوے پر لبیک کہنا یقیناً ایک فطری اور بدیہی بات ہو گی۔ ہاں اگر وہ انکار کرتا ہے اور رُکتا ہے تب یہ اس فطری بداہت کے خلاف ہے۔ یہی چیز نفاق کا پردہ فاش کرتی ہے، اور اس بات کا بھی کہ ایمان کا دعویٰ محض زعم ہے جو جھوٹا ہے۔

اسی فطری بداہت کی جانب اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا:

”کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اس کے باوجود بھی اللہ اور اس کے رسول کے منہج پر اپنا فیصلہ نہیں کرواتے۔ بلکہ جب انہیں اس بات کی طرف بلایا جاتا ہے تو منہ موڑ لیتے ہیں“۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کے نفاق کا ایک مظہر دکھاتا ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کی طرف بلاوے پر لبیک نہ کہنے، یا طاغوت کی جانب مائل ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کسی حادثے یا مصیبت میں پڑتے ہیں تو ان کی کیا حالت ہوتی ہے، اور ان کے منافقانہ اعذار کو بھی بیان کیا گیا۔

فَكَيۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ تَوۡفِيۡقًاO

”پھر اس وقت ان کا کیا حال بنتا ہے جب خود اپنے ہاتھوں کی کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے؟ اس وقت یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی کرنے اور ملاپ کرا دینے کے سوا کچھ نہ تھا“۔

ہمیشہ یہی دعویٰ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین کے خلاف طاغوت کی جانب مائل ہوتے ہیں، کہ ہمارا مقصد مشکلات اور مصیبتوں سے بچنا ہے، جو مشکلات ہمیں اللہ کی شریعت پر فیصلہ کرواتے وقت پیش آتیں۔ اور یہ کہ ان کا مقصد مختلف عناصر، متضاد نظریات اور مخالف عقائد کے درمیان ملاپ کرانا اور موافقت پیدا کرنا ہے۔

یہ دلیل ہے ان کی جنہیں ایمان کا دعویٰ ہے، حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں، الجھے ہوئے منافقین کی، ہمیشہ کے لیے اور ہر وقت۔

لیکن ان سب سے پہلے قرآن کریم ایک بنیادی ضابطہ طے کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کو بھیجتا ہے تاکہ اس کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے نہ کہ مخالفت، تاکہ وہ صرف وعظ و نصیحت کرنے والے نہ بنیں۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَ اسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًاO

”اور ہم نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے“۔

یہ ایک وزنی حقیقت ہے کہ رسول صرف ”واعظ“ نہیں ہوتا، جو اپنی بات کہہ کر چل دیتا ہے، جو بات ہوا میں اُڑ کر بغیر کسی زور و قوت کے ضائع

ہو جائے۔ جیسا کہ بعض دھوکہ دینے والے لوگ دین اور رسول کے مزاج کے بارے میں کہتے ہیں، یا جیسا کہ بعض وہ لوگ بھی ایسا سمجھتے ہیں جو ''الدین'' کے مفہوم سے لاعلم ہیں۔

دین پوری زندگی کے لیے ایک طریقہ کار ہے، حقیقی زندگی جو اپنے تمام شکلوں، صورتوں، حالات، اخلاق و آداب، عبادات اور شعائر کے ساتھ ہو۔

ان سب کا تقاضا ہے کہ پیغامِ نبوت کو قوت حاصل ہو۔ ایسی قوت جو اپنے طریقہ کار کو نافذ کرسکے، لوگ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں، اور اللہ نے رسولوں کو اسی لیے بھیجا ہے کہ لوگ شریعت کی حدود میں رہ کر اس کی اطاعت کریں۔ یہی دین کا طریقہ کار ہے، یہ زندگی گزارنے کا منہج ہے۔ رسولوں کو بھیجنے کا مقصد ہی ان کی اطاعت ہے، ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، رسولوں کو صرف خیالات یا چند عبادات کے لیے نہیں بھیجا جاتا، یہ دین کا ناقص فہم ہے، جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کے ساتھ بالکل بھی میل نہیں کھاتا۔ ان کا مقصدِ بعثت پوری زندگی کا ایک طریقۂ کار طے کرنا ہے۔ ورنہ تو دنیا کبھی بھی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذمہ داری کی توہین نہ کرتی اگر رسول صرف واعظ بن کر کھڑے ہوتے، اپنی بات کہہ کر چلے جاتے، انہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہوتا کہ کوئی ان کی بات قبول کرتا ہے یا حقیر سمجھ کر نظرانداز کردیتا ہے۔

اسی وجہ سے اسلام اپنی تاریخ میں ایک دعوت اور نظام تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت اور نظام کی قوت کی بنیاد پر خلافت قائم تھی۔ جو رسولوں کی بعثت کے مقاصد اور ان کی اطاعت کی تنفیذ کے لیے برپا کی گئی تھی۔ دوسری کوئی صورت نہیں تھی جسے اسلام یا دین کہا جائے، الاَّ یہ کہ اللہ کے رسول کی اطاعت کو منظم نظام کی صورت میں نافذ کیا گیا ہو۔ پھر اس کی ظاہری صورتیں مختلف ہوتیں البتہ اس کی اصل بنیاد اور حقیقت برقرار رہی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ منہج کے سامنے سرِ تسلیم خم کردینا، شریعتِ خداوندی کے مطابق اپنے معاملات کا فیصلہ کروانا، ان تمام کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا جو انہوں نے اللہ کے احکام کی صورت میں اللہ کے بندوں تک پہنچائے ہیں، اللہ کی الوہیت کا اقرار، اللہ کی حاکمیت کا اعتراف، قانون سازی کا حق صرف اللہ کو دینے کا اعلان، جس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہو، اور اپنے چھوٹے بڑے ہر معاملے میں طاغوت سے فیصلہ نہ کروانا۔

اور آخر میں ایک قطعی بات جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم ذات کی قسم کھائی کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل نہ مانے۔ پھر اس کے فیصلے کو تسلیم بھی کرے اور اس پر راضی بھی ہو، اس فیصلے پر کے دل میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ بھی نہ ہو۔

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

''نہیں، (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کردیں''۔

ان آیات میں ایک مرتبہ پھر ہم اپنے آپ کو ایمان کی شرط اور اسلام کی تعریف کے سامنے پاتے ہیں، جو شرط اللہ نے لگائی اور جو تعریف بھی اسی نے وضع کی، اور اس پر اپنی ذات کی قسم کھائی، اس کے بعد کسی کو بھی ایمان کی شرط کی تعیین میں اور اسلام کی کوئی دوسری تعریف وضع کرنے کی مجال نہیں ہے۔

کوئی کٹھ حجتی کرکے کہہ سکتا ہے کہ یہ امر اُس زمانے کے ساتھ خاص تھا، اور لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ مخصوص ہے، یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے اسلام کی حقیقت کا ادراک نہیں ہے، نہ قرآنی اسلوب و انداز سے واقف ہے، یہ اسلام کی حقیقتوں میں سے ایک حقیقت ہے جو پکی قسم کی صورت میں ہر قسم کی قیودات سے مطلق ہو کر ذکر ہوئی ہے۔

اسلام کے اثبات کے لیے یہ کافی ہے کہ لوگ اللہ کی شریعت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنے امور کا فیصلہ کریں، لیکن ایمان میں اتنی بات کافی نہیں ہے جب تک اس بات کے ساتھ دلی رضامندی اور قلبی قبولیت شامل نہ ہو۔ دل کا مطمئن ہونا اور سرِ تسلیم خم کردینا' یہ اسلام ہے، اور یہ ایمان ہے! ہر شخص دیکھے کہ وہ ایمان اور اسلام کا دعویٰ کرنے سے پہلے کہاں کھڑا ہے؟

☆☆☆☆☆

خانقاہوں کا جہادی کردار

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ

دنیا میں بہت سی چیزیں بعض خاص اسباب کی بنا پر بغیر علمی تنقید و تحقیق کے تسلیم کر لی جاتی ہیں اور ان کو ایسی شہرت و مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے کہ اگرچہ ان کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہوتی، مگر خواص بھی ان کو زبان و قلم سے بے تکلف دہرانے لگتے ہیں۔

انہی مشہور اور بے اصل چیزوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ تصوف تعطل و بے عملی، حالات سے شکست خوردگی اور میدانِ جدوجہد سے فرار کا نام ہے۔ لیکن عقلی و نفسیاتی طور پر بھی اور عملی اور تاریخی حیثیت سے بھی ہمیں اس دعوے کے خلاف مسلسل طریقہ پر داخلی و خارجی شہادتیں ملتی ہیں۔

سیرت سید احمد شہید رحمہ اللہ میں "تزکیہ و اصلاح باطن" کے عنوان کے ماتحت خاکسار راقم نے حسب ذیل الفاظ لکھے تھے، جس میں آج بھی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اور اس حقیقت پر پہلے سے زیادہ یقین پیدا ہو گیا ہے۔

"یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سرفروشی و جاں بازی، جہاد و قربانی اور تجدید وانقلاب و فتح و تسخیر کے لیے جس روحانی و قلبی قوت، جس وجاہت و شخصیت، جس اخلاق وللٰہیت، جس جذب و کشش اور جس حوصلہ و ہمت کی ضرورت ہے 'وہ بسا اوقات روحانی ترقی ، صفائی باطن ، تہذیب نفس ، ریاضت و عبادت کے بغیر نہیں پیدا ہوتی۔ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ جنہوں نے اسلام میں مجددانہ کارنامے انجام دیے ہیں، ان میں سے اکثر افراد روحانی حیثیت سے بلند مقام رکھتے تھے۔

ان آخری صدیوں پر نظر ڈالیے، امیر عبد القادر الجزائری، (مجاہد جزائر)، محمد احمد السوڈانی (مہدی سوڈانی)، سید احمد شریف السنوسی (امام سنوسی) کو آپ اس میدان کا مرد پائیں گے۔ حضرت سید احمدؒ ایک مجاہد قائد کے علاوہ اور اس سے پہلے ایک عزیز القدر روحانی پیشوا اور بے مثل شیخ الطریقت تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ مجاہدات و ریاضات، تزکیۂ نفس اور قرب الٰہی سے عشقِ الٰہی اور جذب و شوق کا جو مرتبہ حاصل ہوتا ہے، اس میں ہر رونگٹے سے یہی آواز آتی ہے:

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

اس لیے روحانی ترقی اور کمال باطنی کا آخری لازمی نتیجہ شوق شہادت ہے اور مجاہدے کی تکمیل جہاد ہے"۔ (سیرت سید احمد شہیدؒ)

نفسیاتی پہلو سے غور کیجیے گا تو معلوم ہو گا کہ یقین اور محبت ہی وہ شہپر ہیں، جن سے جہاد و جدوجہد کا شہباز پرواز کرتا ہے۔ مرغوباتِ نفسانی، عادات، مالوفات، مادی مصالح و منافع، اغراض و خواہشات کی پستیوں سے وہی شخص بلند ہو سکتا ہے اور ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ کے دامِ ہم رنگ زمین سے وہی شخص بچ سکتا ہے، جس میں کسی حقیقت کے یقین اور کسی مقصد کے عشق نے پارہ کی "تقدیر سیمابی" اور بجلیوں کی بے تابی پیدا کر دی ہو۔

انسانی زندگی کا طویل ترین تجربہ ہے کہ محض معلومات و تحقیقات اور مجرد قوانین وضوابط اور صرف نظم وضبط' سرفروشی و جانبازی بلکہ سہل تر ایثار و قربانی کی طاقت و آمادگی پیدا کرنے کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔ اس کے لیے اس سے کہیں زیادہ گہرے اور طاقت ور تعلق اور ایک ایسی روحانی لالچ اور غیر مادی فائدے کے یقین کی ضرورت ہے کہ اس کے مقابلے میں زندگی 'بارِ دوش معلوم ہونے لگے۔ کسی ایسے ہی موقع اور حال میں کہنے والے نے کہا تھا

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کوئے دوست
اس نوید جاں فزا سے سر وبال دوش ہے

اس لیے کم سے کم اسلام کی تاریخ میں ہر مجاہدانہ تحریک کے سرے پر ایک ایسی شخصیت نظر آتی ہے جس نے اپنے حلقۂ مجاہدین میں یقین و محبت کی یہی روح پھونک دی تھی اور اپنے یقین و محبت کو سیکڑوں اور ہزاروں انسانوں تک منتقل کر کے ان کے لیے تن آسانی اور راحت طلبی کی زندگی دشوار اور پامردی و شہادت کی موت آسان اور خوش گوار بنا دی تھی اور ان کے لیے جینا اتنا ہی مشکل ہو گیا تھا جتنا، دوسروں کے لیے مرنا مشکل تھا۔ یہی سر حلقہ وہ امام وقت ہے جس کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا ہے

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بے زار کرے
موت کے آئینہ میں تجھ کو دِکھا کر رُخ دوست
زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

معمولی اور معتدل حالات میں قوموں کی قیادت کرنے والے، فتح ونصرت کی حالت میں لشکروں کو لڑانے والے' ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔اس کے لیے کسی غیر معمولی یقین وشخصیت کی ضرورت نہیں، لیکن مایوس کُن حالات اور قومی جان کنی کی کیفیات میں صرف وہی مردِ میدان حالات سے کش مکش کی طاقت رکھتے ہیں جو اپنے خصوصی تعلق باللہ اور قوتِ ایمانی وروحانی کی وجہ سے خاص یقین وکیفیت عشق کے مالک ہوں۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے تاریک وقفے آئے کہ ظاہری علم وحواس وقوتِ مقابلہ نے جواب دے دیا اور حالات کی تبدیلی امر محال معلوم ہونے لگی تو کوئی صاحب یقین و صاحبِ عشق میدان میں آیا، جس نے اپنی جرات رندانہ اور کیفیت عاشقانہ سے زمانے کا بہتا ہوا دھارا بدل دیا اور اللہ تعالیٰ نے ويخرج الحيى من المية اور ويحي الارض بعد موتها کا منظر دکھایا۔

تاتاریوں نے جب تمام عالمِ اسلام کو پامال کر کے رکھ دیا، جلال الدین خوارزم شاہ کی واحد اسلامی سلطنت اور عباسی خلافت کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا، تو تمام عالم اسلام پر یاس ومُردنی چھاگئی۔ تاتاریوں کی شکست ناممکن الوقوع چیز سمجھی جانے لگے اور یہ مثال زبان و ادب کا جزو بن گئی کہ

اذا قیل لک ان التتر انھزموا فلاتصدق

اگر تم سے کوئی کہے کہ تاتاریوں نے شکست کھائی تو کبھی یقین نہ کرنا

اس وقت کچھ صاحبِ یقین اور صاحبِ قلوب' مردانِ خدا تھے' جو مایوس نہیں ہوئے اور اپنے کام میں لگے رہے، یہاں تک کہ تاتاری سلاطین کو مسلمان کر کے صنم خانہ سے کعبہ کے لیے پاسباں مہیا کر دیے۔

ہندوستان میں اکبر کے دور میں ساری سلطنت کا رُخ الحاد ولا دینیت کی طرف ہو گیا، ہندوستان کا عظیم ترین بادشاہ، ایک وسیع وطاقت ور سلطنت کے پورے وسائل وذخائر کے ساتھ اسلام کا امتیازی رنگ مٹانا چاہتا تھا۔اس کو اپنے وقت کے لائق ترین وذکی ترین افراد اس مقصد کی تکمیل کے لیے حاصل تھے، سلطنت میں ضعف وپیرانہ سالی کے کوئی آثار ظاہر نہ تھے کہ کسی فوجی انقلاب کی امید کی جاسکے، علم وظاہری قیاسات کسی خوش گوار تبدیلی کے امکان کی تائید نہیں کرتے تھے۔

اس وقت ایک درویش بے نوا نے تنِ تنہا اس انقلاب کا بیڑا اٹھایا اور اپنے یقین وایمان، عزم وتوکل اور روحانیت وللّٰہیت سے سلطنت کے اندر ایک ایسا اندرونی انقلاب شروع کیا کہ سلطنت مغلیہ کا ہر جانشین اپنے پیشرو سے بہتر ہونے لگا، یہاں تک کہ اکبر کے تختِ سلطنت پر بالآخر محی الدین اورنگ زیب نظر آیا۔اس انقلاب کے بانی، امام طریقت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تھے۔

> ہندوستان میں تصوف وجہاد کا ایسا عجیب امتزاج واجتماع ملتا ہے جس کی نظیر دُور دُور ملنی مشکل ہے، اس سلسلہ میں حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کا تذکرہ تحصیل حاصل ہے کہ ان کی یہ جامعیت مسلمات میں سے ہے اور حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہے۔ان کے رفقائے جہاد اور ان کے تربیت یافتہ اشخاص کے جوشِ جہاد، شوقِ شہادت، محبتِ دینی، بُغض فی اللہ کے واقعات قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔جب کبھی ان کے مفصل واقعات سامنے آئیں گے تو اندازہ ہو گا کہ یہ قرنِ اول کا ایک بچا ہوا ایمانی جھونکا تھا، جو تیرھویں صدی میں چلا تھا اور جس نے دکھا دیا تھا کہ ایمان، توحید اور صحیح تعلق باللہ اور راہِ نبوت کی تربیت و سلوک میں کتنی قوت اور کیسی تاثیر ہے اور بغیر صحیح روحانیت اور اصلاح کے پختہ جوش و جذبہ اور ایثار و قربانی اور جاں سپاری کی امید غلط ہے۔

انیسویں صدی عیسوی میں جب عالم اسلام پر فرنگی "تاتاریوں" یا مجاہدین صلیب کی یورش ہوئی تو اُن کے مقابلہ میں عالم اسلام کے ہر گوشہ میں جو مردانِ کار' سر سے کفن باندھ کر میدان میں آئے، وہ اکثر وبیشتر شیوخِ طریقت اور اصحابِ سلسلہ بزرگ تھے، جن کے تزکیۂ نفس اور سلوکِ راہِ نبوت نے ان میں دین کی حمیت، کفر کی نفرت، دنیا کی حقارت اور شہادت کی موت کی قیمت دوسروں سے زیادہ پیدا کر دی تھی۔ الجزائر (مغرب) میں امیر عبدالقادر نے فرانسیسیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ۱۸۳۲ء سے ۱۸۴۷ء تک نہ خود چین سے بیٹھے، نہ فرانسیسیوں کو چین سے بیٹھنے دیا۔ مغربی مؤرخین نے ان کی شجاعت، عدل وانصاف، نرمی ومہربانی اور علمی قابلیت کی تعریف کی ہے۔

یہ مجاہد عملاً وذوقاً صوفی وشیخ طریقت تھا اور امیر شکیب ارسلان نے ان الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے:

> وکان المرحوم الامیر عبدالقادر متضلعا من العلم والادب، سامی الفکر، راسخ القدم فی التصوف لا یکتفی به نظرا احتی یمارسه عمل،ا ولا یحن الیه شوقاً، حتی یعرفه ذوقا، وله فی التصوف کتاب سماه (المواقف) فھو فی ھذا المشرب من الفداد الةفذاذ، ربما لایوجد نظیره فی المتاخرین

"امیر عبد القادر پورے عالم وادیب، عالی دماغ اور بلند پایہ صوفی تھے،

صرف نظری طور پر نہیں، بلکہ عملاً اور ذوقاً بھی صوفی تھے، تصوف میں ان کی ایک کتاب (المواقف) ہے، وہ اس سلسلہ کے یکتائے روزگار لوگوں میں تھے اور ممکن ہے کہ متاخرین میں ان کی نظیر دستیاب نہ ہو سکے"۔

دمشق کے زمانۂ قیام کے معمولات واوقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان کل یوم یقوم الفجر، ویصلی الصبح فی مسجد قریب من دارہ، فی محلة العمارة، لا یتخلف عن ذلک،الا لمرض،وکان یتھجد اللیل، ویمارس فی رمضان الریاضة علی طریقة الصوفیة، ومازال مثالا للبر والتقوی والاخلاق الفاضلة الی ان توفی رحمه الله

"روزانہ فجر کو اٹھتے، صبح کی نماز اپنے گھر کے قریب کی مسجد میں، جو محلہ العمارہ میں واقع ہے، پڑھتے، سوائے بیماری کی حالت کے کبھی اس میں ناغہ نہ ہوتا، تہجد کے عادی تھے اور رمضان میں حضرات صوفیہ کے طریقہ پر ریاضت کرتے، برابر سلوک و تقویٰ اور اخلاق فاضلانہ پر قائم رہتے ہوئے ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا"۔

۱۸۱۳ء میں جب طاغستان (شیشان) پر روسیوں کا تسلط ہوا تو ان کا مقابلہ کرنے والے نقش بندی شیوخ تھے، جنہوں نے عَلَمِ جہاد بلند کیا اور اس کا مطالبہ اور جدوجہد کی کہ معاملات و مقدمات 'شریعت کے مطابق فیصل ہوں اور قوم کی جاہلی عادات کو ترک کر دیا جائے۔

امیر شکیب ارسلان لکھتے ہیں:

وتولی کبر الثورة علماؤھم، وشیوخ الطریقة النقشبندیة المنتشرة ھناک، وکانھم سبقوا سائر المسلمین الی معرفة کون ضررھم ھو من امرائھم الذین اکثرھم یبیعون حقوق الامة بلقب ملک اوامیر، وتبؤکرسی وسریر، ورفع علم کاذب، ولذة فارغة باعطائ وسمة ومراتب، فثاروا منذذلک الوقت علی الامرائ ، وعلی الروسیة حامیتھم، وطلبوا ان تکون المعاملات وفقا لاصول الشریعة، للعادات القدیمة الباقیة من جاھلیة اولئک الاقوام، وکان زعیم تلک الحرکة غازی محمد، الذی یلقبه الروس بقاضی ملا، وکان من العلمائ المتبحرین فی العلوم العربیة، وله تالیف فی وجوب نبذ تلک العادات القدیمة المخالفة للشرع، اسمه اقامة البرھان علیٰ ارتداد عرفائ طاغستان)

اس جہاد کے عَلَم بردار طاغستان کے علماء اور طریقۂ نقشبندیہ کے (جو طاغستان میں پھیلا ہوا ہے) شیوخ تھے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حقیقت کو عام مسلمانوں سے پہلے سمجھ لیا تھا کہ اصل نقصان حکام سے پہنچتا ہے۔ جو خطابات، عہدہ واقتدار، جھوٹی قیادت و سرداری، عیش و لذت، تمغوں اور مرتبوں کی لالچ میں قوم فروشی کا ارتکاب کرتے ہیں، یہ سمجھ کر انہوں نے ملکی حکام اور ان کے حامی روسیوں کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کیا اور اس کا مطالبہ کیا کہ معاملات کا فیصلہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہو نہ کہ قوم کے قدیم جاہلی عادات کے۔ اس تحریک کے قائد غازی محمد تھے، جن کو روسی "غازی مُلاؒ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں، وہ علوم عربیہ میں بلند پایہ رکھتے تھے، ان جاہلی عادات کے ترک کرنے کے بارے میں ان کی ایک تصنیف "اقامة البرھان علی ارتداد عرفائ طاغستان" (طاغستان کے چوہدریوں اور برادری کے سرداروں کے ارتداد کا ثبوت) ہے۔

۱۸۳۲ء میں غازی محمد شہید ہوئے، ان کے جانشین 'حمزہ بےؒ' ہوئے، اس کے بعد شیخ شاملؒ نے مجاہدین کی قیادت سنبھالی، جو بقول امیر شکیب:

"امیر عبد القادر الجزائری کے طرز پر تھے اور مشیخت سے امارت ہاتھ میں لی تھی"۔

شیخ شامل رحمہ اللہ نے ۲۵ برس تک روس سے مقابلہ جاری رکھا اور مختلف معرکوں میں ان پر زبردست فتح حاصل کی۔ روسی ان کی شوکت اور شجاعت سے مرعوب تھے اور چند مقامات کو چھوڑ کر سارے ملک سے بے دخل ہو گئے تھے۔ ۱۸۴۳ء اور ۱۸۴۴ء میں شیخ نے ان کے سارے قلعے فتح کر لیے اور بڑا جنگی سامان مالِ غنیمت میں حاصل کیا۔ اس وقت حکومتِ روس نے اپنی پوری توجہ طاغستان کی طرف مبذول کی، طاغستان میں جنگ کرنے کے لیے باقاعدہ دعوت دی، شعراء نے نظمیں لکھیں اور پے در پے فوجیں روانہ کی گئیں، شیخ شامل رحمہ اللہ نے اس کے باوجود بھی مزید دس برس تک جنگ جاری رکھی، بالآخر ۱۸۵۹ء میں اس مجاہد عظیم نے ہتھیار ڈالے۔

تصوف و جہاد کی جامعیت کی درخشاں مثال سیدی احمد الشریف السنوسی رحمہ اللہ کی ہے۔ اطالویوں نے برقہ وطرابلس کی فتح لیے پندرہ دن کا اندازہ لگایا تھا، نو آبادیوں اور آبادیوں کی جنگ کا تجربہ رکھنے والے انگریز قائدین نے اس پر تنقید کی اور کہا کہ یہ اطالویوں کی ناتجربہ کاری ہے۔ اس مہم میں ممکن ہے، تین مہینے لگ جائیں۔

لیکن نہ پندرہ دن نہ تین مہینے، اس جنگ میں پورے تیرہ برس لگ گئے اور اطالوی پھر بھی اس علاقہ کو مکمل طریقہ پر سر نہ کر سکے۔ یہ سنوسی درویشوں اور ان کے شیخ طریقت سید احمد الشریف السنوسی رحمہ اللہ کی مجاہدانہ جدوجہد تھی، جس نے اٹلی کو پندرہ سال تک اس

علاقے میں قدم جمانے نہیں دیا۔ امیر شکیب ارسلان نے لکھا ہے کہ سنوسیوں کے کارنامہ نے ثابت کر دیا کہ طریقہ سنوسیہ ایک پوری حکومت کا نام ہے، بلکہ بہت سی حکومتیں بھی ان جنگی وسائل کی مالک نہیں ہیں، جو سنوسی رکھتے ہیں، خود سیدی احمد الشریف کے متعلق ان کے الفاظ ہیں:

وقد لحظت منه صبراً قل أن يوجد في غيره من الرجال، و عزما شديدا تلوح سيماء ه على وجهه، فبينما هو في تقواه من الأبدال، اذا هو في شجاعته من الأبطال

"مجھے سید سنوسی میں غیر معمولی صبر وثابت قدمی دکھائی دی، جو کم لوگوں میں دیکھی، اولوالعزمی ان کی ناصیۂ اقبال سے ہویدا ہے، ایک طرف اپنے تقویٰ اور عبادت کے لحاظ سے اگر وہ اپنے زمانے کے ابدال میں شمار ہونے کے قابل ہیں تو دوسری طرف شجاعت کے لحاظ سے دلیران زمانہ کی صف میں شامل ہونے کے مستحق ہیں"۔

امیر شکیب نے صحرائے اعظم افریقہ کی سنوسی خانقاہ کی جو تصویر کھینچی ہے، وہ بڑی دل آویز اور سبق آموز ہے، یہ خانقاہ "واحة الكفرة" میں واقع تھی اور سید احمد الشریف کے چچا اور شیخ السید المہدی کے انتظام میں تھی اور افریقہ کا سب سے بڑا روحانی مرکز اور جہاد کا دار التربیت تھی، امیر مرحوم لکھتے ہیں:

"سید مہدی صحابہ وتابعین کے نقش قدم پر تھے، وہ عبادت کے ساتھ بڑے عملی آدمی تھے، ان کو معلوم تھا کہ قرآنی احکام' حکومت واقتدار کے بغیر نافذ نہیں ہوسکتے، اس لیے وہ اپنے برادرانِ طریقت اور مریدین کو ہمیشہ شہسواری، نشانہ بازی کی مشق کی تاکید کرتے رہتے، ان میں غیرت اور مستعدی کی روح پھونکتے، ان کو گھوڑدوڑ اور سپہ گری کا شوق دلاتے رہتے اور جہاد کی فضیلت واہمیت کا نقش ان کے دل پر قائم کرتے۔

ان کی یہ کوششیں بار آور ہوئی اور مختلف مواقع پر اس کے اچھے نتائج بر آمد ہوئے، خصوصاً جنگ طرابلس میں سنوسیوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے پاس ایسی مادی قوت ہے، جو بڑی بڑی حکومتوں کی طاقت سے ٹکرلے سکتی ہے اور بڑی باجبروت سلطنتوں کا مقابلہ کر سکتی ہے، صرف جنگِ طرابلس ہی میں سنوسیوں کا جوش وغضب ظاہر نہیں ہوا، بلکہ علاقہ کانم اور وادی (سوڈان) میں وہ ۱۳۱۹ھ سے ۱۳۳۲ھ تک فرانسیسیوں سے بر سر جنگ رہے۔

سید احمد الشریف نے مجھے بتایا کہ ان کے چچا سید مہدی کے پاس پچاس ذاتی بندوقیں تھیں، جن کو وہ بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے، اگرچہ ان کے سیکڑوں کی تعداد میں مریدین تھے، مگر وہ اس کے روادار نہیں تھے کہ یہ کام کوئی اور کرے، تاکہ لوگ ان کی اقتدا کریں اور جہاد کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کے سامان وذخائر کا اہتمام کریں، جمعہ کا دن جنگی مشقوں کے لیے مخصوص تھا، گھوڑوں کی ریس ہوتی، نشانہ کی مشق ہوتی وغیرہ وغیرہ، خود سید ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہوتے، شہسوار دو حصوں (پارٹیوں) میں تقسیم ہو جاتے اور دوڑ شروع ہوتی، یہ سلسلہ دن ڈھلے تک جاری رہتا، کبھی کبھی نشانہ مقرر ہوتا اور نشانہ بازی شروع ہوتی، اس وقت علما اور مریدین کا نمبر نشانہ بازی میں بڑا ہوتا، کیوں کہ ان کے شیخ کی ان کے لیے خاص تاکید تھی، جو لوگ گھوڑ دوڑ میں پالا جیت لیتے یا نشانہ بازی میں بازی لے جاتے، ان کو قیمتی انعامات ملتے، تاکہ جنگی کمالات کا شوق ہو، جمعرات کا دن دست کاری اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے لیے مقرر تھا، اس دن اسباق بند ہو جاتے، مختلف پیشوں اور صنعتوں میں لوگ مشغول ہوتے، کہیں تعمیر کا کام ہو رہا ہوتا، کہیں نجاری، کہیں لوہاری، کہیں پارچہ بافی، کہیں وراقی کا مشغلہ نظر آتا، اس دن جو شخص نظر آتا وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتا دکھائی دیتا، خود سید مہدی بھی پورے مشغول رہتے، تاکہ لوگوں کو عمل کا شوق ہو۔

سید مہدی اور ان سے پہلے ان کے والد ماجد کو زراعت اور درخت لگانے کا بڑا اہتمام تھا، اس کا ثبوت ان کی خانقاہیں اور ان کے خانہ باغ ہیں، کوئی سنوسی خانقاہ ایسی نہیں ملے گی جس کے ساتھ ایک یا چند باغات نہ ہوں، وہ نئے نئے قسم کے درخت دور دراز مقامات سے اپنے شہروں میں منگواتے تھے، انہوں نے کفرہ اور جغبو میں ایسی ایسی زراعتیں اور درخت روشناس کیے، جن کو وہاں کوئی جانتا بھی نہ تھا، بعض طلبا سید محمد السنوسی (بانی سلسلۂ سنوسیہ) سے کیمیا سکھانے کی درخواست کرتے تھے تو وہ فرماتے تھے کہ "کیمیا ہل کے نیچے ہے اور کبھی فرماتے کیمیا کیا ہے؟ ہاتھ کی محنت اور پیشانی کا پسینہ"۔

وہ طلبا اور مریدین کو پیشوں اور صنعتوں کا شوق دلاتے اور ایسے جملے فرماتے جن سے ان کی ہمت افزائی ہوتی اور وہ اپنے پیشوں اور صنعتوں کو حقیر نہ سمجھتے اور نہ ان میں علما کے مقابلہ میں احساس کمتری پیدا ہوتا، چناں چہ

فرماتے تھے کہ بس تم کو حسن نیت اور فرائض کی پابندی کافی ہے، دوسرے تم سے افضل نہیں، کبھی کبھی اپنے کو بھی پیشہ وروں میں شامل کر کے اور ان کے ساتھ کام میں شرکت کرتے ہوئے فرماتے:

کیا یہ کاغذوں والے (علماء) اور تسبیحوں والے (ذاکرین وصوفیہ) سمجھتے ہیں کہ وہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے یہاں سبقت لے جائیں گے، نہیں خدا کی قسم! وہ ہم سے کبھی سبقت نہیں لے جاسکتے"۔

ہندوستان میں تصوف وجہاد کا ایسا عجیب امتزاج واجتماع ملتا ہے جس کی نظیر دُور دُور ملنی مشکل ہے، اس سلسلہ میں حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کا تذکرہ تحصیل حاصل ہے کہ ان کی یہ جامعیت مسلمات میں سے ہے اور حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہے۔ ان کے رفقائے جہاد اوران کے تربیت یافتہ اشخاص کے جوشِ جہاد، شوقِ شہادت، محبتِ دینی، بغض فی اللہ کے واقعات قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ جب کبھی ان کے مفصل واقعات سامنے آئیں گے تو اندازہ ہو گا کہ یہ قرنِ اول کا ایک بچا ہوا ایمانی جھونکا تھا، جو تیرھویں صدی میں چلا تھا اور جس نے دکھا دیا تھا کہ ایمان، توحید اور صحیح تعلق باللہ اور راہِ نبوت کی تربیت و سلوک میں کتنی قوت اور کیسی تاثیر ہے اور بغیر صحیح روحانیت اور اصلاح کے پختہ جوش و جذبہ اور ایثار و قربانی اور جاں سپاری کی امید غلط ہے۔

سید صاحب کے جانشینوں میں مولانا سید نصیر الدین اور مولانا ولایت علی عظیم آبادی، سید صاحبؒ کے پر تو تھے، ان کے جانشینوں میں مولانا یحییٰ علی اور مولانا احمد اللہ صادق پوری بھی دونوں حیثیتوں کے جامع تھے۔ ایک طرف ان کے جہاد وابتلا اور امتحان کے واقعات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی یاد تازہ کرتے ہیں اور وہ کبھی گھوڑے کی پیٹھ پر، کبھی انبالہ کے پھانسی گھر میں، کبھی جزیرہ انڈمان میں محبوس نظر آتے ہیں، دوسرے وقت وہ سلسلۂ مجددیہ وسلسلہ محمدیہ (سید صاحب کے خصوصی سلسلہ) میں لوگوں کی تربیت و تعلیم میں مشغول دکھائی دیتے ہیں۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندان عشق

ہر ہوسناکے نداند جام وسندان باختن

ہندوستان کی پوری اسلامی تاریخ کی مجاہدانہ جدوجہد اور قربانیاں اگر ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور اہلِ صادق پور کی جدوجہد اور قربانیاں دوسرے پلڑے پر تو شاید یہی پلڑا بھاری رہے۔

ان حضرات کے بعد بھی ہم کو اہلِ سلسلہ اور اصحاب ارشاد، دینی جدوجہد اور جہاد فی سبیل اللہ کے کام سے فارغ اور گوشہ گیر نہیں نظر آتے۔ شاملی کے میدان میں حضرت حاجی امداد اللہ، حضرت حافظ ضامن، مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہ رحمۃ اللہ علیہم، انگریزوں کے خلاف صف آرا نظر آتے ہیں۔ حضرت حافظ ضامن وہیں شہید ہوتے ہیں، حاجی صاحبؒ کو ہندوستان سے ہجرت کرنی پڑتی ہے، مولانا نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ کو عرصہ تک گوشہ نشین اور مستور رہنا پڑتا ہے۔

پھر مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (جن کو ہندوستان کے مسلمانوں نے بجا طور پر شیخ الہند کے لقب سے یاد کیا) انگریزوں کے خلاف جہاد کی تیاری کرتے ہیں اور ہندوستان کو ان کے وجود سے پاک کر کے ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں، جس میں مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ اور ان کے ہاتھ میں ملک کا زمام کار ہو، ان کی بلند ہمتی ان کو ترکی سے تعلقات قائم کرنے اور ہندوستان وافغانستان وترکی کو ایک سلسلۂ جہاد میں منسلک کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ ریشمی خطوط اور انور پاشا کی ملاقات، مالٹا کی اسارت ان کی عالی ہمتی اور قوت عمل کا ثبوت ہے۔

من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاً

ان مسلسل تاریخی شہادتوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو گا کہ تعطل وبے عملی، حالات کے مقابلہ میں سپر اندازی اور پسپائی تصوف کے لوازم میں سے ہے؟ اگر اس دعوے کے ثبوت میں چند متصوفین اور اصحابِ طریقت کی مثالیں ہیں تو اس کے خلاف بڑی تعداد میں ان ائمہ فن اور شیوخ طریقت کی مثالیں ہیں، جو اپنے مقام اور رسوخ فی الطریقۃ میں بھی اول الذکر اصحاب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

اگر تصوف اپنی صحیح روح اور سلوکِ راہِ نبوت کے مطابق ہو اور یقین ومحبت پیدا ہونے کا باعث ہو (جو اس کے اہم ترین مقاصد ونتائج ہیں) تو اس سے قوتِ عمل، جذبۂ جہاد، عالی ہمتی، جفاکشی اور شوقِ شہادت پیدا ہونا لازمی ہے۔ جب محبت الٰہی کا چشمہ دل سے اُبلے گا، تو روئیں روئیں سے یہ صدا بلند ہو گی۔

اے آنکہ زنی دم از محبت

از ہستی خویشتن پرہیز

برخیز وبہ تیغ تیز بنشین

یا از رہ دوست برخیز

☆☆☆☆☆

فرضیتِ خلافت اور اس کے قیام کا نبوی علی صاحبہا السلام طریقہ کار

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نور اللہ مرقدہ

فرضیتِ خلافت:

مسلمانوں کی دنیوی و اخروی سعادت اور کامرانی "اسلامی نظام خلافت" کے ساتھ وابستہ ہے، اسی طرح اسلام کی دعوت، غلبہ واقتدار کا انحصار "خلافت" پر ہے۔ اور امام الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصدِ رسالت یعنی اظہارِ دین کا حصول بھی "خلافت" کے ذریعے ممکن ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں پر اقامتِ خلافت اور خلیفہ کے تقرر کو فرض قرار دیا ہے تاکہ ہر دور میں خلافت کے ذریعے مقصدِ رسالت "اظہارِ دین" حاصل کیا جاتا رہے۔

فرضیتِ خلافت قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور خیر القرون سے لے کر آج تک تمام فقہائے مذاہب، مجتہدین علمائے کرام 'خلافت کے قیام کی فرضیت پر متفق ہیں۔

فرضیتِ خلافت قرآن کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْأَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرۃ:۳۰)

"یقیناً میں زمین میں ایک نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں"۔

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یہ آیت امام و خلیفہ کے تقرر کے بارے میں قاعدہ وکلیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایسا امام جس کی بات سنی جائے اور اس کی اطاعت کی جائے تاکہ کلمہ (اسلام کی شیرازہ بندی) اس سے مجتمع رہے اور خلیفہ کے احکام نافذ ہوں۔ امت اور آئمہ میں خلیفہ کے تقرر کے واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے"۔ (الجامع الاحکام القرآن)

سورۃ النور میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُم فِیْ الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضَى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً (النور:۵۵)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا"۔

اس آیت میں ایمان اور نیک عمل کا انعام اس دنیا میں خلافت کے قیام کو قرار دیا گیا ہے جس کے لازمی نتیجے کے طور پر دین کا استحکام اور امن و امان کا قائم ہو جانا ہے۔ اگر خلافت قائم ہو تو لازماً ایک خلیفہ ہو گا جس کی اطاعت کی جائے گی اور اگر خلافت قائم نہیں ہے تو اس کے قیام کے لیے ایک جماعت ہو گی اور پھر اس کا ایک امیر ہو گا جس کی اطاعت کی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا أَطِیْعُوااللّهَ وَأَطِیْعُواالرَّسُولَ وَأُوْلِیْ الأَمْرِ مِنكُمْ (النساء: ۵۹)

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی بھی جو تم میں صاحب امر ہوں"۔

اس آیت میں "اولی الامر" کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور اولی الامر کے وجود کے بغیر اطاعتِ اولی الامر کا تصور نا ممکن ہے۔ جس شخص کا وجود ہی نہیں اس کی اطاعت کیسے ہو سکتی ہے؟

لہٰذا اطاعت اولی الامر کی فرضیت سے اولی الامر کے تقرر کی فرضیت 'نص سے ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہی نظام خلافت دراصل قیام عدل و قسط کی عملی شکل ہے جس کے لیے تمام انبیائے کرام کو مبعوث کیا گیا:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید:۲۵)

"ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں"۔

اور واضح طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کا حکم دیا:

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِيْ الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (ص: ٢٦)

"اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرو"۔

پھر یہی خلافت کا قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصدِ رسالت یعنی اظہارِ دین کی بھی تکمیل کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الصف:٩)

"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب ادیانِ باطلہ پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے"۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر دینِ اسلام، قیامت تک کے لیے ہے تو اس کا غلبہ بھی قیامت تک ہر دور میں مقصودِ رسالت ہے اور یہ غلبہ بغیر خلافت و حکومت کے حاصل نہیں ہو سکتا لہٰذا غلبہ اسلام کے حصول کے لیے اقامتِ خلافت لازم ہے۔

فرضیت خلافت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

"جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں (کسی خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا"۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کی بیعت کو فرض قرار دیا ہے اور خلیفہ کی بیعت اس کے تقرر کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا خلیفہ کا تقرر فرض ہوا۔ چونکہ خلافت کا قیام فرض ہے اور یہ خلیفہ کے بغیر ادا نہیں ہو سکتا اس لیے خلیفہ کی عدم موجودگی میں واقع ہونے والی موت کو جاہلیت کی موت کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں یہ الفاظ وارد ہوئے:

من مات وليس عليه امام مات ميتة جاهلية(کتاب السنہ)

"جو شخص اس حال میں مرا کہ اس پر کوئی امام (خلیفہ کی حکومت) نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا"۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کی اطاعت کو بھی فرض قرار دیا ہے۔

اسمعوااواطيعوا و ان استعمل عليكم عبدحبشى (صحیح بخاری)

"سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام ہی کو عامل (امیر) بنا دیا جائے"۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب واكره(صحیح بخاری)

"مسلمان پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے، پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں"۔

خلیفہ کی اطاعت تب ہو سکتی ہے جب خلیفہ موجود ہو۔ کیونکہ جو چیز موجود نہیں اس کی اطاعت کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے؟ لہٰذا خلیفہ کی اطاعت کی فرضیت سے خلیفہ کے تقرر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

فرضیت خلافت صحابہ کرامؓ اور اسلاف کی نظر میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو خطبہ دیا، اس میں فرمایا:

"سنو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور اس دین کے لیے ایسا شخص (خلیفہ) ہونا ضروری ہے جو اسے قائم کرے"۔ (مواقف ... الرابع بحوالہ اسلام کا سیاسی نظام)

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے پہلے خلیفہ کا انتخاب فرمایا۔ اسی چیز کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"صحابہ کرامؓ کی توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوئی، اگر صحابہ کرامؓ کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم نہیں کرتے"۔ (ازالۃ الخفاء)

اسی طرح امام احمد بن حجر الھیثمیؒ لکھتے ہیں:

”جان لیجیے کہ صحابہ کرامؓ نے زمانہ نبوت کے بعد امام کے تقرر کے وجوب پر اجماع کیا ہے بلکہ اسے فرائض میں سب سے اہم فریضہ قرار دیا ہے، اس طرح کہ انہوں نے (خلیفہ کے تقرر کے معاملے کو حل کرنے کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کو موخر کر دیا“۔ (الصواعق المحرقة)

جب کہ اسی حوالے سے علامہ طبریؒ حضرت عمرؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

”جب میں فوت ہو جاؤں تو تین دن تک مشورہ کرو اور چوتھا دن نہ آنے پائے کہ تمہارا ایک خلیفہ مقرر ہو“۔ (المفردات للراغب الاصفھانی)

امام نسفیؒ مسلمانوں کے لیے قرآن و سنت کے مطابق حکمرانی کرنے والے امام و خلیفہ کی ضرورت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”مسلمانوں کے لیے ایسے امام کا ہونا ضروری ہے جو احکامات نافذ کرے، حدود کو قائم کرے، سرحدوں کی حفاظت کرے، صدقات وصول کرے، سرکشوں، چوروں اور ڈاکوؤں پر قابو پائے اور جمعہ و عیدین کو قائم کرے، وغیرہ“۔ (شرح العقائد النسفیہ)

امام ابن تیمیہؒ اقامتِ خلافت کو فرائضِ دینیہ میں سب سے بڑا فریضہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یعنی یہ جان لینا ضروری ہے کہ لوگوں کے (اجتماعی و ریاستی) معاملات کے لیے ولایت (خلافت و حکومت) دینِ اسلام کے فرائض میں سے ایک بڑا فریضہ ہے بلکہ دین و دنیا کا قیام اس کے بغیر ممکن نہیں ہے“۔ (السیاسۃ الشرعیۃ)

وہ مزید فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو واجب کیا ہے اور یہ طاقت و امارت کے بغیر ممکن نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام وہ احکامات جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے یعنی جہاد، عدل کا قیام، حج، جمعہ و عیدین کی اقامت، مظلوم کی مدد اور اقامتِ حدود (یہ سب معاملات) طاقت و امارت کے بغیر پورے نہیں ہوتے ہیں“۔ (مجموعۃ فتاویٰ لابن تیمیہؒ)

امام علاء الدین الکاسانی الحنفیؒ لکھتے ہیں:

”امام اعظم (خلیفہ) کا تقرر فرض ہے، اہلِ حق کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں“۔ (بدائع الصنائع)

”فرضیتِ خلافت“ فرضِ عین یا فرضِ کفایہ:

ایک سوال یہ اُٹھتا ہے کہ فرضیتِ خلافت سے کون سا فرض ہے؟ فرضِ عین یا فرضِ کفایہ؟ اگر بالفرض اسے فرضِ کفایہ بھی لیا جائے تو فقہا کے نزدیک اور علمائے اصول کا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ فرض کفایہ مقررہ مدت میں ادا نہ کیا جائے تو وہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ خلافت کا قیام ابتداً فرض کفایہ ہے لیکن اگر مقررہ مدت (تین دن) کے اندر کچھ لوگ اسے ادا نہ کریں گے تو فرضِ عین ہو جائے گا۔

جیسے جہاد ابتداً فرض کفایہ ہے لیکن مقررہ مدت میں کچھ لوگ اسے ادا نہ کریں تو فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ اور جب تک اسے ادا نہ کیا جائے سب لوگ گناہ گار ہوتے ہیں۔ جیسے نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے، لیکن مقررہ مدت میں کچھ لوگ اسے ادا نہ کریں تو فرضِ عین ہو جاتا ہے اور تمام لوگ عدم ادائیگی کی وجہ سے گناہ گار ہوتے ہیں۔

بیسویں صدی کے پہلے ربع میں خلافتِ عثمانہ کے سقوط کے بعد سے آج تک نظامِ خلافت معطل ہے اور خلیفہ کا تقرر نہیں ہو سکا ہے۔ مذکورہ دلائل کی روشنی میں نظامِ خلافت کا احیا اور خلیفہ کا تقرر اس وقت سے آج تک فرض عین ہے جیسے نماز روزہ فرضِ عین ہے۔ جس کا جلد از جلد ادا کرنا تمام مسلمانوں کے ذمے باقی ہے۔

سقوطِ خلافت کے نقصانات:

نظامِ خلافت کے سقوط کے بعد سے آج تک مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ دنیا کے سامنے ہیں۔ آج امت مسلمہ کا وجود بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔ خلافتِ اسلامیہ کے انہدام کے بعد پوری دنیا میں اسلامی قوانین معطل، نظامِ جہاد درہم برہم، مرکز کا فقدان، اسلامی دنیا چھوٹے چھوٹے ممالک میں منقسم، کافر قوتوں کا فکری، سیاسی، عسکری و اقتصادی غلبہ اور بے بس و مجبور مسلمان دنیا کے ہر کونے میں مغلوب ہو کر رہ گئے ہیں۔

آج پوری ملت اسلامیہ' علیکم بالجماعة "تم پر جماعت کے ساتھ وابستہ رہنا فرض لازم ہے" کے حکم پر عمل پیرا نہ ہونے کے باعث نا صرف یہ کہ ملک اور گروہوں میں تقسیم ہوگئی ہے بلکہ ید اللہ علی الجماعة "جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے" کی بشارت اور اللہ کی نصرت سے بھی محروم ہوگئی۔

اور جب یہ سارے تنزل کے مراحل طے ہو چکے تو فوراً شیطان اور اس کے ایجنٹ یہودیوں نے ملتِ اسلامیہ کو اپنی سازشوں کی دلدل میں گھسیٹ لیا۔ پھر امت مسلمہ کا رہا سہا اسلام بھی جاتا رہا۔ اب وہ نام کے تو مسلمان ہیں مگر انہوں نے اپنی زندگی میں غیر اللہ کے قانون کو اپنایا ہوا ہے۔

اگر آج ہم حقیقت حال کا جائزہ لیں تو یہ زبوں حالی اصل میں عذابِ الٰہی ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ آج ہم اللہ کے دین کی صحیح نمائندگی نہیں کر رہے، ہم زمین پر اللہ کے دین کے نمائندے بنائے گئے تھے لیکن آج ہم پوری دنیا میں کوئی ایک ملک بھی بطور ماڈل نہیں دکھا سکتے جس کے بارے میں ہم یہ کہہ سکیں کہ لوگو! آؤ یہ ہے نظام خلافت، یہ ہے نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، یہ ہیں اللہ کے دینِ حق کے قیام کی برکات! لہٰذا آج ہم اللہ کے عذاب کی گرفت میں ہیں۔

اس عذاب سے نکلنے کی ایک ہی صورت اور صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ... جو ہمارے لیے مینارۂ نور ہے اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمان رجوع الی اللہ کرتے ہوئے اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی اسلامی نظام حیات کے مطابق ڈھالیں اور خلافت کے قیام کے لیے انتہائی جدوجہد کریں اور کم از کم دنیا کے کسی ایک ملک میں صحیح اسلامی نظام قائم کرکے دکھا دیں اور پھر دنیا کو دعوت دیں کہ آؤ دیکھو! یہ ہے "اسلام" اور یہ ہے "خلافت"۔

رائج الوقت نظام (سیکولرازم) بمقابلہ دینِ اسلام (نظام خلافت):

اگر ہم انسانی زندگی کو دیکھیں تو اس کے دو حصے ہیں ان میں سے ایک حصہ فرد کی انفرادی زندگی سے متعلق ہے۔ موجودہ زمانے میں فرد کو آزاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ "سیکولر ازم" میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہے عقائد اپنالے، چاہے وہ ایک خدا کو مانے، چاہے سو کو مانے، یا ہزار کو مانے، چاہے کسی کو بھی نہ مانے۔ اسی طرح چاہے بتوں کے آگے سجدہ کرے یا ایک نادیدہ خدا کی عبادت کرے۔ چاہے روزے رکھے، نماز پڑھے، چاہے مندر میں جائے یا چرچ میں... اس کو اجازت ہے۔ اسی طرح شادی کے موقع پر چاہے نکاح پڑھوائے، چاہے پھیرے ڈلوائے، فوت شدہ شخص کی میت کو چاہے دفن کیا جائے، چاہے اسے جلا دیا جائے۔

جب کہ زندگی کا دوسرا حصہ اجتماعی نظام یعنی تہذیب و تمدن، ریاست اور سیاست، معیشت اور معاشرت سے متعلق ہے۔ سیکولر نظام میں اس کے اصول و ضوابط خالصتاً انسانی عقل کی بنیاد پر رائے شماری (جمہوریت) کی بنیاد پر بنیں گے۔

اگر ہم دینِ اسلام کو دیکھیں تو وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ وہ زندگی کے انفرادی گوشوں کے متعلق بھی ہدایت دیتا ہے اور اجتماعی معاملات میں بھی مکمل رہ نمائی کرتا ہے۔

جہاں تک اسلام کے انفرادی گوشوں کا تعلق ہے تو مغرب کو کسی حد تک قابل قبول ہے اور وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے امریکہ میں آکر یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہیں خریدیں اور انہیں مسجد بنا لیا، ہم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ مسلمانوں نے امریکہ اور یورپ میں آکر بڑی تعداد میں لوگوں کو مسلمان کر دیا ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس لیے کہ بحیثیت انفرادی زندگی ان کی اسلام سے کوئی خاص جنگ نہیں ہے۔

ان کا تو یہاں تک معاملہ ہے کہ وہ رمضان المبارک میں مسلمانوں کو وائٹ ہاؤس میں بلا کر "افطار پارٹی" بھی دے دیتے ہیں اور عید سے پہلے مسلمانوں کے ڈاک ٹکٹ ایشو کر دیتے ہیں، انہیں اس میں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی... لیکن ایک "نظام" کی حیثیت سے اسلام انہیں قطعاً گوارا نہیں ہے۔ اسلام کے اسی تصور کو "بنیاد پرستی" **Fundamentalism** کا نام دیتے ہیں۔ اور اس وقت جس نے بھی اسلام کو ایک اجتماعی نظام کی حیثیت سے نافذ کرنے کی بات کی ہے اس پر چڑھ دوڑے ہیں۔ چنانچہ کبھی وہ "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کا نعرہ لگاتے ہیں تو کبھی "بنیاد پرستی" کے خلاف جنگ کا۔ حقیقت میں یہ جنگ "اسلام کے نظام حیات" یعنی "اسلامی نظام خلافت" کے خلاف ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ

وبعد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر جہاد فرض کیا ہے اور اس بات سے آگاہ کیا کہ وہ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ پس فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ(البقرۃ:۲۱۶)

"فرض کیا گیا تم پر جنگ کرنا اور وہ ناگوار ہے تمہیں"۔

پس مشقت، خواہشات نفس پر قابو، بھوک، پیاس، خوف، مال کا خرچ اور اس میں کمی، قتل کی کثرت، زخم اور تکلیف کی برداشت، گھر اور اہل سے دوری، دلوں کا ڈگمگانا وغیرہ یہ سب صفات اس عبادت (جہاد) کا حصہ ہیں۔

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ(البقرۃ:۱۵۵)

"اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو کسی قدر خوف اور بھوک سے اور (مبتلا کرکے) نقصان میں مال و جان کے اور آمدنیوں کے اور خوشخبری دو صبر کرنے والوں کو"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (التوبۃ:۱۲۰)

"یہ اس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ نہیں پہنچتی انہیں پیاس اور نہ جسمانی مشقت اور نہ بھوک، اللہ کی راہ میں اور نہیں اٹھاتے وہ کوئی ایسا قدم جو ناگوار ہو کفار کو اور نہیں حاصل کرتے وہ دشمن پر کوئی کامیابی مگر لکھا جاتا ہے ان کے لیے اس کے بدلہ میں ایک عمل صالح۔ اس لیے کہ اللہ نہیں ضائع کرتا اجر اچھا کام کرنے والوں کا"۔

اس وجہ سے جہاد ان لوگوں کے لیے ناگوار بن گیا جن کی جبلت میں ہے کہ وہ سکون کے طلب گار ہیں اور خطروں سے دور رہنا پسند کرتے ہیں۔ عام طور پر جہاد کے تقاضے اور نفس کی خواہشات دو مختلف جہات کی طرف جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ(التوبۃ:۳۸)

"اے ایمان والوں! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب کہا گیا تم سے نکلو (جہاد کے لیے) اللہ کی راہ میں تو تم چمٹ کر رہ گئے زمین سے؟ کیا پسند کر لیا ہے تم نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں؟ (اگر ایسا ہے تو جان لو) کہ نہیں ہے سازوسامان دنیاوی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ(التوبۃ:۲۴)

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار جن کے بارے میں تمہیں ڈر ہے کہ وہ ماند پڑ جائیں گے اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور جہاد سے اللہ کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ سامنے لے آئے اللہ اپنا فیصلہ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسق لوگوں کو"۔

اور فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْیَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی ۫ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا (النساء:۷۷)

"کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کو، کہا گیا تھا جنہیں کہ روکے رکھو اپنے ہاتھ (جنگ سے) اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوۃ۔ پھر جونہی حکم دیا گیا انہیں جنگ کا تو ایک گروہ ان میں سے ایسا ہے جو ڈرتا ہے لوگوں سے ایسا جیسے ڈرنا چاہیے اللہ سے یا اس سے بھی زیادہ ڈر، اور کہتے ہیں یہ لوگ: اے رب ہمارے! کیوں فرض کیا تو نے ہم پر جنگ کرنا! کیوں نہ مہلت دی تو نے ہم کو تھوڑی مدت اور کہہ دو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) دنیاوی فائدہ حقیر ہے اور آخرت بہت بہتر ہے۔ ان کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور نہیں ظلم کیا جائے گا تم پر ذرہ برابر"۔

پس قتال میں موت اور غم کا خطرہ ہے جبکہ دنیا کے مال و اولاد کی جدائی یا چھن جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ لیکن ان تمام اندیشوں کے باوجود مخلص مومن کو دنیا و آخرت میں سے ایک کو اختیار کرنا ہے۔ یا تو میدانِ جہاد اور قتال اور دین کی نصرت کے ذریعے سے اپنے رب کو راضی کرو اور (آخرت) کی کامیابی کی طرف بڑھو یا پھر دنیا سے چمٹے رہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آخرت کو مقدم رکھا جائے۔ لیکن انسانی نفس جلد باز ہے، اور ہر چیز نقد چاہتا ہے اور دیر سے آنے والی جزا کو قبول نہیں کرتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''اگر تم نے عینہ پر بیعت کر لی اور بیلوں کی دُمیں پکڑ لیں اور زراعت پر راضی ہو گئے اور جہاد کو ترک کر دیا۔ تو اللہ مسلط کرے گا تم پر ذلت، نہ پیچھا چھوڑے گی یہ ذلت حتیٰ کہ تم لوٹ جاؤ اپنے دین کی طرف''۔ (ابو داؤد)

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جہاد کو ہمیشہ ہر چیز پر مقدم رکھنا چاہیے اور یہ ٹھیک نہیں کہ اس کو چھوڑ کر دنیا کے کاموں میں مشغول ہوا جائے اور اگر جہاد کے ساتھ ساتھ زراعت اور تجارت کی جا سکتی ہے تو ٹھیک... وگرنہ جہاد' جو کہ دین کی بقاء اور حفاظت کی ضمانت ہے اسی کو مقدم رکھنا چاہیے۔

امام ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں:

''اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خراج کی زمین میں کاشت کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ جہاد سے غافل کر دیتی ہے''۔

اس حدیث کے بارے میں امام ابن النحاس شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''حدیث کا مطلب ہے کہ اگر لوگ جہاد کو ترک کر دیں اور زراعت اور ایسی ہی دوسری چیزوں میں مصروف ہو جائیں تو ان پر دشمنوں کا تسلط ہو جائے گا، کیونکہ وہ اس (دشمن) کے مقابلے کے لیے تیار نہ ہوں گے اور (اپنی جہاد سے سستی کی وجہ سے) اس (دشمن کے) تسلط کے لیے تمام اسباب پیدا کر دیں گے۔ پس ان پر ذلت اور کمزوری غالب آجائے گی۔ یہاں تک وہ اس (جہاد) کی طرف نہ لوٹیں جو کہ کفار کے ساتھ کرنا واجب ہے۔ جس کا مقصد دشمنان دین کا قلعہ قمع کرنا، دین کا قیام اور اسلام اور اہل اسلام کی مدد اور اعلائے کلمۃ اللہ اور کفر کی ہو۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ''حتیٰ کہ تم لوٹ آؤ اپنے دین کی طرف'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دنیا کی طرف رغبت کی وجہ سے ترک جہاد اور اس سے لاپرواہی دین سے خروج اور اس سے دوری کی علامت ہے اور کبیرہ گناہ''۔ (شوارع الاشواق: ۶-۱)

یہاں ''دین سے خروج'' سے مراد کفر یا ملت (امت) سے خروج نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو مسلمان جہاد کو جان بوجھ کر ترک کر دے اور صرف دنیا کی طرف متوجہ ہو جائے تو وہ اس وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا مقصد مراد یہ ہے کہ جہاد کی عبادت سے دوری اور دنیا کے کاموں میں مشغول ہو جانا ایسے اسباب پیدا کرتا ہے جن کی وجہ سے کافر دشمن کا تسلط قائم ہوتا ہے اور ان کا مسلمان ممالک پر غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دشمنانِ دین' اہلِ ایمان کے خلاف غیض و غضب میں بھرے ہوتے ہیں اور غلبے کے بعد نہ صرف اہلِ ایمان کے جان و مال اور ان کی عزتوں کے لیے رہزن ثابت ہوتے ہیں بلکہ اللہ کی زمین پر ایسے قوانین نافذ کرتے ہیں جو دینِ اسلام اور اس کی شریعت کے سراسر منافی ہوتے ہیں، اور یہ چیز فساد فی الارض اور کفر کے پھیلاؤ کا باعث بنتی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں دین اسلام سے دوری، ایمان میں کمزوری اور لوگوں کے دلوں میں غیر اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

بالخصوص وہ نسلیں جو اسی غلبۂ کفر کے ماحول میں جنم لیتی ہیں اور اس کفریہ ماحول میں پرورش پاتی ہیں، وہ گمراہی اور کفر کے راستوں اتنی دُور نکل جاتی ہیں کہ پھر دینِ حق ان کی نظر میں دقیانوسیت اور تشدد پسندی قرار پاتا ہے۔ جس کی سب سے بڑی مثال اندلس ہے جو کہ آج ایک یادِ گم گشتہ ہے۔ لہٰذا کفر کے اس عظیم فتنہ کی روک تھام اور مسلمانوں کے علاقوں کے تحفظ اور دین کی حفاظت، اللہ کی راہ میں جہاد کے بغیر ممکن نہیں۔ جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہے کہ داعیانِ دین کی کوششوں کی بنیاد اس بات پر ہونی چاہیے کہ ان کی دعوت کے نتیجے میں جہاد کا ماحول پیدا ہو، ہو لوگوں کو جہاد پر ابھاریں اور جذبہ جہاد بیدار کریں اور لوگوں کو اس کی اہمیت سے آشنا کریں۔ کیونکہ یہ ایک اہم شرعی راستہ ہے جس کے ذریعے دین سربلند ہوگا، کفر ذلیل ہوگا، اسلام پھیلے اور شرک کی شکست ہوگی۔

اسی وجہ سے بعض علما جہاد کو دین کے ارکان میں سے ایک رکن کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''بعض لوگ اسے (جہاد کو) دین اسلام کا چھٹا رکن کہتے ہیں اور اس وجہ سے اس کا ذکر اسلام کے پانچ ارکان کے بعد ہوتا ہے۔ فبھداھم اقتدہ انہیں کی راہ کی پیروی کرو''۔

اس بات کی تائید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں آنے والے اقوال کرتے ہیں کہ جب وہ جہاد میں مشغول تھے اور اپنی جانوں کو بالکل بھول گئے تھے جہاد کی ادائیگی کے لیے، تو اس بات سے یعنی جہاد میں مشغول ہونے کے باعث ان کے دنیا کے بہت سے کام چھوٹ جاتے تھے۔ لیکن جب دین مستحکم ہو گیا اس کے ستون قائم ہو گئے، اس کے جھنڈے گڑ گئے، اسلام کے لشکر کثیر ہو گئے، اس کا نور پھیل گیا اور تمام لوگ اس

کے سائے تلے طوعاًو کرھاً جمع ہو گئے۔ تو ان مومنین نے خفیہ طور پر کہا کہ اب ہم حالات اور اموال کی بہتری کی طرف توجہ دیں۔ یہ نہیں کہا کہ وہ مکمل طور پر عبادتِ جہاد کو ترک کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو (خود کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں اور احسان کا طریقہ اختیار کرو''۔

پس ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے انصار کے گروہ! بے شک یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اسلام کو غالب کر دیا۔ ہم نے کہا کہ چلو اپنے اموال کی اصلاح کی طرف بڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو (خود کو) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں'' (ابوداؤد، ترمذی)

پس ''القا بایدی الی التهلکة'' کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے اموال اور دنیا کی اصلاح میں مصروف رہیں اور جہاد کو ترک کر دیں۔ وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ ڈالنے والا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے گھر کی تعمیر اور مال کی اصلاح کرے اور اگر جہاد میں شرکت کرنے والا نہیں تو پھر اس کے لیے یہ چیزیں کیسے جائز ہو سکتی ہیں؟؟؟

لا ملجاء ولا مغارة ولا مدخل عن الجهاد:

جہاد سے کوئی راہ فرار نہیں:

جہاد کی راہ میں ہمیشہ سے مشکلات آتی رہی ہیں۔ اس عبادت کی ادائیگی کے لیے خود کو خطروں میں ڈالنا پڑتا ہے اور یہ بہت سے خطروں اور خود کو مشکل میں ڈالنے کا نام ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہمیں قرآن کریم میں بہت سی ایسی آیات ملیں گی جو ان تمام علتوں اور بہانوں کی تردید کرتی ہیں جو ان لوگوں کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں جو اس عبادت سے فرار چاہتے ہیں۔ یہ آیات ایک ایک کر کے تمام شبہات پر واضح دلیلیں، محکم حجتیں اور بیانات دیتی ہیں جن سے ان سب بھٹکے ہوؤں کے لیے دروازے بند ہو گئے کہ جو اگر کوئی پناہ یا فرار پاتے تو اس کی طرف بھاگ اٹھتے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ آپ ہمیشہ دیکھیں گے جو لوگ ترکِ جہاد کی دعوت دیتے ہیں وہ کبھی بھی واضح طور پر نہیں کہتے وہ یہ سب بزدلی، موت کے خوف، خطروں، دنیا کی ہوس اور اپنے اہل وعیال سے دوری کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے وہ اپنے بہانوں کو نصیحت کا لباس پہناتے ہیں یا عدم استطاعت اور مجاہدین کی فکر اور برے حالات کا ڈر ظاہر کرتے ہیں۔ اور سب سے بری بزدلی جو آدمی میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ''مذمة تنفر منها الطباع جبلة'' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پناہ مانگتے تھے۔

جو چیز سب سے زیادہ انسان کے نفس کو دھوکے میں رکھتی ہے کہ وہ اپنے بارے میں گمان کرتا ہے کہ وہ بہت بہادر اور جری ہے حتیٰ کہ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کے اسباب اس کے سامنے ہوتے ہیں تو اس کا دل پرندے کی طرح پھڑ پھڑانے لگتا ہے یہ ان اسباب میں سے ایک ہے جن کا ذکر علماء نے کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے منع کیا کہ اس وقت تک دشمن سے ملنے کی تمنا نہ کرو جب تک اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لو۔ ایسی صورت میں نفس وہ چیز (بزدلی) ظاہر کر دیتا ہے جو اس نے پہلے چھپائی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بناوٹ اور دکھاوا، یا صبر اور مکروہات کی پسندیدگی میں سے ایک کو چننا پڑتا ہے۔ مکروہات کی پسندیدگی یہ ہے کہ جہاد سے فرار یا پھر 'تولية للدبر'۔

جیسا امام ابن دقیق رحمہ اللہ نے فرمایا:

''موت کو گلے لگانا کئی وجوہات کی بنا پر انسانوں کے لیے سخت ترین اور مشکل ترین ہے۔ اور یہ باتیں ایسی ہی ہیں جو انسان فطرت (تقدیر) میں ہیں اور حقیقت میں ایسی نہیں سمجھی جاتیں۔ ڈر ہے کہ حقیقت ویسی نہیں ہوتی جیسی کہ دشمن سے ملاقات کو تصور کیا جاتا ہے''۔

یہی معنی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے:

وَ لَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ‌ۖ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ (آل عمران:۱۴۳)

''اور بے شک تم تمنا کرتے تھے موت کی پہلے اس سے کہ دوچار ہو تم اس سے۔ لو اب وہ تمہارے سامنے ہے اور تم نے اسے کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے''۔

جیسا کہ ابن ابی حاتم اس بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ میں سے کچھ لوگ کہتے:

''کاش ہم بھی ویسے ہی قتال کرتے جیسے اصحاب بدر نے کیا اور شہید ہو گئے، یا ہمیں بھی بدر کے دن جیسا کوئی دن ملے اور ہم مشرکین کو قتل کریں اور شہادت، جنت، زندگی اور رزق پائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو موقع دیا تو چند ایک سوا جسے اللہ نے چاہا کوئی نہ ٹھہر سکا۔

الجبن جبن وان عددلک عقلا (بزدلی بزدلی ہی ہے چاہو تم اسے عقلمندی سمجھو)''

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

عالمِ اسلام میں سیکولرازم کس طرح پھیلایا گیا؟

ابو یمان

”مذہب پر عمل کرنا یا نہ کرنا ہر شخص کی ذاتی رائے ہے، اسلام میں زبردستی نہیں ہے، یہود و نصاریٰ، مسلمانوں سے اچھے انسان ہیں، مذہب کا تعلق صرف عبادات کے ساتھ ہے، اسلام پوری زندگی کے لیے ضابطہ حیات نہیں ہے، اسلام عورتوں کو گھر میں قید رکھنے کا مخالف ہے، اسلام میں آزادی ہے“۔

یہ اور اس قسم کے جملے آپ نے بکثرت پڑھے یا سنے ہوں گے، یہ الفاظ اس نظریے کی ترجمانی ہے کہ ”اسلام ہمیں آزادی دیتا ہے اور ہم اجتماعی، معاشی اور سیاسی معاملات میں اسلام کے پابند نہیں ہیں“۔

چنانچہ آج آپ عالمِ اسلام میں دیکھ رہے ہیں کہ دین سے دور مسلمان تو ایک طرف کلمہ پڑھنے والے، عبادات کی پابندی کرنے والے اور ذاتی و انفرادی زندگی میں اسلام کا دَم بھرنے والے بھی جب اجتماعی معاملات میں موقع ملتا ہے تو فیصلے غیر اللہ کے قانون کے مطابق کرتے ہیں، مالی و معاشی نظام سود کے مطابق چلاتے ہیں، اور پھر اسی سود سے کمائی ہوئی دولت سے صدقہ بھی دیتے ہیں۔ سیاست غیر مسلموں کے اصولوں پر کرتے ہیں، مسلمانوں کے خلاف غیروں کا آلہ کار بنتے ہیں۔

یہ عالمِ اسلام کا چھوٹا نہیں بلکہ بہت بڑا طبقہ ہے جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد، سیاسی رہنما، سرمایہ دار اور عوام سبھی شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی وہ شکل جو خیر القرون میں تھی آج آپ کو خال خال کہیں نظر آئے گی۔ یہ بہت بڑا المیہ اور فتنہ ہے جس نے ایک زمانے کو گمراہ کر رکھا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ فتنہ عالمِ اسلام میں کیسے پھیلا؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور اس کی تاریخ کیا ہے؟

امت کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بلاشبہ ہزاروں فتنے آئے، ایک زمانے تک گمراہی پھیلائی گئی، بے شمار لوگ اس میں مبتلا ہوئے، بہت سارے فتنے اپنی عمر پوری کر کے ختم ہو گئے۔ لیکن جدیدیت (سیکولرازم، لبرل ازم، جمہوریت اور سرمایہ داری) کا فتنہ کم و بیش دو سو سال سے چل رہا ہے۔ اس نے امت کا ایمانی، معاشی، جانی اور دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے نقصان کر کے اسے ذلت کی گہرائیوں میں پھینک دیا ہے۔ یہ فتنہ ہر لحاظ سے ان سب سے بڑھا ہوا ہے، اس کی کئی ساری وجوہات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں۔

1 پہلے فتنوں کا دائرہ محدود ہوا کرتا تھا، محدود رقبے میں محدود لوگ اس سے متاثر ہوتے تھے۔ علما جب ان کا مقابلہ کرتے تو یہ فتنے غائب ہو کر ختم ہو جاتے۔ مگر اس فتنے کا دائرہ عالمگیر ہے، جس کا اثر بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اور اس سے صرف مسلمان نہیں بلکہ ہر مذہب کے لوگ متاثر ہو رہے ہیں، عالمِ عیسائیت کو اسی فتنے نے سب سے پہلے شکار کیا۔

2 پہلے فتنے مسلمانوں کے اندر سے ہی نکلتے تھے، لیکن یہ فتنہ باہر (مغرب) سے مسلمانوں میں دَر آیا ہے۔ اس کے پیچھے یورپ و امریکہ کی مالی، فوجی طاقت بھی ہے، خواہشاتِ نفس کو تسکین دینے والی ایجادات بھی ہیں۔ جن کے مشاہدے کے بعد لوگ عقل سے کام نہیں لیتے کیونکہ عام لوگ حسی مشاہدات کو ہی عقلی دلیل سمجھتے ہیں۔ اس لیے علما کے جوابات کا بھی خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا۔

3 جدیدیت نے چھ سو سال سے یورپ کو ایسا شکار کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رہی سہی تعلیمات سے بھی انہیں بیگانہ بنا دیا، ان کا ذہن مسخ ہو گیا ہے، اور اس ایک فتنے کے پیچھے ہزاروں فتنے پیدا ہو چکے ہیں۔

4 استعمار کے غلبے کے بعد ان سب نے بیک وقت عالمِ اسلام پر حملہ کیا ہے۔ اس لیے ایک عام مسلمان اس ریلے کی تاب نہیں لا سکتا۔ ایک گمراہی سے نجات پاتا ہے تو دوسری میں پڑ جاتا ہے۔

5 پہلے فتنے عموماً اسلامی اصطلاحات کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا کرتے تھے، انہیں دور کرنا آسان تھا، مگر یہ نیا فتنہ اپنی زبان اور نئی اصطلاحات لے کر آیا ہے۔ اس لیے مہمل سے مہمل نظریہ بھی بھاری بھر کم اصطلاحات کے پردے میں چھپ جاتا ہے کہ آدمی خواہ مخواہ ان سے مرعوب ہو جاتا ہے۔

جدیدیت کا یہ فتنہ جس میں ایک مسلمان کے لیے اسلام ایک انفرادی ”مذہب“ کی حیثیت رکھتا ہے، چاہے وہ اس پر عمل کرے یا نہ کرے، کوئی عمل نہ کرے تو اسے منع نہیں کر سکتے بلکہ اسے برا بھی نہیں کہہ سکتے نہ برا سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ جدیدیت ہر ایک کو اس کی خواہش پر عمل کرنے کا حق دیتا ہے، اس کے پھیلنے کی مختلف ذرائع ہیں۔

- استعمار کے ذریعے
- جمہوریت کے ذریعے
- وطنیت کے ذریعے

○ جدید تعلیمی نظام کے ذریعے

استعمار:

۱۵ویں صدی عیسوی میں یورپ میں جب صنعتی انقلاب آیا اور اس نے اپنے پَر پھیلانے شروع کیے تو اس کا پہلا نشانہ عالمِ اسلام ہی تھا۔ یورپ میں مادی و صنعتی انقلاب، امریکہ کی دریافت اور ہندوستان کے نئے بحری راستوں کی دریافت نے یورپ کے کئی ملکوں کو اپنے خول سے نکل کر دوسرے ملکوں پر قبضہ کرنے پر مجبور کیا۔ جس کی ابتدا اسپین اور پرتگال نے کی، پھر برطانیہ اور فرانس بھی اس میدان میں کود پڑے۔ ان میں اکثر نے عالمِ اسلام کو اپنے قبضے کا نشانہ بنایا۔ فرانس نے کئی افریقی اسلامی ممالک اور برطانیہ نے عرب اور جنوبی ایشیائی ممالک پر قبضہ کیا۔ ان سب نے ان ملکوں کی معدنیات لوٹیں، سونے چاندی کے ذخائر پر قبضہ کیا، قتل و غارت گری کی اور بلامبالغہ کروڑوں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، اپنا سیاسی نظام (جمہوریت) نافذ کیا، اپنے قوانین لاگو کیے، اپنا تعلیمی نظام جاری کیا، اور اسی نظم کے مطابق لوگوں کو معاشی مفادات کا لالچ دے کر سیکولرازم کو مستحکم بنا دیا۔ اور ان کا خون نچوڑنے کے بعد اپنے ذہنی غلام' ان مسلمان ملکوں پر حاکم بنا کر واپس اپنے ملکوں میں چلے گئے۔ جبکہ یہی ممالک آج بھی اسی نظام کے کھونٹے سے کولہو کے بیل کی طرح بندھے چل رہے ہیں۔

استعمار کا یہ غلبہ سیکولرازم کی بنیادی علت ہے، اسی کے پیچھے یہ ساری خرابیاں پیدا ہو گئیں، جن کی اصلاح کے لیے بے شمار تنظیمیں، ادارے اور جماعتیں وجود میں آچکی ہیں، لیکن وہ سحر طلوع ہو کر نہیں دے رہی جس کے لیے یہ سب کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ انسانی فطرت میں یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ بالادست طاقت کا غلام بننا چاہتی ہے، اس لیے زمین میں جس کا غلبہ ہو گا لوگ اسی طاقت کے طور طریقے اختیار کریں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا ہے تاکہ کفر کی شوکت توڑ کر اسلام کی شان ظاہر ہو، اور انسانیت اسلام کے علاوہ کسی سے متاثر نہ ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف:۹)

"وہی اللہ تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی کا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اسے تمام دوسرے دینوں پر غالب کر دے، چاہے مشرک لوگوں کو یہ بات کتنی بری لگے"۔

جمہوریت:

سادہ الفاظ میں جمہوریت وہ نظام ہے جس میں کسی ملک میں امورِ مملکت چلانے کے لیے قانون سازی کی جاتی ہے۔ قانون سازی اکثریت رائے کی بنیاد پر ہوتی ہے، رائے ان لوگوں کی معتبر سمجھی جاتی ہے جن کو عوام اپنے ووٹوں سے منتخب کریں۔ ایسے لوگ ایوان میں بیٹھ کر ملکی نظام کو چلانے کے لیے آئین بناتے ہیں۔ اس آئین کے تحت ملک کا ہر ادارہ اور ہر جماعت اور ہر تنظیم چلتی ہے۔ جمہوریت کی مختلف شکلیں ہیں، جیسے برطانوی، امریکی اور فرانسیسی جمہوریت وغیرہ۔ لیکن ان سب میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ اس میں ملک چلانے کے لیے قانون سازی عوام کے منتخب نمائندے کرتے ہیں، اور یہی بات اس میں کفر کی ہے۔

اس کی مختصراً تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ قانون ہی کے مطابق اپنے معاملات کا فیصلہ کرو، اور طاغوت کے پاس اپنا مقدمہ نہ لے جاؤ، بلکہ طاغوت کا انکار کرو۔ طاغوت اس باطل شخصیت یا نظام کو کہتے ہیں جو اپنی اطاعت کا حکم دے، چاہے وہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہو، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا○وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا○فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا○اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا○وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:۶۰-۶۵)

"اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا ہے جو دعوی یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام پر بھی ایمان لائے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا تھا، (لیکن) ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنا

مقدمہ فیصلے کے لیے طاغوت کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ وہ اس کا کھل کر انکار کریں، اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا کردے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو تم ان منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ تم سے پوری طرح منہ موڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر اس وقت ان کا کیا حال بنتا ہے جب خود اپنے ہاتھوں کی کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے؟ اس وقت یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی کرنے اور ملاپ کرادینے کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ وہ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی ساری باتیں خوب جانتا ہے۔ لہٰذا تم انہیں نظر انداز کردو، انہیں نصیحت کرو، اور ان سے خود ان کے بارے میں ایسی بات کہتے رہو جو دل میں اتر جانے والی ہو۔

اور ہم نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔

نہیں، (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو کچھ فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کردیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے اوپر ایمان لانے کے لیے صرف کلمہ کہنا کافی نہیں ہے بلکہ اپنے معاملات کا فیصلہ بھی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق کرنا ضروری ہے، اور جو شخص ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد بھی شریعت پر اپنا فیصلہ نہیں کرواتا اس کو منافق، کافر، فاسق اور ظالم کہا گیا۔ یہ مسئلہ معمولی نہیں کیونکہ اسی پر نظامِ زندگی کا دارومدار ہے کہ وہ کون سے قانون کے مطابق چلایا جائے گا؟ الٰہی قانون کے مطابق یا بندوں کی مرضی و خواہش کے مطابق؟!

جمہوریت' قانون سازی کا حق بندوں کو دیتی ہے، اور اس کے لیے پارلیمنٹ کا ادارہ قائم کردیا گیا ہے، اور اس کو عوام کی ایک بہت بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے، اور آمریت کی بہ نسبت اسے ایک نہایت کامیاب نظامِ حکومت سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ بدتر سے بدترین جمہوریت بھی بہترین آمریت سے بہتر ہوتی ہے۔ لیکن اس کے کفر ہونے کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں قانون سازی کا حق بندوں کو دیا گیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو قانونِ شریعت اتارا ہے اس کے مطابق بندوں پر اپنا فیصلہ کرنا لازمی قرار دیا ہے، بلکہ ایمان کے لیے یہ بھی لازمی ہے کہ اپنے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی فیصل بنائیں پھر ان کے کیے ہوئے فیصلے پر دل میں کوئی تنگی بھی نہ پائیں۔

جبکہ جمہوریت میں بندوں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ کسی شخص کی جانب سے منظوری کے لیے پیش کردہ قانون بحیثیت قانون منظور کرتے ہیں یا نہیں؟ چاہے وہ قانون شریعت ہی کے مطابق کوئی کیوں نہ ہو اس کے باوجود ایسا قانون بنانا جائز نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ (قانون ساز ادارے) سے کوئی قانون تبھی پاس ہوتا ہے جب نمائندوں کے پاس اسے قبول یا مسترد کرنے کا اختیار ہو، حالانکہ یہی بات اللہ نے حرام قرار دی ہے۔ نیز اس کے بعد اس قانون کی نسبت انسانوں کی جانب ہوجائے گی، اللہ کی نسبت سے یہ قانون نافذ نہیں ہوگا۔ یعنی یوں کہا جاتا ہے: پاکستانی قانون، افغانی قانون وغیرہ...جمہوریت میں چاہے قانون قرآن کا ہو لیکن حوالہ قرآن کا نہیں آئے گا، جبکہ مسلمانوں کے لیے "حوالہ" ہی تو اصل ہے!!!

کئی سارے مسلمان ملکوں کے آئین میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ملک میں کوئی بھی قانون، قرآن وسنت کے خلاف نہیں بن سکتا۔ اس کی وجہ سے بہت سارے لوگ جمہوریت کو اسلامی سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، اس کا جواب عصرِ حاضر کی ایک بڑی شخصیت کے حوالے سے خود پڑھیں۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

> "لہٰذا جمہوریت کا سب سے پہلا رکنِ اعظم یہ ہے کہ اس میں عوام کو حاکمِ اعلیٰ تصور کیا جاتا ہے، اور عوام کا ہر فیصلہ جو کثرتِ رائے کی بنیاد پر ہوا ہو وہ واجب التعمیل اور ناقابلِ تنسیخ سمجھا جاتا ہے۔ کثرتِ رائے کے اس فیصلہ پر کوئی قدغن اور کوئی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔

اگر دستورِ حکومت عوامی نمائندوں کے اختیارِ قانون سازی پر کوئی پابندی بھی عائد کردے (مثلاً یہ کہ وہ کوئی قانون قرآن وسنت کے یا بنیادی حقوق کے خلاف نہیں بنائے گی) تو یہ پابندی اس لیے واجب التعمیل نہیں ہوتی کہ یہ عوام سے بالاتر کسی اتھارٹی نے عائد کی ہے یا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جسے ہر حال میں ماننا ضروری ہے، بلکہ صرف اس لیے واجب التعمیل سمجھی جاتی ہے کہ یہ پابندی خود کثرتِ رائے نے عائد کی ہے۔ لہٰذا اگر کثرتِ رائے کسی وقت چاہے تو اسے منسوخ بھی کر سکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمہوریت نے کثرتِ رائے کو (معاذ اللہ) خدائی کا مقام دیا ہوا ہے کہ اس کا کوئی فیصلہ رد نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر مغربی ممالک میں بد سے بدتر قوانین کثرتِ رائے کے زور پر مسلسل نافذ کیے جا رہے ہیں، زنا جیسی بدکاری سے لے کر ہم جنس پرستی جیسے گھناؤنے عمل تک کو اسی بنیاد پر سندِ جواز عطا کی گئی ہے، اور اس طرزِ فکر نے دنیا کو اخلاقی تباہی کے آخری سرے تک پہنچا دیا ہے"۔ (حکیم الامتؒ کے سیاسی افکار)

حقِ قانون سازی کے علاوہ بھی جمہوریت میں کئی ساری ایسی برائیاں ہیں جو اسلام کے مزاج کے خلاف ہیں۔ مثلاً عہدے و مناصب کے لیے خود کو پیش کرنا، اس کی طلب کرنا، اپنی اور اپنی پارٹی کے امیدواروں کی جھوٹی سچی تعریفات کرنا، مخالفین پر ہر قسم کی بدزبانی کرنا، کامیاب ہونے کے لیے ہر قسم کے ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرنا، اس کے بعد کامیاب ہونے والا امیدوار جو گُل کھلاتا ہے، اس سب کا ہم اپنے ملک میں بارہا مشاہدہ کر چکے ہیں۔

جمہوریت پر اسلام کا لیبل لگانے کے بعد کئی سارے مسلمان ملکوں میں دینی سیاسی جماعتیں اس امید کے ساتھ میدان میں اُتری ہوئی ہیں کہ شاید اس راستے سے ہی سہی اسلام کا نفاذ ممکن ہو جائے گا، لیکن ہمیں شاید مغرب کی دغابازی اور فریب کاری کا اندازہ ہی نہیں ہے کہ انہوں نے جمہوریت کے ذریعے بھی نفاذِ اسلام کے تمام راستے مسدود کر رکھے ہیں۔

۱۲ جون ۱۹۹۰ء میں الجزائر میں بلدیاتی انتخابات ہوئے تو اسلامک سالویشن فرنٹ نے ۹۳ فیصد شہروں اور قصبوں میں اپنی برتری ثابت کر دی۔ اسلامی فرنٹ کی یہ مقبولیت فوج اور ملک کی دولت پر قابض اشرافیہ کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ اس کے بعد دسمبر ۱۹۹۱ میں عام انتخابات کے پہلے مرحلے میں سالویشن فرنٹ نے ۴۸ فیصد پاپولر ووٹوں کے ساتھ ۲۳۱ میں سے ۱۸۸ سیٹیں جیت لیں، فوج نے مداخلت کی اور دوسرا مرحلہ منسوخ کر دیا۔ فوجی قیادت کے اجلاس میں ایک الجزائری جنرل نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا:

"تم یہاں تک تو پہنچ گئے ہو، لیکن ابھی اتنے بڑے نہیں ہوئے"۔

اس کے بعد فوج نے اس وقت کے صدر بن جدید کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور مذہب کی بنیاد پر بننے والی ہر سیاسی جماعت کو کالعدم قرار دے دیا۔ سالویشن فرنٹ پر پابندی عائد کر دی گئی، سیاسی چپقلش پیدا ہوئی اور خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ افراد ۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء سے جون ۲۰۰۲ء کے دوران مارے گئے۔ ان میں اکثریت شہریوں کی تھی۔ مبصرین کے بقول حکومت نے اپنی فوج اور غیر ملکیوں کی مدد سے شہریوں کو ہلاک کر کے ذمہ داری مختلف اسلامی گروہوں پر ڈال دی۔

۹۰ کے عشرے سے لے کر اب تک الجزائر میں پانچ صدر برسرِ اقتدار آ چکے ہیں، بیسیوں وزرا آئے اور چلے گئے مگر ایک شخصیت ایسی ہے جو اب تک اپنے منصب پر قائم ہے اور وہ ہے عسکری انٹیلی جنس کے محکمے کا سربراہ! اسی سے اندازہ لگا لیجیے کہ اقتدار کے سرچشمے کا اصل مالک کون ہے؟ تب سے اب تک کامیاب ہونے والی ہر اسلامی جماعت کو اپنے وطن کے سربراہ بزبانِ حال یہی کہتے آ رہے ہیں:

"تم یہاں تک تو پہنچ گئے ہو، لیکن ابھی اتنے بڑے نہیں ہوئے"۔

مصر میں بھی ۲۰۱۱ء میں جب انقلاب کے بعد اخوان المسلمون برسرِ اقتدار آئے اور صدر محمد مرسی ۵۱ فیصد ووٹ لے کر صدر منتخب ہوئے تو اپنے ہی منتخب کردہ آرمی چیف عبد الفتاح السیسی کے ہاتھوں معزول ہو گئے۔ جس نے ایک ہی دن میں سیکڑوں مسلمانوں کو شہید کر دیا، اور ان کی حکومت ختم کر دی۔ پاکستان میں ایم ایم اے کو ایک صوبے میں اکثریت ملی تو اُس وقت کے صدر پرویز کی طرف سے رکاوٹیں پیدا کی گئیں اور انہیں اپنے جمہوری اصولوں کے مطابق کام نہیں کرنے دیا گیا، "دو فیصد" کے طعنے دیے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بالفرض جمہوریت میں اسلامی جماعتیں کامیاب بھی ہو گئیں تب بھی ہر ملک میں فوجی اشرافیہ کی صورت میں غیروں کے وہ آلہ کار موجود ہیں جو کسی صورت جمہوریت کے ذریعے اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کرنے دیں گے، چاہے وہ ملک کے اکثریتی عوام کی خواہش کیوں نہ ہو۔

جمہوریت میں اسلام و شریعت کی ایسی تحقیر ہوتی ہے جس کا امکان خلافت کے ہوتے ہوئے بدترین حالات میں بھی نہیں۔ ہر وہ شخص جو اپنے مال و دولت یا جاہ و مرتبے کے بل

بوتے پر پارلیمنٹ پہنچ جائے، شریعت پر غرّانا اپنا حق سمجھتا ہے، اور جب ایک نظام مستعار ہی غیروں سے لیا گیا ہے تو ظاہر ہے از اول تا آخر اسے ان ہی کے طور طریقوں کے مطابق چلایا جائے گا۔ جس کا ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر معاملے میں برطانیہ اور امریکہ کی جمہوریت کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

خلافت کے قیام کے زمانے میں بھی مسلمانوں کی اخلاقی حالت آج کی بہ نسبت بہترین تھی لیکن کسی بھی سیکولر کے کلام میں آپ کو اس کا کوئی حوالہ نہیں ملے گا، انسانیت کے احترام، اخلاق اور آزادی کے سارے حوالے مغرب ہی کے دیے جاتے ہیں۔

وطنیت:

خلافت کے خاتمے کے بعد سائیکس پیکو معاہدے کے ذریعے عالمِ اسلام کو وطنیت کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا، جن کی اپنی سرحدیں اور حدود ہوتی ہیں۔ وطنیت نے دنیا میں سیکولر ازم کو مزید مستحکم کر دیا۔ مسلمانوں کے لیے وطن ایک طاغوت بن چکا ہے، وطن ہی نے مسلمانوں کو فطرت اور اسلام کے مقابلے میں نئی شناخت دی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قبائل اور اقوام کی صورت میں پیدا کیا تاکہ انہیں ایک دوسرے کی پہچان آسان ہو، وطنیت نے انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کو فطری شناخت سے محروم کر کے اپنی شناخت دی۔ چنانچہ آج مسلمان باہم اپنا تعارف پختون، بلوچ، چترالی وغیرہ کے ذریعے نہیں کرتے بلکہ پاکستانی کے نام سے کرتے ہیں۔ حجازی، مکی و مدنی کی بجائے سعودی نسبت سے اپنی پہچان کرواتے ہیں۔ ہر وطن کی ایک قومی زبان ہوتی ہے جو اس میں رہنے والوں کے لیے رابطے کا ذریعہ ہوتی ہے، اس زبان میں تعلیم دی جاتی ہے، اسی میں تمام سرکاری امور طے کیے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سی مادری زبانیں معدومیت کے خطرے سے دوچار ہیں۔ اسلام کی بجائے وطن سے محبت اور وفاداری کا درس دیا جاتا ہے، چاہے یہ وفاداری اسلام کی قیمت پر کیوں نہ ہو۔

امت کو توڑنے میں سب سے بڑا حصہ وطنیت کا ہے، آج مسلمان جتنا اپنے ہم وطن کے لیے پریشان ہوتا ہے اتنا احساس وہ کسی دوسرے وطن کے مسلمان کے لیے نہیں رکھتا، الا ماشاء اللہ۔ کسی ایک مسلمان ملک پر حملہ ہوتا ہے تو باقی مسلمان ممالک اس سے لاتعلق رہتے ہیں، بلکہ ان کا مفاد ہو تو حملہ آور کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف شریکِ جنگ ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں شناخت قوم و قبیلہ کی بنیاد پر ہوتی ہے جبکہ افضلیت تقویٰ کی بنیاد پر، وطنیت میں شناخت وطن کے نام پر اور افضلیت حب الوطنی کے نام پر! اسی کے لیے جیتے مرتے ہیں، اس کی خدمت سعادت سمجھی جاتی ہے، وطن میں ساتھ رہنے والا کافر اپنا ہوتا ہے جبکہ دوسرے وطن کا مسلمان بھی غیر سمجھا جاتا ہے۔

جدید تعلیمی نظام:

ایک سیکولر وطن میں تعلیم، حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے، جس میں بنیادی تعلیم ہر شخص کا حق سمجھا جاتا ہے۔ بنیادی تعلیم میں عموماً زندگی میں کام آنے والے مختلف فنون پڑھائے جاتے ہیں۔ جس میں قومی زبان، ریاضی، انگریزی، سائنس، وطنی مطالعے کا مضمون جیسے یہاں مطالعہ پاکستان، اسلامیات وغیرہ شامل نصاب ہوتے ہیں۔ اسلامیات بھی دیگر مضامین کی طرح ایک مضمون سمجھا جاتا ہے، چنانچہ طلبا امتحان میں نقل کرتے ہوئے اس کو بھی دیگر کتابوں کی طرح پھاڑ کر اس کے ٹکڑے اپنی جیبوں، موزوں میں ٹھونستے ہیں اور اس کے بعد پھینک دیتے ہیں۔ تمام جماعتوں کی اسلامیات کی کتابوں کا آپ جائزہ لے لیں آپ کو تمام کتابوں کے مجموعے میں بھی پورا دین اور دینی فہم نہیں ملے گا۔ عموماً عبادات، چند ایک اخلاقی عادات اور معاشرت کے متعلق آیات، احادیث و مضامین ہوتے ہیں، جن کو پڑھ کر ایک مسلمان کا دین کے بارے میں وہی ناقص تصور بنتا ہے جو آج ہمارے ہاں معاشرے میں عام ہے... کہ دین' مسجد، نماز و اذان اور زیادہ سے زیادہ عبادات اور چند ایک اخلاقیات تک محدود ہے۔ عقیدہ، معیشت، سیاست، جہاد اور خلافت کے متعلق اصول و تفاصیل مغرب سے لیے جائیں گے، یہی سیکولر تصور ہے، جو اس نظام کے ذریعے پھیلایا جاتا ہے۔

وطن کی اکثریت اسی نظام و نصاب کے سائے تلے تعلیم پا کر نکلتی ہے۔ فوجی، پولیس، عدلیہ، سرکاری ملازم، معلمین سبھی اسی نظام تعلیم کے تحت پڑھ کر ہی آگے مختلف شعبوں میں چلے جاتے ہیں۔ نصاب بھی وطن ہی طے کرتا ہے، تعلیمی نظم بھی وہ بناتا ہے، اس کی بنیاد پر ڈگری بھی جاری کی جاتی ہے، اور ڈگری ہی حصول دولت و عزت کا مدار ہوتی ہے، تو اب چاہے اسلامیات ہو یا سائنس دونوں ہی ڈگری ہی کے لیے پڑھے پڑھائے جائیں گے۔ چنانچہ دینی علوم بھی دنیا کے لیے سیکھے سکھائے جاتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ دینی مدارس اور علمانہ ہوتے جن کی برکت سے ان کے ساتھ نسبت رکھنے والوں کا ذہن اسلام پر راسخ ہے تو نہ جانے کیا حال ہوتا؟

☆☆☆☆☆

امت مسلمہ: عروج وزوال کے تجزیوں کا تجزیہ

جنید عالم خان

عروج کے تمام راستے مادیت سے کیوں وابستہ ہیں؟

انیسویں صدی میں ترکی، مصر، ہندوستان اور ایران پر جدیدیت کا زبردست حملہ شروع ہوا اور مغرب نے مشرق پر یلغار کر کے خلافتِ عثمانیہ کو منتشر کر دیا۔ زوال کے اس مرحلے میں دانش وروں نے غور و فکر کا نیا سلسلہ شروع کیا لیکن نتائج عجیب تھے۔ عالمِ اسلام کے جدیدیت پسند مفکرین' مغربی تہذیب، مغربی فلسفے، اقدار، روایات اور تاریخ کو بغیر کسی مطالعے، نقد، محاکمے اور مباحثے کے، تاریخِ اسلام کے سنہری دور کا انعکاس بلکہ عکاس سمجھ رہے تھے اور مغرب کی سائنسی اور ٹیکنیکی برتری کو اسلام کا فیضِ جاریہ تصور کرتے تھے۔

بہت سے مفکرین کا یہ دعویٰ تھا اور آج بھی اس دعویٰ سے جدیدیت پسند دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں کہ مغرب کی تمام اقدار، روایات، تجلیات اور ترقیات' تاریخ و تہذیبِ اسلامی کا نمونہ ہیں۔ صرف کمی یہ ہے کہ مغرب کفر سے توبہ کر لے اور کلمہ طیبہ پڑھ لے۔ ان کا خیال ہے کہ عالمِ اسلام نے سائنس، پروگریس، ڈیولپمنٹ Rationality, Reason, Freedom, Free Society, Equality, Pluralism اور عقل کو جو اُن کی میراث تھے 'چھوڑ دیا، مغرب نے اُسے اختیار کر کے ترقی کی منازل طے کر لیں... لہٰذا ہمیں اپنے تاریخی ورثے کو جو مغرب کے پاس ہے واپس لے کر ایک نئی دنیا کی تعمیر کے لیے کمربستہ ہونا چاہیے... اس طرح عالمِ اسلام کے تمام جدیدیت پسندوں کے یہاں اسلامی ترقی کا تمام تر تصور محض مادیت پر مبنی ہے جس میں روحانیت کی کوئی جگہ نہیں... خود مغرب میں ترقی کا فلسفہ ۱۹۵۰ء سے پہلے سے موجود نہ تھا۔ یہ اصطلاح بھی موجود نہ تھی تفصیل کے لیے [Development Dictionary] کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے جو [Zed Books London] نے شائع کی ہے۔

یہ مادیت [Materialism] کہیں ریاست کے ذریعے اور کہیں معیشت، حکومت، سیاست، انتخابات، ایجادات، وسائل میں اضافہ، تعلیم بالغان اور تکنیکی تعلیم، مسلم قوم پرستی، جدید تعلیم، جدید سائنس و سوشل سائنس، طاقت، اور قوت کے مادی مظاہر کے ذریعے امت مسلمہ کے عروج کے خواب دیکھتی ہے۔ اس سفر میں کہیں بھی ایمان، دین، اسلامی مابعد الطبیعیات، روحانیت، آخرت' زادِ سفر کا درجہ اختیار نہیں کرتے۔ زوال سے نکلنے کی ہر راہ ہر دریچہ مادیت کی دنیا میں کُھلتا ہے، کامیابی کی واحد کنجی مادی ترقی ہے، اس جدید منصوبے کے تحت اسلامی شریعت وروحانیت اور مابعد الطبیعیات کے جدید متبادلات عہدِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی تعمیر و تشکیل جدید کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جس کا اصل ہدف زیادہ سے زیادہ تمتع فی الدنیا اور تسخیر فی الارض کے سوا کچھ اور نہیں۔ ان جدید فقہی متبادلات کے تحت اسلامی طرزِ زندگی بے معنی ہو جاتی ہے...

اسلام کے غلبہ کا مطلب دنیا میں اور اہلِ دنیا میں تصورِ آخرت کا غلبہ ہے... جب دنیا اس قدر حقیر ہو جائے جس طرح ایک مری ہوئی بکری جسے کوئی دام لے کر بھی لینا پسند نہ کرے غلبۂ اسلام کا مقصد نفسانی تقاضوں کو کم کرنا، دنیا سے تمتع کی حدود مقرر کرنا، نفس کے شریر تقاضوں کی تحدید کرنا، اس کو تہذیب سے آراستہ کرنا، مادیت کے صحرا میں گم ہونے سے بچانا، بندۂ درہم ودنیا کو بندۂ خدا بنا کر طالبِ آخرت بنانا، عقل و نفس کو نص کا درجہ دینے کے بجائے اللہ کی رضا اس کی معرفت اور اس کے خوف کو اصل مقصد سمجھنا ہے۔ دین کا احیاء، امت مسلمہ کا عروج' فی الاصل صدرِ اول کے روحانی معاشرے کی بازیافت اور اس انسان کے حصول کا نام ہے جسے صدرِ اول نے ایک مستقل نمونے کے طور پر تشکیل دیا تھا۔ مسلمان خیر القرون میں جس منہاج کے تحت کمال یافتہ تھے اب حالتِ زوال سے نکال کر انھیں اسی مرتبۂ کمال پر فائز کرنا مقصودِ دین ہے... اس کے سوا غلبۂ دین کا کوئی مقصد نہیں...

لہٰذا غلبۂ دین کی کوئی حکمت عملی اگر روئے ارض تسخیر بھی کر لے لیکن ان مقاصدِ شریعت سے غافل رہے تو یہ غلبہ امت مسلمہ کا غلبہ نہیں بلکہ مسلم قومیت کا غلبہ ہوگا۔ مسلمانوں کے زوال پر عربی فارسی، اردو اور انگریزی میں اب تک راسخ العقیدہ نقطۂ نظر سے جو کچھ لکھا گیا ہے اور اس سلسلے میں زوال کے جتنے ذیلی، ضمنی اسباب بیان کیے گئے ہیں ان کو ایک مرکزی سبب میں مرکوز کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ "اسلام کے مقصود سے غفلت اور اس کے حصول کے لیے شعوری کوشش کا فقدان"... اسلامی معاشرہ بالفعل موثر نہیں رہا جب اس نے اپنے منصب [شہادة علی الناس] سے گریز کیا اور اس نے اپنے منصب سے روگردانی تب کی جب اسلام کے اس مقصود سے غفلت کی جو دین کی طرف سے عائد ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی فتوحات کا مقصد زمینی فتوحات نہیں قلوبِ انسانی کی فتوحات ہے یعنی لوگوں کو دائرۂ اسلام میں کثرت سے داخل کرنا، اس راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے جہاد بھی ایک موثر ذریعہ ہے... بلکہ توسیعِ دعوت کی روحانیت' جہادی جذبے میں مقید ہے...

اگر اسلامی سلطنت پھیل رہی ہو اور لوگ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو رہے تو یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ لوگ دینِ حق سے کیوں متاثر نہیں ہو رہے؟

یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اسلام کا سیاسی پہلو وسیلہ ہے یا مقصود؟ قرآن میں اس کی تین جہات ملتی ہیں۔ اولاً یہ کہ انسان کو دنیا میں خدا کے خلیفہ کے طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس منصب کی تکمیل کے لیے اسلامی ریاست کی تشکیل اور قیام بھی ایک درجے میں مقصود قرار پاتا ہے اور صرف وسیلہ نہیں رہتا۔ دوسری طرف قرآنی اصولوں پر ریاست کا قیام ایک لازمی وسیلہ بنتا ہے کیونکہ حدود و تعزیرات کا نفاذ اور قیامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کا نظام 'حکومت کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتا... لہٰذا حکومت کے بغیر شریعت پر مکمل عمل درآمد ممکن ہی نہیں رہتا۔ دوسرے یہ کہ ترویجِ اخلاق و احکام اس وقت تک ناممکن ہوتا ہے جب تک فضائلِ اخلاق کے حصول کی راہ میں حائل خارجی موانع رفع نہ ہوں... جہاد کے بغیر رکاوٹوں کا خاتمہ ممکن نہیں، اس کے لیے ریاست کی قوت ضروری ہے۔ نیز اللہ نے خلافت کا وعدہ ایمان اور عملِ صالح سے مشروط کیا ہے اور خلافت ارضی کے صرف چار مقاصد بیان کیے ہیں

۱۔ الصلوٰۃ ۲۔ الزکوٰۃ

۳۔ امر بالمعروف ۴۔ ونہی عن المنکر

استخلاف فی الارض کا مقصد اللہ کے کلمے کی بلندی ہے اور وہ حالات، اسباب، مواقع اور راستے مہیا کرنا جس کے باعث کسی شخص کے لیے 'الحق' کی شناخت محال نہ رہ سکے۔ نتیجہ یہ کہ اسلام ایسے افراد کا معاشرہ تخلیق کرنا چاہتا ہے جو روحانیت کے حامل اور فضائل اخلاق کے لیے کوشاں ہوں اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ میں اِس دنیا میں اللہ کا حکم نافذ کرنا چاہتے ہوں۔

بنابریں اہلِ اسلام کے عروج کا دارومدار اس آدرش کے حصول کے لیے جدوجہد پر ہو گا اور ان کے زوال کا سبب اس سے غفلت قرار دیا جائے گا۔ اس اعتبار سے دیکھیے تو مسلم دنیا کا زوال اس چیز کا شاخسانہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو ایک ذاتی شخصی معاملہ بنا کر رکھ دیا اور خلافت کو صرف ضرورت اور مصلحت کی چیز بنا لیا۔ مسلمانوں کا عروج یہ ہے کہ اسلام کے دامن میں روئے ارض کے تمام لوگ پناہ لے لیں اور اپنے رب کی اس جنت کے طلب گار و حق دار ہو جائیں جس کی وسعت زمین و آسمان سے زیادہ ہے... کامیاب وہ ہے جو روزِ آخرت اپنے رب کے حضور کامیاب ہو جائے۔

جہاد، دعوت، تبلیغ، تعلیم، ریاست، حکومت، خلافت، امارت، قوت، شوکت 'صرف اور صرف لوگوں کو روزِ آخرت میں فوز العظیم کے قابل بنانے کے لیے ہیں... ان معنوں میں امت مسلمہ کا زوال اس دن سے شروع ہوا جس دن سے لوگوں کے قلوب کو تسخیر کرنے کے بجائے تسخیرِ ارض اور تسخیرِ کائنات، شان و شوکت، رعب و دبدبہ، ترقی، برتری، طنطنہ، ہمہمہ، غلغلہ، طبل و عَلَم، جاہ و حشم، لشکر و سپاہ، اس امت کے اصل اہداف ٹھہرے! ہندوستان اور یورپ اسلام کے دائرے میں اس لیے نہ آسکے کہ خلافتِ اسلامیہ نے تسخیرِ ارض پر توجہ دی اور سترہویں صدی کے بعد تسخیر ارض کی صلاحیت کھونے کے بعد پوری امت مسلمہ 'تسخیرِ کائنات کے مغربی سائنسی خلجان میں مبتلا ہو گئی...

تسخیر کے ایک چکر سے نکلے تو دوسرے گورکھ دھندے میں گرفتار ہو گئے۔ لہٰذا یہ امت دوہرے عذاب کی حق دار ٹھہری ہے... پہلے کم از کم دین کی دولت تھی یعنی خلافت اور حکومت میں اسلام 'قانونِ ریاست [Public Law] تھا۔ اب تسخیرِ کائنات، بنیادی حقوق انسانی، ترقی آزادی، مادی فتوحات کُل عالمِ اسلام کا متفقہ مشترکہ **Public Law** ہو گیا ہے... لہٰذا دین کی دولت بھی گئی اور اب دنیا کی دولت بھی باقی نہیں رہی... دین و دنیا کی دولت صرف ایمان، عمل صالح اور صبر و شکر کے ذریعے ملتی ہے، اس کے سوا کوئی راستہ ہمارے رب نے ہمیں نہیں بتایا۔ لیکن اٹھارہویں صدی کے بعد عالم اسلام میں عروج کے لیے جتنی تحریریں لکھی گئیں ان میں مادیت کو مرکزی مقام دیا گیا۔ عروج کے لیے مادیت پرستی کا نقطۂ نظر جو اٹھارہویں صدی سے عالم اسلام میں عام ہوا، اس کی بنیاد ہندوستان میں رکھی گئی۔ اس نقطۂ نظر کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ علامہ اقبال جیسا عبقری بھی ان افکار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

مادی ترقی اور عروج کے ان افکار سے پہلے مغربی تہذیب و تمدن سے براہ راست مشاہداتی واقفیت کے ضمن میں عالم اسلام میں بہت کم نام ملتے ہیں لیکن ان میں سب سے اہم نام ہندوستان کے سیاح ابو طالب خان کا ہے جن کی کتاب "مآثر طالبی فی بلاد افرنجی" میں مشاہدات یورپ پہلی مرتبہ تحریر کیے گئے جو ان کے سفر یورپ [۱۸۰۳ـ۱۷۹۹ء] کے تاثرات پر مشتمل ہے۔ یہ ان پہلی تصانیف میں سے ہے جس میں کسی مسلمان نے موجودہ مغربی تمدن سے عالم اسلام کو روشناس کرایا ہے۔

ابو طالب کی یہ تصنیف مشہور مصری عالم اور ماہر تعلیمات رفاع رفع الطہطاوی کے مشاہدات سے چوتھائی صدی قبل ضبط تحریر میں آچکی تھی۔ قبل ازیں ہندوستان کے اعتصام الدین 'مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی کے سفیر کی حیثیت سے ۱۷۶۶ء میں یورپ کے دورے پر گئے تھے اور وہاں کے تاثرات قلم بند کیے تھے۔ ان تاثرات کے ذریعے مسلمان مفکرین کی توجہ فکر مغرب کی ترقی اور برتری پر مرکوز ہو گئی اور مسلمانوں کے زوال کا واحد سبب مادی ترقی میں پسپائی کو قرار دیا گیا۔ یہ نقطۂ نظر اس قدر شدت سے عالم

اسلام پر اثر انداز ہوا کہ جمال الدین افغانی، عبدہ، سرسید سے لے کر راسخ العقیدہ مسلم مفکرین اور عہد حاضر میں مصر کا جدید اسلامی مکتبۂ فکر["حزب وسط"] جو اخوان کا منحرف گروہ ہے کے محمد الغزالی مرحوم اور یوسف القرضاوی جیسے علماء کی تحریریں بھی مسلمانوں کے مادی زوال پر نوحہ کناں ہیں۔

اس نوحہ خوانی کا مرکزی مرثیہ جس کا متن یوسف قرضاوی، محمد الغزالی اور حزب وسط مصر کی کتابوں، تحریروں تقاریر سے اخذ کیا گیا ہے اس کے مطابق "اسلام سائنس ہے اور سائنس اسلام"، "دنیا کو جنت بنانا عین دین ہے"، "اپنی دنیا کو دین سے منقطع کیے بغیر طبعی دنیا کے خوشوں کو امکان کی آخری حد تک حاصل کرنے کی کوشش کرنا، خوشیوں کے خوشے چُننا، آخری حد تک نعمت دنیا سے متمتع ہونا دین کا مطلوب و محمود و تقاضہ ہے"، "جو زندگی مادی ترقی، ارتقا اور فلاح کے سوا کچھ نہیں وہ گناہ عظیم ہے"، "پیداواری عمل عبادت کی بہترین شکل ہے"، "اہل الذکر، راسخون فی العلم، اولوالالباب علماء سے مراد وہ سائنس داں ہیں جو انسانیت کی فلاح کے لیے، اللہ کی عیال کی صلاح کے لیے شب و روز تجربہ گاہوں میں ایجادات کا انبار لگا رہے ہیں"، "صحیح اسلامی شعور کا مقصد اس زندگی اور دنیا کی احسن طریقے سے تعمیر ہے"، "گٹر بنانا عبادتِ رب کا بہترین ذریعہ ہے، سب سے بہترین عمل لوگوں کی ضروریات پوری کرنا ہے"، "مفاد عامہ [General interest] پر مبنی ہر اصول کا نام شریعت ہے"، "عالمگیر معاشرہ صرف اور صرف اقوامِ متحدہ کے منشور حقوق انسانی کی روشنی میں تعمیر کیا جاسکتا ہے"۔

اخوان المسلمین کے منحرف گروہ "حزب وسط" مصر کی جدیدیت ایک نئے انداز کی جدیدیت ہے، جو اسلامی تاریخ میں خطرناک شگاف پیدا کر رہی ہے اس کی تفصیل ہارورڈ یونی ورسٹی سے شائع ہونے والی کتاب [Islam without fear] میں پڑھی جاسکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ۔ [اس کی تفصیلات ساحل اکتوبر ۲۰۰۵ء کے شمارے میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے]۔

عالم اسلام کو جدیدیت کے ذریعے مغرب میں سمونے کا کام کئی سطحوں پر کیا گیا اور اس کی بنیاد 'زوال سے نکلنے اور عروج حاصل کرنے کی واحد جستجو تھی۔ دوسرے معنوں میں اخلاق روحانی واعتقادی اور عملی زوال سے نکلنے کی آرزو۔ زوال کا مطلب صرف یہ لیا گیا کہ ہم سیاسی عسکری غلبے سے محروم ہوئے اور تسخیر فی الارض کی صلاحیت ختم ہوگئی جس کے نتیجے میں تمتع فی الارض کے مقصد کو بھی ضعف پہنچا اور معیارِ زندگی اور مادی ترقی کے اہداف بھی معرض خطر میں پڑ گئے۔ زوال کے مختلف تجزیوں کی اندرونی لہر شاید ایک ہے۔ زوال کو کئی طریقوں سے دیکھا گیا اور اسے روکنے کی جدت پسندانہ کوششیں کئی زاویوں سے کی گئیں مثلاً تاریخ، ادیانِ عالم، عقلی سرگرمی اور تصوف کی سطح پر رینے گینوں اور روایت کا مکتبہ فکر، تہذیب کی سطح پر سرسید احمد خان، مفتی عبدہ، مسلم قومیت کی سطح پر جمال الدین افغانی اور عالم اسلام میں آزادی کی تحریکوں کے قائدین، فلسفے کی سطح پر علامہ اقبال، سیاست کی سطح پر قومی سیاسی جماعتوں کے استعمار پرست رہنماؤں کی حکمت عملی اور حزب وسط مصر کی سیکولر سیاست جدیدیت پسند علمائے عرب، معاشرت کی سطح پر نکاح المیسار بذریعہ یوسف قرضاوی، سائنس کی سطح پر سرسید احمد خان، افغانی، عبدہ، جوہر طنطاوی، معیشت کی سطح پر اسلامی بنکاری جس کی طاقت ور ترین علامت مفتی تقی عثمانی صاحب ہیں...

ان میں سے اکثر لوگوں کے اخلاص میں شاید شبہ کی گنجائش بہت کم ہو لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان تمام فضلاء وعلماء نے نہایت اخلاص کے ساتھ مغربیت، جدیدیت کو اسلامی معاشروں میں سمونے کے لیے نادانستہ طور پر یا دانستہ طور پر اہم خدمات انجام دی ہیں... جس کے نتیجے میں عالمِ اسلام کی غلامی کی زنجیریں اور مضبوط ہوگئیں اور زوال کی رات مزید گہری ہوگئی۔

ان مصلحین، مفکرین اور جدیدیت پسندوں کو یہ معلوم نہیں کہ دنیا کی تمام تہذیبوں میں سائنسی اور دنیاوی ترقی کا نقطۂ عروج ہی ان کا دورِ زوال ثابت ہوا۔ عراق میں بابلی تہذیب، مصری تہذیب، رومی، چینی، ہندوستانی، یونانی تہذیبوں کے تحقیقی مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر صورتوں میں زیادہ فعال سائنسی سرگرمی فی الحقیقت ان تہذیبوں میں اس وقت دیکھنے میں آئی جب وہ تہذیبیں مر رہی تھیں... دنیا کی معلومہ تاریخوں کے بارے میں جارج سارٹن کی تحقیق کے مطابق تہذیبوں میں سائنسی ترقی اور سائنسی عروج ان کے دورِ زوال میں شروع ہوتا ہے۔

بابلی تہذیب میں جو اپنے عظیم سائنسی شاہکاروں کی وجہ سے مشہور ہے، سائنس نے اس وقت عروج پایا جب وہ تہذیب ختم ہو رہی تھی۔ ہندوستان میں موہنجوڈرو کی تاریخ و تہذیب جس نے ترقی و کمالات کی بے شمار منزلیں طے کرلیں تھیں، جن کی برآمدات مصر تک جاتی تھیں، جن کے طرزِ تعمیر میں نکاسی آب کا عجیب و غریب نظام موجود تھا، جو آج بھی موہنجوڈرو کے قریبی شہر لاڑکانہ میں جزوی طور پر میسر ہے اور اس نظام کی حالت بھی یہ ہے کہ امراء کی کوٹھیوں میں گندے پانی کی نالیاں بہہ رہی ہوتی ہیں لیکن پانچ ہزار سال قبل گندے پانی اور غلاظت کی نکاسی کا عظیم الشان نظام وہاں قائم تھا۔ موہنجوڈرو میں سماعت گاہیں، دارالاقامہ، جامعات کی عمارات غیر معمولی کارنامے ہیں... لیکن یہ تمام تر

ترقیات ان قوموں کے دورِ زوال میں نقطۂ عروج پر پہنچ چکی تھیں۔ ترقی ان کے زوال کی رفتار کو تیز تر کرنے کا سبب بنی، زوال کی رفتار کم کرنے یا اسے روکنے کا سبب نہ بن سکی۔

یونانی تہذیب کا حال بھی ایسا ہی تھا...یونانی سائنس کے عظیم شاہکار مثلاً بطلیموس اور اقلیدس اور ان کے معاصرین کے کارنامے اس وقت ظہور میں آئے جب یونان کے حصے بخرے ہوگئے تھے، اس کا مذہب مر رہا تھا، اس کی ثقافت دم توڑ رہی تھی اور اس کی سیاسی زندگی پر رومیوں کا تسلط قائم ہو رہا تھا...

کیا مغرب کی سائنسی ترقی کا مطلب 'زوال کے سوا کچھ اور بھی ہے؟ بعض سائنسی علوم کے حوالے سے مصری تہذیب کی بھی یہی کیفیت تھی...حالت مرگ میں مصری سائنس نے زبردست برگ و بار پیدا کیے، لاشوں کو حنوط کرنے کا عظیم الشان سائنسی طریقہ، اہرام تعمیر کرنے کی سائنس و ٹکنالوجی' جس کا تصور عصرِ حاضر کا جدید انسان اور جدید سائنس تصور میں لانے سے قاصر ہے لیکن اہرامِ مصر کی سائنس 'زوال کی سائنس ہے جس کا دور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوگیا اور بنی اسرائیل اس خطے کے وارث بنا دیے گئے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام نے اپنی قیادت و سیادت کے طویل دور میں مصری تمدن و طرز تعمیر کی پیروی نہ کی۔ انبیاء علیہم السلام صرف نئی مابعد الطبیعیات ہی نہیں دیتے، وہ قدیم نظام، اس کے اداروں، اس کے علومِ عقلیہ کو بھی تہس نہس کر دیتے ہیں۔ وہ تہذیبیں جو اپنی اساس 'مادی ترقی اور شان و شوکت پر رکھتی ہیں ان کے نام لیوا مٹ جاتے ہیں...وہ تہذیبیں جو اپنی اساس 'للّٰہیت، روحانیت، ایمان، یقین اور ذات الٰہی و سنت محبوب الٰہی پر رکھتی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قیامت تک امر کر دیتا ہے۔

وہ لوگ قرآن کو جدید سائنسی انقلاب کی کلید قرار دیتے ہیں یہ نہیں بتاتے کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں کوئی سائنس داں کیوں پیدا نہ ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ قوموں کی ترقی اور طرزِ تعمیر کیوں عطا نہیں کیا گیا؟ قرآن میں انبیاء علیہم السلام کو ہدایت دی گئی کہ جب بھی زمین پر اقتدار ملے تو وہ صلوٰۃ و زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کریں...سائنس کا نظام قائم کرنے کا حکم انہیں نہیں دیا گیا...

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم غلام تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم بالغان کے مراکز، سائنس و ٹکنالوجی کی تعلیم عام کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ یہ حکم دیا کہ وہ چند کمرے حاصل کر کے صلوٰۃ کا نظام قائم کریں...انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین 'صحیفہ آسمانی کے معانی تک رسائی رکھتے تھے لیکن کسی نبی نے سائنسی انقلاب برپا نہیں کیا۔ عاد، ثمود، اصحاب ایکہ، قوم تبع، قوم سباء کو اپنے عہد میں ٹکنالوجی میں کمال حاصل تھا لیکن انبیاء علیہم السلام نے ان کا مقابلہ ان کے ہتھیاروں سے نہیں، اللہ کے عطا کردہ ایمان، یقین، وحی اور نقل کے ذریعے کیا۔

لہٰذا یہ تصور ایک باطل تصور ہے کہ سائنس و ٹکنالوجی کا مقابلہ صرف اور صرف سائنس و ٹکنالوجی ہی سے کیا جا سکتا ہے...انبیاء علیہم السلام کی پوری تاریخ اس فلسفے کے استرداد کا قرآنی ثبوت ہے۔ یہاں لفظ "صرف" پر غور کرنے کی ضرورت ہے، عقلی علوم فرضِ کفایہ کے درجے میں ہیں، اپنی استعداد و استطاعت کے مطابق ان کا حصول لازم ہے لیکن اس کا مطلب اِن علوم کے حصول تک جدوجہد کو ملتوی کرنا نہیں جو صرف اور صرف کفار کی دسترس میں ہیں، خفیہ ہیں وہ ہمیں یہ علوم دینے پر آمادہ بھی نہیں اور ہم چوری کے ذریعے ان علوم کی تحصیل کرنے میں بھی ناکام ہیں۔

ٹیکنو سائنس کے علوم اگر چوری بھی کر لیے جائیں تو ان کو پیکرِ مادی میں ڈھالنے کے لیے جو ادارے، آلات، ڈھانچے اور سانچے درکار ہیں اس کے لیے جس ادارتی صف بندی اور وسائل کی فراوانی کی ضرورت ہے، اس کے بغیر ان چوری شدہ انکشافات و ایجادات کو روبہ عمل لانا محال ہے...اب ایک محال شے کے انتظار میں امت اپنے فرائض دینیہ کیا صبحِ محشر تک معطل رکھ سکتی ہے؟

مغرب و مشرق کے عروج و زوال کے فلسفے کی راکھ سے انیسویں اور بیسویں صدی کی "مسلم جدیدیت" کا آغاز ہوا۔ مسلم جدیدیت کے نقطۂ نظر کے پس پشت خلافتِ ارضی کے زوال کا زیرِ لب مرثیہ ہے۔ زوال کی موجِ خوں سر سے گزر گئی اور مسلمان قوت، طاقت اور حاکمیت سے محروم کر دیے گئے، لہٰذا عروج کے لیے طاقت، علم، قوت، سائنس مغرب کا طریقہ علم و زندگی، مغربی آدرش، اقتدار اور استخلاف فی الارض ہی اصل اہداف ٹھہرے۔

حیرت انگیز طور پر تمام قوم پرست، جدید بنیاد پرست، سیاسی احیائی تحریکوں، جدیدیت پسند طبقات اور روایت پسند مفکرین کے یہاں عروج اور اقتدار کی زیریں لہریں مشترک ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا زوال اس وجہ سے ہوا کہ وہ عقلی علم و ہنر فنون میں اور تسخیرِ کائنات میں پیچھے رہ گئے۔ مغرب نے ان میدانوں میں سبقت حاصل کی۔

عروج و زوال سے متعلق گزشتہ دو سو برس کے تجزیوں میں متفقہ تجزیہ یہی ہے کہ جدید عقلی علوم کے ذریعے ہی اسلام کا غلبہ قائم ہوگا، اس کے سوا کامیابی اور کامرانی کا کوئی راستہ نہیں ہے، یہ رویہ خالصتاً غلامانہ سوچ کا آئینہ دار ہے۔ اگر مغرب کے راستے کو کاملاً اختیار کر لیا جائے تو مشرق مغرب بن جائے گا مگر روحانی اور اخلاقی طور پر مغرب سے بدتر ہوگا۔

غلبے کی تشخیص اور تجزیے میں ایمان، روحانت، اعمالِ صالحہ، تبلیغ اور دعوتِ دین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے اندلس میں زبردست مادّی ترقی کی لیکن روحانی طور پر وہ غیر مسلموں کو متاثر نہ کرسکے لہٰذا ہمیشہ اقلیت میں رہے۔ اندلس یورپ میں اسلام کی اشاعت نہ کرسکا۔ اندلس کی مادی ترقی، سائنس، فلسفہ، فنِ تعمیرات کا تاریخ میں ذکر ضرور ہے لیکن یہ مادیت 'یورپ میں اسلام کے اثر و نفوذ کے لیے کوئی کردار ادا نہ کرسکی، یہ مادی ترقی تو مسلمانوں کو تباہی سے بھی نہ بچاسکی۔

ایمان ایک قلبی کیفیت ہے جو روحانی واردات سے متاثر ہوتی ہے۔ مادی مظاہر سے دنیا کی تاریخ میں آج تک کسی کو ایمان و عقیدے کی دولت نصیب نہیں ہوئی۔ اس لیے آثار قدیمہ، تعمیرات، تہذیب و تمدن سے متعلق کتابوں میں اندلس اور ہندوستان کا بہت ذکر ملتا ہے۔ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں ملتا...جب کہ روحانیت کا اصل سرچشمہ آج بھی مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے! عالم انبیاء کی صرف دو عمارتیں ان کے عظیم الشان عقلی علوم کی یاد دلاتی ہے خانہ کعبہ اور وہ حجرۂ نبوی جہاں ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح محشر تک آرام فرما ہیں...ہماری تاریخ میں مادیت کے یہی دو نشان نمایاں ہیں۔

اس لیے تمام جدیدیت پسند حسین نصر، قرضاوی وغیر ھم مدینہ منورہ کے بجائے اندلس کو مثالی ریاست کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ خلافتِ عثمانیہ اور مغلیہ سلطنت نے اپنے زیرِ تسلط علاقوں میں اسلام کی دعوت کو عام کرنے اور دائرہ اسلام کو وسیع کرنے پر کوئی توجہ نہ دی۔ یہ تمام سلطنتیں مادی طور پر بہت مستحکم سلطنتیں رہیں۔ لیکن رعایا پر یہ روحانی برتری قائم نہ کرسکیں۔ انھوں نے زمین مسخر کرلی، دل مسخر نہ کرسکے۔ لہٰذا یورپ و امریکہ، روس اور وسط ایشیا، ہندوستان اور چین دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوسکے، اسلامی سلطنت ،خلافت ،ریاست ،حکومت کا اصل مقصد تسخیرِ قلوبِ انسانی کے ذریعے دنیا کے ہر شخص کو جنت میں داخلے کا اہل بنانا ہے نہ کہ تسخیر فی الارض ع جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ دعوت سے اغماض ہی اسلامی ریاستوں اور خلافت کی ناکامی تھا لیکن عروج و زوال کی تمام قدیم و جدید بحثوں میں اس بحث کا ذکر نہیں۔

عروج و زوال کی بحث کرنے والے مفکرین اپنے تجزیوں میں یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ خلافت عباسیہ جو ٹیکنالوجی میں منگولوں اور تاتاریوں سے برتر تھی اور تہذیب و تمدن میں اس کا ان سے کوئی مقابلہ نہ تھا آخر کیسے شکست کھا گئی؟ ایک غالب اور برتر تہذیب وحشیوں کی یلغار کا سامنا کیوں نہ کرسکی؟ یہ مفکرین یہ بھی نہیں بتاسکتے کہ شکست خوردہ اسلامی تہذیب صرف پچاس سال کے عرصے میں بغیر کسی مادی ترقی کے دوبارہ کیسے غالب آگئی اور وہ کون سی سائنس، ٹکنالوجی، علوم اور فلسفے تھے جس نے چنگیز کے پوتے برکائی [یا زیادہ مشہور برکہ خان] کو قبولیتِ اسلام کے لیے آمادہ کیا اور طاقت کا توازن آناً فاناً تبدیل ہوگیا۔ اس سوال پر بھی غور نہیں کیا جاتا کہ ترکوں کا سیلاب ویانا میں کیوں داخل نہ ہوسکا جب کہ یورپی حکمران ٹیکنالوجی اور سائنس میں خلافتِ عثمانیہ کے مقابلے میں برتری کے حامل نہیں تھے۔ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت اور ریاستیں انگریزوں سے کیوں شکست کھا گئیں جب کہ اس وقت عسکری سطح پر دونوں گروہوں کے پاس کم و بیش توازنِ طاقت برابر تھا۔ پورے ہندوستان کو فتح کرنے والی انگریزی فوج کی تعداد صرف چند ہزار تھی۔ لیکن ہندوستان کیوں کر سرنگوں ہوگیا۔

لہٰذا مسئلہ صرف فنون، علوم، سائنس اور ٹیکنالوجی کا نہیں ہے، مسئلہ اس سے بڑھ کر گھمبیر ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ان اہم تاریخی مباحث کو یہ مفکرین دانستہ نظر انداز کر کے زوال کے سطحی تجزیے پیش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں زوال گھمبیر ہوتا جارہا ہے۔ ترکی، مصر، ملیشیا نے مغربی تہذیب اور تعلیم و ثقافت کو اختیار کرلیا تو وہاں کیا انقلاب برپا ہوا؟ ایک انقلاب تو ہر شخص کو نظر آرہا ہے کہ اسلامی عصبیت، روایت، معاشرت ان خطوں میں مسلسل کمزور ہورہی ہے اور مغربی ثقافت تہذیب اور معاشرت کو فروغ حاصل ہورہا ہے۔ ترکی کے مسلم وزیر اعظم کی اہلیہ اور امریکہ کی خاتون وزیر خارجہ کے لباس میں ہمیں سوائے حجاب کے کوئی فرق نظر نہیں آتا، دونوں کا مردوں کے مابین مسکراتے ہوئے تصویر کھنچوانا، عالمی قدر تسلیم کرتے ہیں۔ سرسید کی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا خواب پورا ہوگیا لیکن اس جامعہ کے ذریعے کیا عروج کا وہ سفر طے ہوگیا جس کی آرزو کی گئی تھی ؟ اس جامعہ سے شائع ہونے والی کتنی کتابیں آج دنیا بھر کی جامعات میں پڑھائی جارہی ہیں؟ کتنے سائنس دان فلسفی اور مفکرین جامعہ ازہر، جامعہ علی گڑھ سے نکلے جنہیں عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا؟

جدیدیت پسندوں کے یہاں ایک لہر مغربی علومِ عقلیہ سائنس و سوشل سائنس کو عروج کا ذریعہ سمجھتی ہے، دوسری لہر صرف جدید سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی کو اور تیسری لہر مغربی علوم کے ساتھ ساتھ مغربی ثقافت کو۔ ان تینوں لہروں میں ایک اندرونی غیر محسوس ادغام دنیا پر مادی غلبے اور بالادستی کا تصور ہے، جدیدیت پسندوں کے یہاں یہ بالادستی دعوت ایمان، قلوب کی تسخیر، دین کے لیے محنت، پیغامِ محبت، عملِ صالح، اتحاد، اجماع اور جہاد کے مراحل کے فلسفے کے بغیر صرف سائنسی علم اور معیشت کی طاقت پر اصرار کرتی ہے۔ طاقت کے مختلف مظاہر اسی حکمت عملی کا شاخسانہ ہیں۔

کیا عروج صرف سائنس کے ذریعے اور مادی ترقیات کے بغیر نہیں مل سکتا؟ کیا فتح کا واحد راستہ جنگ، پیسہ، علم ہے؟ کیا فریق مخالف کو سرنگوں کیے بغیر فتح کا کوئی امکان نہیں؟ اس تاریخی مغالطے کی تشریح جدیدیت پسندوں اور احیائی تحریکوں میں بنیادی نوعیت کے نظریاتی فرق کے باوجود یکساں ہے۔ دونوں کے یہاں اقتدار، حکومت، غلبہ، تسلط، تمکن و استخلاف فی الارض، علوم عقلیہ طاقت، علم، سائنسی ترقی کے بغیر مسلمانوں کے غلبے کا واضح شعور اور تصور نہیں ملتا۔ غلبے کے تمام ذرائع صرف مادیت اور اکثریت کے فلسفے پر انحصار کرتے ہیں۔ اس طرح جدیدیت پسند اور دیگر طبقات کا نقطۂ نظر اُمت سے سمٹ کر قوم پرستی کے دائرے میں آجاتا ہے کہ ایک قوم کو ہٹا کر دوسری قوم کو بام عروج پر لایا جائے۔ قومیت، عالمگیریت اور آفاقیت کی نفی کرتی ہے، اور زمان و مکان میں محصور ہوتی ہے جب کہ اسلام قومیت کی نفی کرکے امت کی تشکیل کرتا ہے کیونکہ

"گھر اس کا بخارا نہ بدخشاں نہ سمرقند"

امت عالمگیر ہے، اسی لیے اسلام کی دعوت بھی عالمگیر ہے، امت کی بنیاد محبت پر ہوتی ہے قومیت کی بنیاد محبت نہیں نفرت ہوتی ہے۔ لیکن احیائی تحریکیں بہر حال راسخ العقیدہ دین سے مخلص، اپنے افکار میں واضح اور امت سے وابستہ ہیں اور ان ماخذاتِ دین پر یقین رکھتی ہیں جس پر تعاملِ امت اور اجماعِ امت ہے۔ قدیم اور جدید راسخ العقیدہ اور جدیدیت پسند مفکرین کے یہاں اس بات کا کوئی ادراک نہیں ہے کہ سلطنت روما کو عیسائیت نے ٹکنالوجی کے بل پر شکست نہیں دی، روما جیسی عظیم الشان سلطنت فتح کرنے والے گدھوں پر سوار تھے، حملہ آوروں کی دعوت نے قلوب مسخر کر لیے تھے۔ روس کو امریکہ نے عسکری میدان میں شکست نہیں دی بلکہ روسی عوام کا نظریہ زندگی بدل دیا، انھیں لبرل بنا دیا گیا۔ یہ جنگ' میدان جنگ میں نہیں عقیدہ اور نظریہ کی تبدیلی کے ذریعے کی گئی۔

یہی صورت حال چین کے ساتھ درپیش ہے، سرمایہ دارانہ نظام کے باعث چین کا تشخص ختم ہو گیا ہے وہ نظریاتی اساس کھو بیٹھا ہے۔ چین اور روس مارکس ازم کی مابعد الطبیعیاتی اساس پر کھڑے تھے جہاں لذت و تمتع فی الارض مارکس کی یوٹوپیائی کمیونسٹ جمہوریہ کا مقصدِ حقیقی تھا۔ لبرل ازم اور سوشلزم و کمیونزم میں لذتوں اور مادہ پرستی کے حصول کے طریقوں میں اختلاف رہا، لبرل اسے مارکیٹ کے ذریعے سریع الحصول سمجھتے تھے جب کہ دوسروں کا خیال تھا کہ یہ پلاننگ کے ذریعے موثر رہے گا۔ ایک فرد کے لیے لذتوں کے حصول کا اس کی اہلیت و صلاحیت [Effeciency Principle] کے مطابق قائل تھا دوسرا لذتوں کا حصول ریاست کی سرپرستی، نئی مساوات کے اصول کے تحت قائل تھا کہ ہر فرد یکساں اہلیت نہیں رکھتا، لہٰذا لذتوں کا حصول مارکیٹ میکانزم کے ذریعے ہر فرد کے لیے یکساں طور پر ممکن نہیں۔ اسے محض ریاست ہی ممکن بنا سکتی ہے…

لیکن جب یہی مقصد لبرل کارپوریٹ ملٹی نیشنل سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے مغرب، یورپ اور امریکہ میں زیادہ شاندار اور سرعت پذیر طریقے سے بار آور ہو گیا تو کمیونزم کی خیالی جنت کے حصول کے لیے انتظار کے لمحات سخت ناگوار ہو گئے اور روس و چین لبرل سرمایہ داری سے واصل ہو گئے۔

عروج وزوال کا اسلامی تصور:

دلوں کو فتح کرنا ہی عروج ہے! اگر ساری کائنات تسخیر ہو جائے اور فتح بھی ہو جائے لیکن کسی ایک فرد کا دل نہ بدلے اور وہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو تو یہ عروج نہیں زوال ہے! یہ عروج طاقت سے نہیں، محبت کی کیفیت سے عطا ہوتا ہے۔ خلق سے محبت ایسی محبت جو مدعو کو فتح کرلے یہ فتح دائمی ہوتی ہے۔ جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتحِ زمانہ بھی ہے اور فاتحِ آخرت بھی۔

المیہ یہ ہے کہ عباسی عہد کے آغاز سے اس امت نے دعوت کا کام ترک کر دیا۔ قوت و شوکت کے مظاہرے' دین کی اصل روح پر غالب آگئے اور امت' قومیت میں تبدیل ہو گئی۔ اس قومیت کے مظاہر ہندوستان کی مختلف تحریکوں میں اور جمال الدین افغانی کی تحریک میں خاص طور پر نظر آتے ہیں۔ امت پہلے مسلم قومیت بنی پھر قومیت کے شجر خبیثہ نے اسے ترکی، عربی، ہندی، ایرانی کر دیا۔ قومیتیں وجود پذیر ہوئیں پھر سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا، اس کے بعد پنجابی، پشتو، بلوچ قومیتیں بر آمد ہوئیں، قومیت شاخ در شاخ پھوٹتی چلی جاتی ہیں اور امت تحلیل ہو جاتی ہے۔

امت سے قومیت کا سفر دراصل زوال اور انحطاط کا سفر ہے۔ جب دریا قطرہ اور صحرا' ذرہ بن جائے تو عروج قصہ' پارینہ بن جاتا ہے۔ قوم پرستی کی تحریک ایک خاص قوم اور خاص زماں و مکاں کے لیے ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ تحریکیں عموماً خاص علاقائی، لسانیاتی، نسلی، وطنی اور مقامی گروہ کے مخصوص محدود مفادات کا تحفظ کرتی ہیں اور امت کے بجائے قوم کی ترجمانی کرتی ہیں۔ عباسی عہد سے لے کر آج تک پوری دنیا کی اسلامی تاریخ میں کوئی ایسی تحریک نہیں ملتی جس نے غیر مسلموں میں دعوت دین اور تبلیغ کو اپنی تحریک کا اصل ہدف قرار دیا ہو۔ اس وقت دنیا بھر میں کام کرنے والی تمام تحریکیں یا تو مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کی تحریکیں ہیں یا محض اصلاح اور احیاء کی تحریکیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

شہید کے لیے خوش خبریاں!!!

عبد السلام جمالی

شہید کے لیے قرآن سنت میں بے شمار بشارتیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

راہِ الٰہی میں جان قربان کرنے والے شہید کی باری تعالیٰ کی تمام تر مخلوق عزت توقیر کرتی ہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ بھی شہدا کی عزت کرتا ہے۔ایک باریوں ہوا کہ سیدنا ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد کانپ اٹھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

”اُحد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں“۔ (صحیح بخاری)

دیگر روایات میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کہنے سے اُحد پہاڑ رُک گیا تھا۔شہید کو اللہ عزوجل ایسی زندگی عطا فرماتا ہے جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے اعلیٰ و بالا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مُردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ (آل عمران:۱۶۹)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مُردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزق دیے جاتے ہیں“۔

کتنی دلچسپ و عجیب بات ہے کہ اللہ عزوجل شہید کو شہادت کے بعد جب وہ دنیا سے کُوچ کر جاتا ہے'رزق سے نوازتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ الَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوۡۤا اَوۡ مَاتُوۡا لَيَرۡزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزۡقًا حَسَنًا ‌ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ (الحج:۵۸)

”اور جن لوگوں نے راہِ الٰہی میں ترک وطن کیا پھر وہ شہید کر دیے گئے یا اپنی (طبعی) موت مر گئے اللہ تعالیٰ انہیں بہترین رزق عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے“۔

جو بندہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے تاکہ شہادت حاصل کرے تو وہ بندہ'اللہ عزوجل کے ذمہ میں ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انْتَدَبَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری)

”جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا، اللہ اس کا ضامن ہو گیا۔(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اس کو میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے۔(میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کر دوں ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ، یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کر دوں“۔

جب مجاہد بندہ شہادت حاصل کر لیتا ہے اور اس فانی دنیا سے الوداع ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے اس کارِ خیر کی خاطر اس کی اولاد کو بھی خوش حال رکھتا ہے اور ان کی پریشانیاں دور فرما دیتا ہے۔سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی زندگی یقیناً سبق آموز واقعہ ہے۔(ملاحظہ ہو صحیح بخاری)

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ (بن زبیر) اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

يَقُول عِنْد قَتْلِ حَنْظَلَة بْن أَبِي عَامِر بَعْدَ أَنِ التقى هُوَ وَأَبُو سُفْيَان بْن الحَارِث حِيْنَ عَلَاه شَدَّاد بن الأَسْوَد بِالسَّيْف فَقَتَلَه ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم : « إِنَّ صَاحِبَكُمْ تغسِلُه المَلَائِكَة » فَسَأَلُوا صَاحِبَتَهُ فَقَالَتْ : إِنَّه خَرَجَ لَمَّا سَمِعَ الهَائِعَة وَهُوَ جُنبٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : « لِذَلِكَ غَسَلَتْهُ المَلَائِكَة »(الصحیح:۳۴۱۶)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت فرما رہے تھے: جب حنظلہ اور ابوسفیان بن حارث کا مقابلہ ہوا اور شداد بن اسود تلوار لے کر حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر چڑھ گیا اور انہیں شہید کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے تھے۔لوگوں نے اُن کی اہلیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: جب حنظلہ نے اعلان سنا تو یہ جنبی حالت میں ہی نکل کھڑے ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی وجہ سے فرشتے اسے غسل دے رہے تھے“۔

جیسے ہی شہید'زیورِ شہادت سے آراستہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے فوری انعامات حاصل کر لیتا ہے۔جیسا کہ مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ خِصَالٌ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيمَان وَيُزَوَّجُ (اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً)مِنْ الْحُورِ الْعِينِ. وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنْ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ. وَيُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، اليَاقُوتُة مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ. (الصحيحه : ۱۴۸۵)

"اللہ کے ہاں شہید کے لیے کچھ انعامات ہیں:

- خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے معاف کر دیا جاتا ہے۔
- وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔
- اسے ایمان کا لباس پہنا دیا جاتا ہے۔
- بہتر (۷۲) حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔
- عذابِ قبر سے بچالیا جاتا ہے۔
- روزِ حشر کی بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے۔
- اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور جو کچھ اِس میں ہے اُس سے بہتر ہے۔
- اپنے ستر (۷۰) گھر والوں اور احباب کی سفارش کرے گا۔

شہید بندے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اس کے اس عملِ خیر کو دیکھ کر باری تعالیٰ مسکراتے بھی ہیں (جیسے اُن کی شان کے شایان ہے۔) اور اس عملِ خیر کی بنا پر شہید کا روزِ قیامت حساب بھی معاف فرما دیں گے۔ جیسا کہ سیدنا نُعیم بن حماد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ قَالَ: ((اَلَّذِينَ إِنْ يُلْقَوْا فِی الصَّفِّ يَلْفِتُونَ وُجُوہَہُمْ حَتّٰی يُقْتَلُوا أُولَئِکَ يَنْطَلِقُونَ فِی الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ وَيَضْحَکُ إِلَيْهِمْ رَبُّہُمْ وَإِذَا ضَحِکَ رَبُّکَ إِلٰى عَبْدٍ فِی الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ ۔(مسند أحمد: ۲۲۸۴۳)

"ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کون سے شہدا زیادہ فضیلت والے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ لوگ ہیں کہ جب صف میں دشمن سے ان کا مقابلہ ہوتا ہے تو وہ اپنے چہروں کو اُن ہی کی طرف متوجہ کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ شہید ہو جاتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو جنت کے بلند بالا خانوں میں چلتے ہیں اور ان کا ربّ ان کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے، اور جب تیرا ربّ دنیا میں ہی کسی کی طرف دیکھ کر مسکرائے تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوتا"۔

یعنی شہید بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے اور بڑی خوش بختی یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرشتے شہدا کو سلام کریں گے اور شہداء کو اللہ عزوجل بُلابُلا کر جنت میں داخل کریں گے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلَ ثُلَّةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاء الْمُهَاجِرُون ، الَّذِين تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِه ، إِذَا أُمِرُوا سَمِعُوا وَأَطَاعُوا ، وَإِن كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلى السُّلْطَان ، لَم تقْض لَه حَتَّى يَمُوت وَهِي فِي صَدْرِه ، وَإِن الله عَزَّوَجَلَّ لَيَدْعُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّة، فَتَأْتِي بِزُخْرُفِهَا زِيْنَتِهَا فَيَقُول: أَيْن عِبَادِيَ الَّذِين قَاتَلُوا فِي سَبِيْلِي ، وَقُتِلُوا ، وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي؟ وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِي ، ادْخُلُوا الْجَنَّة فَيَدْخُلُونَهَا بِغَيْر حِسَابٍ ، وَتَأْتِي الْمَلَائِكَة فَيَسْجُدُوْنَ فَيَقُولُون: رَبَّنَا نَحْن نُسَبِّح بِحَمْدِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ، وَنُقَدِّس لَكَ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِيْن آثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُولُ الرَّبُّ -عَزَّوَجَلَّ- : هَؤُلَاءِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِي، وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمْ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:۲۴)۔ (الصحيحه:۱۴۷۲)

"پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، وہ فقراء اور مہاجرین کا ہوگا جن کے سبب سے مشکل حالات سے بچا جاتا رہا ہوگا، جب انہیں حکم دیا جاتا، سنتے اور اطاعت کرتے، اگر ان میں سے بادشاہ وقت کے پاس کسی کا کام ہوتا تو مرنے تک اس کا کام نہ ہوتا اور یہ حسرت اس کے دل میں ہی رہ جاتی۔ اللہ عزوجل قیامت کے دن جنت کو بلائے گا تو وہ پوری سج دھج کے ساتھ آئے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا؟ شہید کر دیئے گئے، میرے راستے میں اُنہیں تکالیف دی گئیں، اور میرے راستے میں جہاد کیا؟ (آؤ) جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے آئیں گے اور سجدہ کریں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم رات اور دن تیری تسبیح، تحمید اور تقدیس بیان کرتے ہیں، یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی؟ رب عزّوجل فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور میرے راستے میں انہیں تکلیف دی گئی۔ فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (الرعد: ۲۴) تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلام ہو، آخری انجام بہت اچھا ہے"۔

یعنی شہید کے تمام تر گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کے لیے بغیر حساب کے جنت کے دخول کا اعلان کیا ہوا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

فَاسۡتَجَابَ لَہُمۡ رَبُّہُمۡ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ لَاُدۡخِلَنَّہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ(آل عمران:۱۹۵)

”پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہرگز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو اس لیے وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کیے گئے، میں ضرور ضرور ان کی بُرائیاں ان سے دُور کر دوں گا اور بالیقین انہیں اُن جنّتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے“۔

شہید کو اللہ عزوجل جنت میں داخل فرما کر بہترین رزق اور بہت ساری انعامات سے مالامال فرمائے گا حتیٰ کہ شہید خوش ہو جائے گا اور دوبارہ شہادت حاصل کرنے کا خواہش مند ہو گا۔ جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا، وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدَ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ، فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى. (صحیح بخاری:۲۷۹۵)

”کوئی بھی اللہ کا بندہ جو مر جائے اور اللہ کے پاس اس کی کچھ بھی نیکی جمع ہو وہ پھر دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا گو اس کو ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ مل جائے۔ مگر شہید پھر دنیا میں آنا چاہتا ہے کہ جب وہ (اللہ تعالیٰ کے) یہاں شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ آئے اور پھر قتل ہو“۔

ان تمام تر اور دیگر بشارتوں کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین شہادت حاصل کرنے کے لیے فکر مند ہوا کرتے تھے اور ہر معرکہ جہاد میں شرکت کرتے تا کہ اُنہیں شہادت حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ دشمن کے سامنے کھڑے کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرمارہے تھے:

إِنَّ السُّيُوفَ مَفَاتِيحَ الْجَنَّة ، فَقَالَ لَه رَجَلٌ رَثّ الْهَيْئَة : أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ؟ قَالَ: نَعَم! فَسَلَّ سَيْفَه وَكَسَر غَمْدَهُ وَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ وَقَال: أَقَرَأَ عَلَيْكُم السَّلَام ، ثُمَّ تَقَدَّم إِلَى الْعَدُوّ فَقَاتَل حَتَّى قُتِلَ. (الصحیحہ:۱۴۵۹)

”تلواریں جنت کی کنجیاں ہیں۔ ایک پراگندہ حالت والے شخص نے ان سے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اس آدمی نے اپنی تلوار سونتی، اپنی میان توڑی اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا: میں تمہیں سلام کہتا ہوں پھر دشمن کی طرف بڑھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا“۔

اور خود نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بار بار شہادت حاصل کرنے کی خواہش فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ (صحیح بخاری)

”میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں“۔

ہمیں چاہیے کہ ہم بھی شہادت کی تمنا کیا کریں کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ وَلَوْنُهُ لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ عَلَيْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ مُخْلِصًا أَعْطَاهُ اللهُ أَجْرَ شَهِيدٍ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ(مسند احمد:۲۱۰۹۴)

”جس شخص کو اللہ کے راستے میں کوئی زخم لگتا ہے تو قیامت کے دن وہ آئے گا، اس کے زخم کی خوشبو کستوری کی خوشبو کی طرح ہو گی اور اس کا رنگ زعفرانی ہو گا۔ اس پر شہدا کی مُہر لگی ہو گی۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو کر شہادت کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ اسے شہید کا اجر عطا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو“۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہمیں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔

آمین یا مجیب السائلین

☆☆☆☆☆

مرکزی نکتہ

سمیر خان شہیدؒ

مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہیں کہ جب میں مسلم علما، مفکرین اور دیگر لوگوں کے علمی مباحث کو پڑھتا تھا، جس میں وہ ''دہشت گردی''یعنی جہاد کے غلط ہونے کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے۔ وہ امریکہ کے خلاف القاعدہ کے نظریہ جہاد کو ناقص ثابت کرنے کے لیے، طیاروں کو اغوا کرنے، فدائی حملوں، غیر متحاربین کی ہلاکتوں اور اس جیسے دوسرے معاملات پر رائے زنی کرتے۔ ان میں سے کچھ لوگ تو انہیں دائرۂ اسلام سے ہی خارج قرار دیتے اور انہیں تکفیری تک کہتے۔ یہ سب میرے لیے امریکہ میں رہنے والے ایک مسلمان کے طور پر خاصا بے زار کن تھا۔ مسلمانوں کو مذکورہ بالا معاملات پر غیر مسلموں کے سامنے اپنے موقف کا دفاع کرنے پر گرفتار کر لیا جاتا۔ مزید براں کیلیفورنیا کے منبروں سے گراؤنڈ زیرو کے سامعین کے سامنے ایسے موضوعات کی مذمت یا دفاع میں بولنا ایک معمول بن گیا۔

میں نے محسوس کیا کہ امریکہ میں ''مرکزی نکتہ''پر نہ تو کبھی مساجد کے مطالعاتی دوروں میں روشنی ڈالی گئی نہ کبھی ٹی وی پر ہونے والے سیاسی مناظروں میں اس بارے میں کچھ کہا گیا۔ یہی معاملہ، جسے میں ''مرکزی نکتے''کا نام دینا پسند کروں گا۔ ایک عام مسلمان کو مجاہد بننے کا مرحلہ طے کروانے کا محور ہے۔ اور یہ محور اسرائیل کے ہاتھوں فلسطینیوں کا قتل عام نہیں ہے، نہ ہی یہ امریکہ کا مسلم دنیا کے ساتھ سفّاکانہ رویہ ہے۔ یہ نہ تو جہادی نغموں کا کمال ہے اور نہ ہی اس موضوع پر بننے والی فلموں کا۔ ''مرکزی نکتہ''کی ساخت مکمل طور پر ایمانی اور شرعی ہے۔

مرکزی نکتہ یہ ہے کہ ''جہاد 'مشرق سے مغرب تک پائے جانے والے تمام مسلمانوں پر تب تک انفرادی طور پر فرض (فرض عین) ہے جب تک کہ ہمارے تمام تر مقبوضات کو آزاد نہیں کروا لیا جاتا''۔ اس جہاد میں جہاد کے فرض عین ہونے کا نکتہ مرکزِ ثقل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لیے آج دنیا مجاہدین کی بے داری کی شاہد ہے۔ کیونکہ مسلمان اس مرکزی نکتے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل کر رہے ہیں۔ جو کہ در حقیقت اللہ کی طرف سے اُن پر عائد کردہ حکم ہے۔

اس مرکزی نکتہ کو مسلمان عالم دین الشیخ عبداللہ یوسف عزام شہیدؒ نے جِلا بخشی، جنہیں بجا طور پر جدید جہاد کا جدّ امجد کہا جا سکتا ہے۔ یہ اُنہی کی اس اہم حکم کو دی گئی تازگی تھی کہ دنیا بھر سے ہزاروں کی تعداد میں مجاہدین سوویت یونین کے خلاف اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کو افغانستان پہنچے۔ در حقیقت وہی اس فکر کے بانی ہیں جسے آج ہم 'عالمی جہاد' کے نام سے جانتے ہیں۔

باقی لوگ جیسا کہ ڈاکٹر ایمن الظواہری اسی حکم کی جزئیات کی وضاحت کے لیے آگے بڑھے۔ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ کے علمی کارنامے اسی حکم کے بارے میں فقہی مباحث سے پُر ہیں۔ جن میں سے ایک مشہور زمانہ کتاب ''اسلامی سرزمینوں کا دفاع' ایمان کے بعد اہم ترین فرض عین''ہے۔ یہ ایک فتویٰ ہے جو آپ نے سعودی عرب میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں علمائے کرام کے سامنے پیش کیا، جن میں شیخ ابنِ عثیمینؒ اور شیخ بن بازؒ بھی شامل ہیں اور اس فتویٰ کی سند کو بالاتفاق قوی مانا گیا۔

شیخ عزام شہیدؒ نے اس فتویٰ میں دفاعی جہاد کے بارے میں کئی اہم اور مسلّم علما و فقہا کی رائے کو پیش کیا۔

آپؒ نے ان جیّد فقہا کے حوالے سے لکھا کہ حملہ ہونے کی صورت میں جہاد پہلے اُس خاص حملہ زدہ علاقے کے مسلمانوں پر انفرادی طور پر فرض عین ہوتا ہے، اگر وہ دشمن سے نمٹنے میں ناکافی ہوں تو یہ فرض اُن کے قریبی مسلمانوں پر بدرجہ اولیٰ فرض ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بھی اس کے لیے ناکافی ہوں تو یہ فرضِ عین پھیلتا ہوا مشرق و مغرب کے مسلمانوں پر انفرادی طور پر عائد ہو جاتا ہے۔ جو مسلمان اس فرض کو ادا کرنے کی سکت رکھنے کے باوجود ادا نہ کرے گناہ گار ٹھہرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے بابرکت زمانے میں تبوک کا معرکہ پیش آیا۔ وہ جہاد مدینہ کے مکینوں پر انفرادی طور پر فرض ٹھہرا۔ جنہوں نے پیچھے رہنے کے لیے احمقانہ عذر تراشے، مسلمانوں میں منافقین کے طور پر جانے گئے۔ اُن کی دین سے وفاداری پر سوال اُٹھایا گیا (سوائے تین مخلص صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے)۔

شیخ عزام شہیدؒ نے جو دلیل پیش کی وہ یہ تھی کہ جہاد، اُندلس (ہسپانیہ) کے سقوط کے ساتھ ہی فرض ہو چکا ہے اور آج جب کہ ہماری بیشتر زمینوں پر بیرونی طاقتوں کا قبضہ ہے تو ایسی صورت حال میں تو اس کی اہمیت اور بھی دوچند ہو گئی ہے۔

پوری کتاب میں شیخ عزام شہیدؒ نے موجودہ زمانے کے مسلمان کے جدید عذرات جیسے کہ گناہ گاروں کے درمیان لڑنا، فرض کفایہ اور حاکم کے اذن کے بغیر لڑنا وغیرہ کی بھرپور تردید کی ہے۔

بعد میں دوسرے علمانے اس فتویٰ کی تائید کی، جن میں یوسف العییریؒ، انور شعبان، ابو قتادہ الفلسطینی حفظہ اللہ، ابو یحییٰ اللیبیؒ اور حمود بن عقلا الشعیبیؒ، مفتی نظام الدین شامزئیؒ ،ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہؒ، مولانا فضل محمد دامت برکاتہم العالیہ اور مفتی حمید اللہ جانؒ کے نام شامل ہیں۔ انہوں نے دوسرے مختلف شبہات کی بھی تردید کی ہے۔ جن میں طاقتور دشمن سے لڑنا اور غیر مسلم حکومتوں سے معاہدہ کرنے والی مسلم سرزمینوں پر قائم حکومتوں کا معاملہ، شامل ہیں۔

پھر ایک اہم واقعہ رونما ہوا، قابض کفار کے مقابلے میں مسلم زمینوں کے دفاع کی ایک جدید وضاحت سامنے آئی۔ یہی وضاحت آگے چل کر القاعدہ کے منظم ہونے کا راستہ بنی۔ مصر میں اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد کا ایک طویل اور کٹھن تجربہ رکھنے والے مصری مجاہدین اور علماو مفکرین نے یہ دعوت آگے بڑھائی کہ یہ نام نہاد مسلم حکومتیں ہی درحقیقت قابض قوتیں ہیں۔ جب تک ان کو عملی طور پر غیر فعال کر کے جڑ سے نہیں اُکھاڑا جاتا مسلمان اسی طرح جہالت میں جکڑے رہیں گے کہ جس طرح وہ ایک غیر مسلم قابض فوج کے زیر تسلط رہتے ہیں۔

یہ وضاحت اس فقہی قانون سے اخذ کی گئی ہے جو ایک مرتد کے بارے میں احکام سے بحث کرتا ہے۔ شریعت اسلام چھوڑنے والے شخص کے لیے موت کی سزا سناتی ہے۔ مرتد کے ارتداد کی جانچ پرکھ اُس کے عوام کے سامنے کیے گئے عمل سے کی جاتی ہے۔ اس صورت میں کہ اگر مجوزہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہو یا کفار کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کرنا چاہتا ہو یا اگر وہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے دشمن سے جا ملے، تو اُس نے بہت بڑا گناہ کیا جسے ”کفر بواح“ کہا جاتا ہے اور اس پر فقہا کا اتفاق ہے۔

فقہا نے ایسے دس سے کچھ زائد اعمال کی نشاندہی کی ہے جو ارتداد میں داخل ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ شراب نوشی، بدکاری، چوری یا اسی طرح کے دیگر گناہ کبیرہ کے سرزد ہونا بھی ارتداد کے حکم میں نہیں آتا۔ اِلّا یہ کہ حاکم خود اپنی حکومت میں ان گناہوں کے کرنے کی کھلم کھلا اجازت دے۔ خوارج اس بارے میں انتہائی متشدد عقیدہ رکھتے تھے اور ایسے تمام گناہِ کبیرہ کے مرتکبین کو مرتد کہتے تھے۔ الحمدللہ مجاہدین کے متعلق اس بات (تکفیری ہونے) کا گمان تک نہیں کیا جا سکتا۔

مصری مجاہدین کے علمانے فتویٰ دیا کہ اسلامی سرزمینوں پر موجود حاکم دو بنیادی وجوہات کی بنیاد پر مرتد ہو چکے ہیں۔ جن میں پہلی وجہ ”اللہ کے نازل کردہ احکامات کے خلاف حکومت کرنا“ اور دوسری ”مسلمانوں کے دشمنوں کو دوست بنانا“ ہے۔

پہلی وجہ پر ”استحلال“ (اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال چیزوں کو حرام قرار دینا) کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح اس حکم کا اشارہ اِنسان کے بنائے ہوئے قوانین جمہوریت، جاہلیت (قبل از اسلام کا زمانہ) اور اسی طرح کے دوسرے مُستعار لیے گئے قوانین کے ذریعے حکومت کرنے کی طرف بھی پایا جاتا ہے۔

دوسری وجہ کا اطلاق ایسے جاسوسوں پر ہوتا ہے جو کفار کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کریں، مسلمانوں پر چڑھائی کے لیے اُنھیں فوجی اور جاسوسی اڈے فراہم کریں تاکہ کفار کے لیے مسلمانوں کو قتل کرنے، ان کو اذیت دینے اُن سے گھٹیا اور غیر اخلاقی سلوک کرنے میں ملوث ہوں، کفار کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے مسلمان عورتوں کو تعذیب کا نشانہ بنائیں، شریعت، جہاد، عقیدہ اور اس جیسے دوسرے موضوعات پر اسلامی تعلیمات کو بگاڑ کر پیش کرنے اور اپنے تخلیق کردہ طریقوں کو درست ثابت کرنے کے لیے پراپیگنڈہ مہمات چلاتے ہوں۔

مذکورہ بالا امور ارتداد کے انتہائی درجات میں داخل ہیں۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جدید حکومتی سانچے میں بالخصوص کون لوگ مرتد ہیں۔ تو اس حکم کا اطلاق اُن تمام لوگوں پر ہوتا ہے جو اس طرح کے کفریہ افعال میں شریک ہیں۔ البتہ کسی فرد پر متعین طور پر کفر کا حکم لگانا علمائے کرام کا کام ہے۔

”اُنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے پیشواؤں کو اپنا رب مان لیا ہے“۔

علمائے کرام فرماتے ہیں:

”اگرچہ وہ اپنے پیشواؤں، پادریوں کے سامنے جھکتے یا سجدہ ریز نہیں ہوتے، لیکن وہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانے میں اُن کے مددگار ہیں اور اُن سے اتفاق کرتے ہیں، اس لیے ان (پادریوں) کو ان جاسوسوں اور حکمرانوں کا رب کہا ہے۔ کیونکہ قانون سازی میں اطاعت، عبادت ہے اور

یہ عبادت ہر گز ہر گز غیر اللہ کے لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ صرف اللہ کی ذات ہے جو قانون سازی کا اختیار رکھتی ہے"۔

آج سعودی بادشاہت اس ارتداد کی بدترین مثال ہے۔ ان کی بادشاہت کو سونے کے ورق میں لپٹی غلاظت سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ یہ شریعت کو اپنا ذاتی قانون گردانتے ہیں اور حرمین شریفین کو اپنی طاقت میں اضافہ اور امت میں اپنی عزت و مرتبہ بڑھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ امت کا کھربوں ڈالر کا سرمایہ یہ اپنے پیٹ اور جیبوں کو بھرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اُس میں سے کچھ حرمین شریفین پر خرچ کر دیتے ہیں تا کہ آنے والے مسلمان انہیں دیکھ کر ان سے خوش ہوں۔ یہ امت کی حمایت حاصل کرنے کے کی ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی ہے۔

یہ تو صرف ابتدا ہے۔ پھر سعودی عرب کا امریکہ کے ساتھ وہ روحانی تعلق ہے جس میں جزیرہ نمائے عرب کے خلاف مسلّح جارحیت بھی شامل ہے۔ اور اسی سلسلے میں صلیبیوں کو فوجی اڈے فراہم کیے جاتے ہیں تا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کو پوری دنیا تک پھیلایا جا سکے جو کہ خود اُن کے اپنے قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح اسرائیل کی حفاظت کے لیے سرگرم ہونا اور ایک نئے دین کی ایجاد کے لیے بین المذاہب مکالمے منعقد کروانا۔ ایسے علما کو آگے لانا جو حکومت کے کیے گئے ہر کام کے لیے جواز فراہم کر سکیں۔ جادو اور جنّوں کے ذریعے مجاہدین کی قیام گاہوں کا پتہ چلانا اور اُنہیں خفیہ جیلوں میں قید کرکے اذیّتیں دینا جس سے بزرگ علما تک کو معاف نہیں کیا گیا۔

ان سب باتوں کے بعد بد قسمتی یہ ہے کہ اُن کے سیاسی مفادات ہر موقع پر مذہب سے بالاتر رہتے ہیں اور اُن کے علما ہر ایسے معاملے کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ یہاں یہ بات آپ کی دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ سوویت یونین کے خلاف افغان جہاد میں سعوددی عرب نے سوویت یونین کو دشمن قرار دیا تھا۔ یہاں تک کہ آلِ سعود نے اپنے شہریوں کو افغانستان میں سوویت فوجوں کے خلاف لڑنے کے لیے پاکستان سے محفوظ راستہ فراہم کیے رکھا۔ وہ جہاد ایک ایسے دشمن کے خلاف تھا جسے ساری دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔

لیکن جب جہاد کا رُخ مسلمانوں کے خلاف بہیمانہ جرائم کے مرتکب امریکہ کی طرف ہوا تو سعودی عرب نے صلیبیوں کے ساتھ اتحاد کا راستہ اختیار کیا اور انتہائی بودی دلیلیں پیش کیں کہ ہمارے اُن سے معاہدے ہیں، وہ ہمارے اتحادی ہیں اور اسلام ہمیں معاہدے کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں دیتا؟

سعودی عرب کی نظر میں سوویت یونین کے خلاف جہاد اسلام کے لیے تھا۔ جب کہ وہی جہاد اگر امریکہ کے خلاف ہو تو ان کی نظر میں غلط ہے۔ ہم اُن لوگوں سے برأت کا اعلان کرتے ہیں جو جہاد کو امریکہ کی رضاجوئی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جہاد اُس وقت تک فرض عین رہے گا جب تک کہ امریکہ اور اُس کے مرتد اتحادی اسلامی سرزمینوں سے نکل نہیں جاتے۔ اور اُس کے اتحادیوں میں صرف خطے کے مرتد ہی شامل نہیں، بلکہ وہ طواغیت بھی شامل ہیں جو امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بنانے میں کوشاں ہیں، جو توحیدی نظام کی خواہش رکھنے والے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کرتے ہیں اور اللہ کے بنائے گئے قوانین کو اپنی خواہشات کے مطابق بدلتے ہیں۔

اگر مجاہدین سرے سے جہاد چھوڑ دیں تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ ایسی صورت میں امریکہ کن عزائم کی تکمیل میں کامیاب ہو گا۔ ہر طرح کا فتنہ مسلم معاشروں میں پھیل جائے گا۔ کفر، شرک اور فساد جیسے قبیح گناہوں کی کھلے عام چھٹی دی جائے گی۔ یہ یقیناً اُنہیں مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی اور معاشرتی زندگی پر اثر انداز ہونے کے لیے اسلامی سرزمینوں پر مزید استحکام بخشے گا۔ اس سب کی ایک جھلک اُن علاقوں میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں مجاہدین کا اثر نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو کیوں ایک مسلمان توحید کے پرچم کے آگے رکاوٹ بنے گا۔ ایک ایسے پرچم کے آگے جو شریعت کی سالمیت کا محافظ ہے۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جو مرکزی نکتے کو سامنے لاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

”افغانستان میں اپنے قیام کے دوران میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ انسانی روح میں توحید اس طرح داخل ہو ہی نہیں سکتی نہ ہی اس میں وہ شدت اور مضبوطی آسکتی ہے جو جہاد کے میدانوں میں آتی ہے۔
یعنی دنیا میں توحید کا کام تلوار کے ذریعے سے ہوتا ہے، کتابیں پڑھنے اور عقیدے سے متعلق علم حاصل کرنے سے نہیں“۔

مجددِ جہاد شیخ عبد اللہ عزام رحمہ اللہ

برصغیر پاک وہند میں اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش

قاری ابو عمارہ

شیخؒ بار بار تمام عبادات اور اعمال کی انتہا نماز کو قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں قریب قریب ہر مکتوب میں زور اور بلند آہنگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ بالخصوص ان لوگوں کے رد میں جو نماز کو بھی دیگر اعمال کی طرح سمجھتے ہیں اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو نماز کی فرضیت کے قائل تو ہیں مگر اس کے باوجود کچھ مخصوص حضرات کے لیے نماز کی فرضیت کو ساقط سمجھتے ہیں۔ شیخؒ کا فرمانا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "الصلوٰة قرہ عینی" نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ وہ تمام علوم و معارف اور احوال و مقامات جو نماز سے خارج ہیں اور بغیر حقیقتِ نماز سمجھنے کے حاصل ہوتے ہیں وہ حقیقی کمالات و معارف نہیں بلکہ باطل ہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ صرف وہم وخیال ہیں۔ جو نمازی نماز کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ درحقیقت عالمِ دنیا سے ہی خارج ہو جاتا ہے اور لا محالہ معراج کی دولت سے مشرف ہوتا ہے۔ بہر حال پنجگانہ معراج کی یہ دولت صرف اس امت محمدیہ کے حصے میں آئی ہے۔ اسی امت کے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ امتیاز ہے کہ وہ شبِ معراج میں دنیا سے آخرت اور آخرت سے جنت میں پہنچ کر حضرت حق جل مجدہ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

وہ جماعت جس کو نماز کی حقیقت سے آگاہی نہیں بخشی گئی امراض باطنی کا علاج دوسرے طریقے سے کرنا چاہتی ہے۔ بلکہ ایک گروہ تو وہ ہے جو نماز کو غیر اور غیریت پر محمول کرکے دور از کار تصور کرتا ہے۔ اس تخیل کی بنیاد توحیدِ وجودی کے مسئلے پر ہے جس کے وہ لوگ قائل ہیں، ان کو وارفتہ اور مجذوب کہنا چاہیے۔

حقیقتِ نماز سے ناواقفیت کی وجہ سے ہی ایک گروہ نے سماع و نغمہ کو اپنے اضطراب کے لیے ذریعۂ سکون قرار دیا اور نغمہ کے پردوں میں اپنے مطلوب کا دیدار کرنا چاہا اور لا محالہ رقص و رقاصی کو دیدار سمجھنے لگے حالانکہ انہوں نے سنا ہو گا کہ ما جعل اللہ فی الحرام الشفاء اللہ نے حرام میں شفا نہیں رکھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی مثال اس ڈوبنے والے کی ہے جو تنکے کا سہارا تلاش کرتا ہے۔ اگر ان پر حقیقتِ نماز کا ایک شمہ بھی واضح ہو جاتا تو سماع و نغمہ کا کبھی نام نہ لیتے اور وجد و حال میں مشغول نہ ہوتے۔

برادرِ من! جتنا فرق نغمہ و نماز میں ہے، اتنا ہی فرق ان کمالات میں بھی سمجھو جو نماز اور نغمہ کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔ آج یہ کمالات پھر ایک ہزار سال کے بعد حاصل ہو رہے ہیں۔ اور آخرِ امت پھر اولین کے رنگ میں رنگی جا رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے متعلق ارشاد فرمایا تھا "پہلے لوگ بھی بہتر اور پچھلے بھی" درمیان والوں کے لیے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ البتہ امت میں جو بلندی اور نسبت اولین کو حاصل تھی وہ پچھلوں کو کم حاصل ہو گی جبکہ درمیان میں نسبت بھی کثیر ہے اور تعداد بھی کثیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: "بداالاسلام غریبا و سیعود کما بدا فطوبیٰ للغرباء" اسلام کی ابتدا اجنبیت میں ہوئی اور یہ پھر ایسا ہی ہو جائے گا جیسا ابتدا میں تھا سو خوشخبری ان کے لیے جو اجنبی بن جائیں"۔

یہاں سے اکبر کے نظریہ الف ثانی کا رد شروع ہوتا ہے۔

"اس امت کے پچھلے حصے کا آغاز ایک ہزار سال کے بعد ہو گا یعنی ۱۰۱۱ھ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ٹھیک ایک ہزار سال کے بعد آتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک ہزار سال کے عرصے کو تبدیلیوں اور تغیرات کے سلسلے میں بہت قوی اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ یہ امت نسخ اور تبدیلی سے محفوظ ہے اس لیے لا محالہ وہی نسبت اور رونق جو ایک ہزار سال قبل حاصل تھی دوبارہ حاصل ہو گی۔ شریعت کی تائید اور ملت کی تجدید ہو گی۔ یہی امام مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی دلیل ہے"۔

بنیادی طور پر یہ مکتوب صوفیاء کے غیر شرعی نظریات خصوصاً ولایت اور نبوت کے امتیاز میں ولایت کا درجہ نبوت سے بڑھا دینا، جو اس وقت اور آج بھی بہت سے لوگوں کا نظریہ ہے مگر ضمنی طور پر چند سطور میں ہی اکبر کے نظریہ الف ثانی کا رد کرکے الف ثانی کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے۔

دورِ مجددی کی اجمالی تصویر اور حضرت شیخؒ کی مساعی اور محنت کا نمونہ آپ حضرات کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ حضرت شیخؒ جس بنیادی نکتے پر کام کر رہے تھے وہ بادشاہ اور اس کے مقربین کی اصلاح کرنا تھا۔ آپ کی مساعی جمیلہ کے نتائج آپؒ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے مگر ان کی ابتدا خود آپ کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔

بہر حال آپؒ کی ان مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپؒ کو قید کر دیا گیا۔ اس قید کر دینے کی وجہ بظاہر یہ بتائی جاتی ہے کہ آپؒ نے جہانگیر کو سجدۂ تعظیمی دینے سے انکار کیا اور سلام

مسنون پر اصرار کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ وجہ انتہائی بودی ہے اور کسی طرح یقین کے قابل نہیں۔ جہانگیر کو بھی معلوم تھا کہ سجدۂ تعظیمی حرام ہے اور وہ تزک میں اس کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ جہانگیر کی حکومت کا داہنا بازو جس میں نور جہاں، آصف خاں وغیرہ شامل تھے، ان کے علاوہ شیخ سلیم چشتیؒ کا خاندان جو حضرت شیخؒ کا مخالف ہو رہا تھا کیونکہ حضرت شیخؒ سماع اور دیگر غیر شرعی نظریات کا کھلے عام رد کر رہے تھے۔ پھر اکبر کے دور سے ناز پروردہ ہندو تھے جو اب بھی جہانگیر کے دربار میں اثر و رسوخ کے حامل تھے۔ یہ سب مل کر اس فقیرِ بے نوا کے درپے ہوئے جو ہند میں ملت کی نگہبانی پر مامور کیا گیا تھا۔

پہلے شیخؒ کے ایک مکتوب کو بنیاد بنایا گیا مگر اس کی وضاحت مل گئی تو جہانگیر کو سیاسی خطرے سے ڈرایا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح شیخؒ کو جہانگیر کے ہاتھوں جلاوطن یا قتل کروا دیا جائے اور اس تحریک سے نجات حاصل کر لی جائے جو اب شاہزادوں کو متاثر کرنے لگی تھی۔ مگر اس تحریک کے اثرات اب اس قدر پھیل چکے تھے شیخؒ کی قید بھی اس پر کوئی فرق نہ ڈال سکی بلکہ تحریک کی تقویت کا ذریعہ بن گئی۔

آپؒ کو قلعہ گوالیار میں قید کیا گیا تھا، جہاں بہت سے غیر مسلم بھی قید تھے جو مختلف جرائم میں ماخوذ تھے۔ حضرت کی تبلیغ سے ان میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اپنے خاندانوں پر بھی اثر ڈالا۔ یہ اس قید کی فوائد کا عوامی رُخ تھا جبکہ خواص میں سے اکثر شیخؒ کے مرید ہو چکے تھے سوائے اس داہنے بازو کے جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اب حالات نے ایک اور پلٹا کھایا۔ جہانگیر نے شیخؒ کی رہائی کا حکم دے دیا۔ یقینی طور پر گوالیار میں شیخؒ کی سرگرمیاں اس تک پہنچائی جاتی رہی ہوں گی۔ اگرچہ تزک اس تذکرہ سے خالی ہے مگر یہ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا کہ ایک سیاسی خطرے کو جہانگیر جیسا عاقل بادشاہ صرف قید کر کے نظر انداز کر دے۔

ان سرگرمیوں اور تبلیغ کے تذکرے نے اس کو یقیناً سوچنے پر مجبور کیا ہو گا کہ آخر اس شخص سے اس کے دربار کے لوگوں یا اس کی چہیتی ملکہ کو کیوں دشمنی پیدا ہو گئی ہے؟ جو بھی ہو، جہانگیر نے شیخؒ کی رہائی کے احکامات جاری کر دیے مگر سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے مزید ایک سال تک دربارِ شاہی کے کارپردازوں نے شیخؒ کو شاہی لشکر میں نظر بند رکھا۔ مگر جیسے قلعہ گوالیار کی قید شیخؒ کے لیے کام کرنے کا ایک اور دروازہ کھول گئی تھی، اسی طرح شاہی لشکر کی نظر بندی نے افواج شاہی کے سپاہیوں اور افسروں پر اثر ڈالنا شروع کیا۔ لشکر میں شیخؒ نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا اور ایک ایک وعظ میں ہزاروں افسر اور سپاہی شریک ہوتے۔ یہاں ہمیں شیخؒ کی مساعی کا سب سے حیرت انگیز پہلو نظر آتا ہے۔ شیخؒ بظاہر ایک صوفی ہیں جو صوفیاء کی اصلاح بھی کر رہے ہیں مگر آپ اسی زمانہ کے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> ”بادشاہ کو عالم سے وہی نسبت ہے جو دل کو بدن کے ساتھ ہے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو بدن ٹھیک ہے اور دل بگڑا ہوا ہے تو بدن بھی بگڑا ہوا ہے اسی طرح بادشاہ کے ٹھیک ہونے سے عوام خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے“۔

یہ نظریہ جس پر شیخؒ کام کر رہے تھے اس کی بنیاد یہ تھی کہ بادشاہ کافر نہیں مگر اغراض پرست فاسق مسلمان ضرور ہے اور چونکہ عوام الناس پر بادشاہ کے دین کا اثر زیادہ پڑتا ہے اور عوام اپنے امراء کے دین پر ہوتے ہیں، اس لیے بادشاہ اور اس کے مقربین پر محنت کی جائے جیسا کہ اوپر کی سطور میں نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ شیخؒ اس کا ادراک بھی کر چکے تھے کہ ان کی مساعی جمیلہ کس حد تک اور کس مدت تک اثر انداز ہو گی۔ آپؒ فرماتے ہیں:

> ”ایک اور ہی کارخانہ میرے حوالے کیا گیا ہے۔ پیری مریدی کے واسطے مجھ کو نہیں لایا گیا، تکمیل و ارشاد میری پیدائش کا مقصود نہیں۔ بلکہ ایک دوسرا ہی معاملہ ہے جو میرے سپرد ہوا ہے۔ اس ضمن میں جو مناسبت رکھے گا وہ فیض پالے گا ورنہ نہیں۔ اس کارخانۂ عظیم کے مقابلے میں تکمیل و ارشاد ایسی چیز ہے جیسے راستے میں کوئی گری پڑی چیز“۔

اس بات کی وضاحت ایک اور جگہ ملتی ہے:

> ”ہر چند کی منصبِ نبوت تمام ہو گیا اور اب کسی نبی نے نہیں آنا مگر انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین کو انبیاء علیہم السلام کے کمالات و خصائص میں سے کچھ حصہ مل جایا کرتا ہے“۔

ایک اور جگہ مزید تشریح کرتے ہیں:

> ”خواجہ احرارؒ فرماتے تھے کہ اگر میں مرید کروں تو دنیا میں کسی پیر کو مرید نہ ملیں مگر ایک اور ہی کارخانہ میرے حوالے کیا گیا ہے یعنی ترویجِ دین اور تائیدِ ملت! اسی لیے خواجہ احرارؒ بادشاہوں کے دربار میں جایا کرتے تھے“۔

لشکر شاہی کی نظر بندی کے دوران شیخؒ کا پورا گھرانہ ہی لشکر میں بلا لیا گیا تھا چنانچہ اس پورے گھرانے نے مردوں اور عورتوں میں اثر ڈالنا شروع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے شاہزادہ خرم کو خصوصی دلچسپی لے کر شیخؒ کا مرید کروایا۔ پہلے شیخؒ کی مساعی اپنی حد تک کوشش کی تھی مگر اب پورا گھرانہ ہی تبلیغ و ترویجِ دین میں مصروف تھا۔ ان سرگرمیوں نے جہانگیر کے دربار کے داہنے بازو کو مجبور کر دیا کہ شیخؒ کو جس قدر جلدی ہو شاہی لشکر کے ہاں سے رخصت کر دیا جائے۔

چنانچہ دو سال بعد آپؒ کی رہائی عمل میں آئی مگر اس دوران میں شیخؒ اپنا کام بڑی حد تک پورا کر چکے تھے۔ شاہجہاں اور نور جہاں کی اقتدار کی رسہ کشی میں قدرتی طور پر شیخؒ اور ان

کے مریدین و متوسلین کی ہمدردی اور مدد شاہجہاں کے ساتھ ہو گئی جو شیخؒ کی رہائی کے کچھ عرصہ بعد ہی شروع ہو گئی تھی۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ نور جہاں کا بھائی آصف خاں جو شاہجہاں کا سسر اور وزیر اعظم تھا، اپنے داماد کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ ایک اور کامیابی تھی جو اس جماعت کو نصیب ہوئی، پھر یہ ہوا کہ شاہجہاں کی محبوب بیوی ممتاز محل اپنے آبائی دین کو ترک کر کے اپنے خاوند کے دین میں داخل ہو گئی۔ یہ نقشہ واضح کر دیتا ہے کہ اکبر کے زمانے کا اقتدار یافتہ گروہ جو اپنی ہر ممکن کوشش کر چکا تھا کہ ہندوستان سے اسلام کو نیست و نابود کر دیا جائے اور اس کی جگہ رواداری اور برابری کی بنیاد پر ایک عوامی دین متعارف کروایا جائے، اپنے ہی گھروں میں اس جنگ کو لڑنے پر مجبور ہو گیا۔

بظاہر یہ غیر اہم نظر آنے والی چیزیں در حقیقت شیخؒ کی بہت بڑی کامیابی ہیں کہ جن گھروں اور جگہوں پر اسلام کا نام لینا جرم تھا وہاں اسلام کی آواز پوری بلند آہنگی کے ساتھ اُٹھ رہی تھی۔ اگرچہ اس کی تصریح موجود نہیں کہ آصف خاں ' رفض سے تائب ہو گیا ہو مگر وہ بہر حال رافضی نور جہاں کے مقابلے میں سنی شاہجہاں کے ساتھ کھڑا تھا اور در حقیقت شاہجہاں کو تخت دلوانے میں اس کی سیاست کا بڑا دخل ہے۔ یہ ساری مساعی حضرت شیخؒ کی تھی جس نے لادین اکبر اور بد دین جہانگیر کے تخت پر شاہجہاں جیسے دیندار کو لا بٹھایا۔

مگر شیخؒ کی مساعی یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے اثرات ایک صدی بعد تک جاری رہے جہانگیر کے آخری دور میں مذہبیت کی جو لہر اُٹھی وہ عالمگیر کے بعد بھی جاری رہی۔ خود جہانگیر نے کشمیر آتے جاتے حضرت شیخؒ کے ہاں قیام کیا جس کا تذکرہ تزک میں موجود ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق اس نے شیخؒ کے ہاں کھانا بھی تناول کیا۔ نیز ایک اور روایت ملتی ہے جس کے مطابق جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا:

> ''میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس پر بخشش کی امید ہو مگر ایک دستاویز ہے جس کو اللہ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں وہ یہ کہ ایک روز شیخ احمد سرہندی نے مجھ سے فرمایا کہ اگر اللہ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے''۔

مندرجہ بالا واقعات اس عظیم الشان کامیابی کا حصہ ہیں جو شیخؒ کو نصیب ہوئی اور جس کے لیے انہوں نے کڑی محنت اور مشقت برداشت کی تھی۔ مگر سلسلہ رُشد و ہدایت یہاں ختم نہیں ہو گیا، اگلے مرحلے میں آپ پڑھیں گے کہ خواجہ معصومؒ جو حضرت شیخؒ کے فرزند دوم اور خلیفہ ہیں مغل بادشاہوں کو جہاد پر ابھار رہے ہیں۔ یہ وہ اگلا قدم تھا جس کی مہلت شیخ مجددؒ کو حیات نے نہ دی مگر وہ خطوط ضرور متعین کر گئے تھے۔

اب موقع ہے کہ ہم اکبری فتنے کے مقابلے میں شیخؒ کی کامیابیاں شمار کر لیں۔

۱۔ شیخؒ کی کامیابی کا پہلا قدم یہ ہوا کہ گوالیار کی قید میں سیکڑوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور خود قلعے کے افسر اور سپاہی، شیخؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ یہ معمولی کامیابی نہ تھی بلکہ امرائے دولت کے بعد افواج شاہی میں شیخؒ کے اثر و رسوخ کی ابتدا تھی۔

۲۔ شاہی لشکر میں نظر بندی کے وقت چونکہ شیخؒ کے پورے گھر کو ہی بلا لیا گیا تھا اس لیے پورا گھرانہ ہی تبلیغ و ترویج دین میں مشغول ہو گیا تھا۔ مستورات میں کام کے حوالے سے ویسے ہی کھلا میدان موجود تھا اور وہاں چونکہ سیاسی اغراض کا معاملہ بھی نہیں تھا اس لیے جلد ہی حرم شاہی میں شیخؒ کا اثر پہنچ گیا۔ یہ ایک انتہائی اہم کامیابی تھی۔ خود خدیجۃ الزمانی بیگم، جو اکبر کی بیوی تھی، شیخؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی اگرچہ اس کی عمر اس کے بعد زیادہ نہیں رہی۔ یہ خدیجۃ الزمانی بیگم وہ ہے جس کی گود میں شہزادہ خرم نے پرورش پائی چنانچہ اگلی انتہائی اہم اور عظیم الشان کامیابی وہ تھی جو اگلی سطور میں آ رہی ہے۔

۳۔ جہانگیر خصوصی مجالس میں شیخؒ کا وعظ سنتا تھا۔ ان مجالس میں امرائے دولت اور اعیانِ سلطنت بھی شریک ہوتے تھے۔ یہ بذاتِ خود ایک انتہائی اہم کامیابی تھی مگر اس سے بھی زیادہ اہم کامیابی یہ تھی کہ شہزادہ خرم آپؒ کے حلقہ بگوش ہوا اور اس حلقہ بگوشی میں خود جہانگیر کی مرضی اور اصرار شامل تھا۔ گویا ہندوستان کا مستقبل کا شہنشاہ جو لادین اکبر کا پوتا تھا، خود بخود شیخؒ کی گود میں آ گرا اور اس لادینیت کے مخالف ہوا، جو اکبر کی سیاسی اغراض اور مذہبی ناسمجھی کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی۔ نتائج کے اعتبار سے یہ کامیابی اہم ترین تھی اس سے فوری فائدہ یہ ہوا کہ جہانگیر کے بعد شہزادہ پرویز کو بادشاہ بنانے کی کوشش جو خود نور جہاں کی جانب سے جاری تھی اور اس کے ہاتھ میں سلطنت کے اہم کارپرداز تھے جبکہ مخالفت میں جو سنجیدہ مزاج سنی امراء اور وزرا کسی مرکز کے بغیر فکر مند ہوئے جا رہے تھے، ایک مرکز پر اکٹھے ہو کر مزاحمت کرنے کے قابل ہو گئے۔ اسی عظیم الشان کامیابی کے نتائج میں یہ بھی ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر جیسا دین دار بادشاہ ہندوستان کا نصیب ہوا۔ اگرچہ اورنگ زیب نے شیخؒ کو نہیں دیکھا مگر اس کی ارادت مندی اور عقیدت اسی خاندان سے رہی جیسا کہ اگلے مرحلے کی تفصیل میں سامنے آئے گا۔

۴۔ شیخؒ کی رہائی کے بعد اسی سال قلعہ کانگڑہ فتح ہوا۔ یہ فتح وہ تھی جو اس سے پہلے کسی بادشاہ کے حصے میں نہیں آئی تھی۔ اس مہم پر پہلے نواب سید فرید نامزد ہوئے جو شیخؒ کے مرید ہیں اور ان کے نام مکتوبات موجود ہیں۔ ان کی وفات کے بعد یہ مہم عبد العزیز خاں نقشبندی کے حوالے ہوئی اور انہی کے ہاتھوں فتح بھی حاصل ہوئی۔ خود جہانگیر نے اس فتح پر تزک میں انتہائی خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اگلے سال جہانگیر قلعہ کانگڑہ کے معائنے کے لیے گیا تو وہاں مسجد بنوائی اور اذان نماز وغیرہ شعائر اسلام جاری کروائے۔ اکبر کے بیٹے کی یہ مذہبیت در اصل اس مساعی جمیلہ کی کامیابی تھی جس کو شیخؒ نے شروع کیا تھا۔

۵۔ کشمیر جاتے اور آتے ہوئے جہانگیر نے دو مرتبہ سرہند میں قیام کیا اس قیام کا تذکرہ بھی تزک میں کیا ہے۔

۶۔ ایسی فضا پیدا کر دی کہ شاہجہان اور عالمگیر کامل مذہبی جذبات کے ساتھ ایک صدی کے قریب حکومت کرتے رہے یہ کامیابی سب سے بڑی ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اب بھی ہندو اور شیعہ حکومتی عہدوں پر فائز تھے۔ شاہجہاں کا پہلا وزیر اعظم اس کا سسر آصف خاں تھا اور یہ نور جہاں کا بھائی تھا، اس کی تبدیلی مذہب کی کوئی شہادت دستیاب نہیں ہے لیکن اس کی وزارت اس ماحول پر کوئی اثر نہ ڈال سکی جو شیخؒ کی مساعی کے نتیجے میں قائم ہوا تھا۔

ایک وقت وہ تھا جب کہ اکبر امن و آشتی کی آڑ میں ایک مشترکہ مذہب کا نعرہ بلند کر رہا تھا اور آسمانِ دانش و آئین کے ستارے ابوالفضل، فیضی، ملا مبارک، ٹوڈر مل بیربل وغیرہ اس کے نورتن بنے ہوئے تھے، دنیا کی ہر ایک دولت قدموں پر تھی، ہر نیاز مندی اور فیروز مندی سر تسلیم خم کیے ہوئے تھی۔ عظمت و جلالت کا ایسا سکہ دلوں پر بیٹھا ہوا تھا جس کے سامنے سر اُٹھانا دشوار تھا حتیٰ کہ دین و مذہب کی لعنتوں کی پروا کیے بغیر ہر ایک درشنِ شاہی کے وقت سجدہ کرنے کو تیار رہتا تھا... تو کس کو یقین آسکتا تھا کہ یہ مذہب جس کی بنیادیں بظاہر اس قدر مضبوط ہیں وہ ستر سال کے بعد ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آئے گا۔ مگر ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ بھیجا جاتا ہے اور اکبر کے مقابلے پر شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کی کامیابی اس قدر مکمل ہے کے اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔

ملت مصطفویہ علی صاحبھا السلام پر ایک ہزار سال گزر جانے کے بہانے اس نئے دین کی بنیاد رکھی گئی تھی مگر مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے دنیا کو بتا دیا کہ یہ امت 'خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور اس کا مقدس دامن 'حشر کے کناروں تک پھیلا دیا گیا ہے۔ اس کے سامنے اکبر اور اس طرح کے مذہبی لبادے میں لپٹے سیاسی مداریوں کی کوئی اہمیت و وقعت نہیں ہے۔ جو ان دامنوں کو سمیٹنا چاہے گا وہ خود ہی سمٹ جائے گا اور اس کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا۔

عالمگیر کے جانشین ناخلف ہوئے اور انہوں نے سیاست میں سے مذہبی روح ختم کر کے مسلم سلطنت ہی ختم کر دی تو شیخؒ کے جانشینوں نے اس مذہبیت کی روح قائم رکھنے کے لیے نئے طریقے اور انداز اختیار کیے۔

وفات سے کچھ عرصہ پہلے فرمایا کہ:

"مجھے اپنی عمر ۶۳ برس معلوم ہوتی ہے۔ اتباعِ سنت کا جذبہ جس کو مقامِ فنا تک پہنچا چکا ہو کیا معلوم اس کو غیر اختیاری امور میں بھی اتباعِ سنت نصیب ہو جائے"۔

عمر کے آخری شعبان میں آپ کی اہلیہ نے کہا کہ "کیا معلوم اس مرتبہ کس کس کا نام دفترِ ہستی سے کاٹا گیا ہو؟" آپؒ نے فرمایا:

"تم تو بطورِ شک کہہ رہی ہو۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے اپنی آنکھوں سے اپنا نام دفترِ ہستی سے محو ہوتے دیکھا ہو"۔

اس کے بعد آپؒ نے رشد و ہدایت کا سارا کام صاحب زادوں کے سپرد کر دیا اور خود صرف یادِ الٰہی میں محو ہو گئے۔ نوافل و صدقات کی کثرت کر دی اور نماز کے علاوہ اپنی خلوت سے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ وسط ذی الحجہ میں حضرتؒ کو تپ محرقہ شروع ہوا اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ ۱۲ محرم الحرام کو فرمایا کہ بس اب چالیس پچاس روز کے اندر مجھ کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے۔ چنانچہ ۲۸ صفر المظفر کی رات کو آپ حسب معمول تہجد کے لیے اٹھے اور وضو وغیرہ فرما کر اطمینان سے نماز پڑھی اور خدام سے فرمایا: "تم لوگوں نے بڑی تکلیف اٹھائی بس آج سے یہ تکلیف ختم ہے"۔ چنانچہ اسی روز اسمِ ذات کا ذکر کرتے کرتے آپ کی روح خالق حقیقی سے جا ملی

اللھم اغفر لنا والمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات

اقبال مرحوم نے حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر حاضری کے وقت جو اشعار کہے وہ آپ رحمہ اللہ کی مسلمانانِ ہند کے دین و ایمان بچانے کی سعی کو کیا خوب بیان کر رہے ہیں

؎ حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ کے بعد آپ کا سلسلہ رشد و ہدایت آپ کے جن صاحبزادگان اور خلفاء کے ذریعے جاری رہا ان میں دو حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں

۱۔ خواجہ معصومؒ جو حضرت کے صاحب زادے ہیں

۲۔ شیخ آدم بنوریؒ یہ شیخؒ کے خلیفہ ہیں اور ان کے ذریعے شیخؒ کے طریقے کو بہت وسعت ملی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اسلام اخلاق سے پھیلا ہے نہ کہ تلوار سے؟

مولانا محمد سبحان قاضی

بے شک اسلام اخلاق سے پھیلا ہے لیکن یہ دعویٰ غلط ہے کہ تلوار اخلاق کی ضد ہے۔ یہ شبہ اس وقت پیدا ہوا جب حضرات علمائے کرام سے پوچھا گیا کہ اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی۔ انہوں نے ایک جامع لفظ ''اخلاق'' کو استعمال فرمایا اور جواب دیا کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے۔

لیکن علمائے کرام کے اس قول سے یہ ثابت کرنا کہ اسلام کی اشاعت میں تلوار کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ تلوار تو اخلاق کی ضد ہے...دین کو بگاڑنے اور مسلمانوں کو نہتا کرکے اپنے دشمن کے لیے تر نوالہ بنانے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

اس مسئلے پر مفصل بحث کرنے سے قبل ایک بات کا ذکر ضروری محسوس ہوتا ہے کہ آخر اس سوال کی کیا ضرورت پیش آئی کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یا تلوار سے؟ اور ایک خاص دور میں خاص لوگوں کی طرف سے یہ سوال کیوں اس شد و مد کے ساتھ اٹھایا گیا؟ اصل بات یہ تھی کہ مسلمانوں کی بہادری، جوانمردی، تلوار بازی اور شوقِ شہادت کے سامنے پوری دنیا کا کفر بے بس ہو چکا تھا اور حالت یہ تھی کہ کافر کے لیے اسلام، موت یا غلامی کے علاوہ چوتھا اور کوئی راستہ باقی نہیں تھا۔

اطرافِ عالم میں مسلمان فاتحین پہنچ چکے تھے اور لاکھوں انسان جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ علاقوں کے علاقے ان کے سامنے سرنگوں ہو رہے تھے۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کے دشمن منافقین اور یہودیوں نے یہی سوچا کہ مسلمانوں کو میدان میں شکست دینا اور طاقت کے زور پر ان کی یلغار کو روکنا بالکل ناممکن ہے۔ اب کسی طرح سے اس بہادر قوم کو بزدل بنایا جائے۔ تیر و تلوار کے ان شیدائیوں کو اسلحے سے متنفر کیا جائے، عیش و عشرت کی زندگی کو شہادت کی موت کے بھلانے کا ذریعہ بنایا جائے۔

چنانچہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا کہ اسلام تو طاقت کے بل بوتے پر دنیا میں مسلط ہوا ہے۔ اس نے تلوار کی نوک گلے پر رکھ کر لوگوں کو کلمہ پڑھایا ہے۔ اس نے جبر و استبداد اور استحصال کے ذریعے ملکوں پر حکمرانی حاصل کی ہے۔ کافروں کے اس خطرناک اور زہریلے پروپیگنڈے کے جواب میں وقت کے علمائے ان قرآنی احکامات کی وضاحت فرمائی کہ اسلام کسی کو زبردستی مسلمان ہونے کا حکم نہیں دیتا، اسلام کا نظام، نظامِ جبر نہیں بلکہ نظامِ اخلاق ہے۔

علمائے کرام کی یہ تصریح بالکل درست تھی کہ دین اسلام کے قبول کرنے کے سلسلے میں ہمارے مذہب میں کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے بلکہ جس کا دل چاہے مسلمان ہو جائے اور جس کا دل چاہے وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی غلامی میں رہے اور مسلمان اس کی جان و مال کا دفاع کریں گے اور اسلام کا نظام 'نظامِ اخلاق' ہے کہ اس میں ہر معاملے میں اخلاق کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے (اخلاق کی تشریح آگے آ رہی ہے) مگر سازشیوں نے علمائے کرام کی اس تصریح کا غلط مفہوم دنیا کو سمجھایا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ علمائے نے فیصلہ سنا دیا ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے۔ اس میں تلوار کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کوئی دخل۔ چنانچہ اس بات کو اتنے زور و شور سے بیان کیا گیا کہ مسلمان 'واقعی تلوار اور اخلاق کو دو متضاد چیزیں تصور کرنے لگے۔ انہوں نے سمجھا کہ ہمارے مذہب میں اسلحہ تو ایک جرم ہے۔ ہمارا مذہب اخلاق کا درس دیتا ہے اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ بھی ہو جائے، وطن چھن جائے، غلامی کرنی پڑے، جان دینی پڑے، عزت کو برباد کرنا پڑے مگر اسلحے کو ہاتھ نہیں لگانا۔ چنانچہ کافروں کے اس پروپیگنڈے کی بنا پر آج کا مسلمان اسلحے کے زیور سے محروم ہو چکا ہے۔ آج کی سوسائٹی میں علما، مشائخ اور دین دار طبقے کے لیے اسلحہ رکھنا اور اسے سیکھنا کسی فحش گناہ کی طرح معیوب بن گیا ہے۔ تیر اندازی کی وہ محفلیں جو دورِ نبوت میں سجا کرتی تھیں 'ویران ہو چکی ہیں۔ تلوار بازی کی بنا پر بارگاہ نبوت سے جو اعزازی کلمات ملتے تھے 'آج کا مسلمان ان سے محروم ہو چکا ہے۔

چنانچہ مسلمان تو اسلحے سے دور ہو کر فاختہ کی طرح امن پسند، کمزور اور نہتا ہو چکا جب کہ اسے اسلحے کے خلاف اکسانے والی قوموں نے اسے تباہ کرنے اور حرفِ غلط کی طرح مٹانے کے لیے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تیار کر لیے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے جس خطے کو یا جس فرد کو چاہتے ہیں منٹوں میں مٹا دیتے ہیں۔ انہیں کسی قسم کی مزاحمت یا دفاع کا سامنا تک نہیں کرنا پڑتا۔ یہ نتیجہ ہے اس اخلاق پر عمل پیرا ہونے کا، جس اخلاق کو ہم نے تلوار کی ضد سمجھا اور جس اخلاق کو ہم نے بزدلی سستی، کاہلی اور اپاہجی سمجھا! حالانکہ ایسے اخلاق کی تعلیم نہ قرآن نے دی ہے، نہ حدیث نے، نہ فقہانے یہ سمجھایا ہے اور نہ مشائخ اسلاف نے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اصل مسئلے کی طرف لوٹتے ہیں۔

1. اخلاق کی تشریح
2. اسلام قبول کرنے اور اس کے نافذ ہونے کا فرق

پہلا اہم مسئلہ اخلاق کی تشریح کا ہے تو خوب سمجھنا چاہیے کہ اخلاق مسکرانے، ہنسنے، ظلم سہنے کا نام نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر حال کے مطابق ایسا کام کرنا جو اِس حال اور وقت کے

مناسب ہو اور اس کے بگاڑ کا ذریعہ نہ ہو' یہ اخلاق ہے۔ پیار کے وقت نرمی اور سختی کی جگہ پر سختی 'اخلاق کہلاتی ہے۔ کوئی آدمی کسی خطرناک سانپ کو دودھ پلا کر پال رہا ہو، تا کہ یہ سانپ انسانوں کو نقصان پہنچائے تو اس کا سانپ کو دودھ پلانا بظاہر اخلاق ہے، مگر حقیقت میں ظلم ہے۔ اب کوئی مفکر بھی اس آدمی کو اخلاق کا تاج پہنانے کی لیے تیار نہ ہو گا۔

اخلاق کے اس معنی کو ایک عام فہم مثال کے ذریعہ سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک آدمی نے کسی کتے کو پیاسا مرتے دیکھا اور اس نے اسے پانی پلا دیا، اس کا یہ فعل یقیناً اخلاق ہے۔ لیکن اس نے جیسے ہی اس کتے کو پانی پلایا کتا کسی مسلمان عورت کو کاٹنے کے لیے لپکا۔ اب اس نے لاٹھی کے ذریعے سے کتے کا علاج کیا تو اس کا یہ مارنا بھی اخلاق ہی ہے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کو کسی برائی یا مضر چیز سے روکنے کے لیے مارتا ہے، اس کا مارنا یقیناً اخلاق کے زمرے میں شامل ہو گا لیکن ایک باپ اپنے بیٹے کو فحش کاری میں مبتلا دیکھ کر بھی کچھ نہیں کہتا اور اس پر اپنے احسانات کو جاری رکھتا ہے تو یہ باپ اخلاق کا خوگر نہیں بلکہ ظلم کا پجاری ہے۔

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی قرآن مجید نے ان الفاظ میں دی ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ(القلم:۴)

"اور بے شک آپ مرتبہ خُلقِ عظیم پر فائز ہیں"۔

اس گواہی کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجسم اخلاق تھے۔ لیکن ہم سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم دلی، غربا پروری، بے کسوں کی یاوری جیسی عظیم صفات کو دیکھتے ہیں، وہاں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ستائیس (۲۷) مرتبہ تلوار اٹھا کر کفر کے مقابلے میں نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھتّر (۷۵) مرتبہ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مختلف جنگی مہموں پر روانہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ابی بن خلف جیسے خبیث النفس کافر کو قتل فرمایا اور کعب بن اشرف، حیی بن اخطب، رافع بن خدیج، عصما، زید بن سفیان جیسے کافروں کے قتل کا حکم دیا اور ان کے قتل کرنے والوں کو بڑی بڑی بشارتوں سے نوازا۔ بنی قریظہ کے سات سو (۷۰۰) سے زائد یہودیوں کے ذبح کا حکم جاری فرمایا۔ بدر میں ستر کفار کے مرنے کی جگہیں جنگ سے قبل بتلا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تلوار رکھنے کے فضائل بیان فرمائے، اس کے سیکھنے اور تیر اندازی ترک نہ کرنے کے احکامات جاری فرمائے، ظالم کافروں کے قتل کرنے کی فضیلت بیان فرمائی۔ کیا خدانخواستہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان افعال و اقوال کو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ بد اخلاقی کہنے کی جرات کر سکتے ہیں؟

کیونکہ اگر اخلاق اور تلوار آپس میں متضاد چیزیں ہیں تو پھر یقیناً تلوار اُٹھانا بد اخلاقی ہی کہلائے گا۔

مگر تاریخ گواہ ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اُٹھائی اور اُٹھوائی اور کفر کے کینسر کو سرزمینِ حجاز سے کاٹ پھینکا تو پورا معاشرہ صحت مند ہو گیا اور اسلام اور ایمان کی ہوائیں قیصر و کسریٰ کے کفر کو ہچکولے دینے لگیں۔ ایک اور قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا کہ

"آپ کا اخلاق قرآن مجید تھا"۔

اس روایت میں صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرار دیا ہے۔ اب قرآن مجید کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید تو مسلمانوں کو نماز، روزہ حج اور زکوۃ کے ساتھ جہاد اور قتال کا حکم بھی دے رہا ہے اور قتال کی فرضیت کا اعلان فرما رہا ہے:

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ(البقرہ:۲۱۵)

"تم پر قتال فرض کیا گیا"۔

بلکہ قرآن مجید کی محکم آیات سے جس طرح جہاد کا حکم، اس کی فرضیت، اس کی فضیلت، اس کی جزئیات کی تشریح، اس کے مقاصد اور اس کی حدود معلوم ہوتی ہیں، کسی اور حکم کے متعلق ایسی تشریح قرآن مجید میں موجود نہیں ہے۔ چالیس سے زائد مقامات پر تو قتال کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ شہداء کی ایسی فضیلتیں قرآن نے بتائی ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ کیا جائے تو شوقِ شہادت سے دل پھٹنے لگ جائے۔

تو سوال یہ ہے کہ کیا قرآن مجید 'نعوذ باللہ' بد اخلاقی کی دعوت دے رہا ہے یا صرف قتال جیسی مجبوری کے وقت کی چیز (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) پر اس قدر زور لگا رہا ہے اور قتال چھوڑنے پر طرح طرح کی وعیدیں سنا رہا ہے؟!

بہر حال یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اخلاق کسی کے نہیں اور قرآن مجید مکمل طور پر درسِ اخلاق ہے اور ہمیں ان دونوں میں تلوار، جہاد اور قتال جیسی چیزیں وافر مقدار میں نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ ہم دعوے کی ساتھ یہ کہنے میں

حق بجانب ہیں کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے اور اخلاق اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس میں تلوار نہ ہو۔

اس کی عقلی حیثیت بھی مخفی نہیں ہے۔ ایک ڈاکٹر مریض کے جسم کے کینسر کاٹنے کا حکم دیتا ہے مگر اسے کوئی بھی نہیں کہتا کہ "ڈاکٹر صاحب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہے آپ کس طرح کاٹنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ کو تو اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے"۔ بلکہ کینسر کو تیز دھار نشتر کے ذریعے کاٹنے پر ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور اُنہیں فیس بھی دی جاتی ہے۔

لیکن اگر معاشرے سے کفر کے کینسر کو کاٹنے کی بات کی جائے تو یہ بد اخلاقی نظر آتی ہے! حالانکہ اللہ کے دشمن اور انسانیت کے دشمن کافروں کا وجود اس معاشرے کے لیے کینسر سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ آج اس چیز کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ کفر کے کینسر کے غلیظ اثرات کس طرح سے اہلِ ایمان کے گھروں اور دلوں تک پہنچ چکے ہیں۔ فحاشی اور عریانی جیسی غلاظتیں اب عیب نہیں رہیں۔

سوچنے کی بات:

پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی مرغی اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک چُھری کے ذریعہ اس کے ناپاک خون کو اس کے جسم سے نہ نکال دیا جائے اور چھری چلاتے ہوئے اللہ کی عظمت کی تکبیر نہ پڑھی جائے۔ تو اتنا بڑا معاشرہ جس میں بے انتہا گند سرایت کر چکا ہے۔ اس وقت تک کیسے پاک ہو سکتا ہے جب تک چُھری کے ذریعے سے اس گند کو باہر نہ نکال دیا جائے اور جب یہ گند نکل جائے گا، اس وقت لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں گے۔

آج کے بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ کافر ہمارے اخلاق دیکھ کر خود مسلمان ہو جائیں گے۔ اس دور میں یہ دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے کیونکہ اخلاق اس قوم کے دیکھے جاتے ہیں جس کی اپنی کوئی حیثیت ہو، جس کا اپنا کوئی نظام چل رہا ہو۔ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی آزاد قوم کسی غلام قوم کے اخلاق سے متاثر ہو کر اس کی غلام بن گئی ہو۔ جس زمانے میں مسلمان فاتحین کی شکل میں ملکوں میں داخل ہوتے تھے تو لوگ اُن کو دیکھتے تھے اور مسلمان ہوتے تھے مگر اِس وقت تو ہم ایک قوم کی حیثیت سے کوئی وقعت ہی نہیں رکھتے۔ ہمارا اسلامی نظام کہیں بھی نافذ نہیں، صرف کتابوں میں موجود ہے اور ہمیں اس کے نافذ کرنے میں دلچسپی بھی نہیں ہے بلکہ ہم تو حکومت و خلافت کے نام سے چِڑتے ہیں اور کرسی کو فساق و فجار کی ملکیت سمجھتے ہیں۔ ہم نے چند عبادات کو اسلام سمجھ رکھا ہے اور ایک عالمگیر نظام کو رہبانیت بنا دیا ہے۔ ایسے وقت جب کہ ہمارا قومی، ملی اور دینی وجود ہی پارہ پارہ ہے، ہم کس منہ سے کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے اخلاق دیکھ کر خود اسلام میں آجائیں گے؟ اور اگر چند افراد کہیں پر اسلام میں داخل ہو بھی گئے یا ہو رہے ہیں تو اس سے اسلام کو وہ غلبہ اور عظمت تو نہیں مل سکتی جس کا ہمارے رب نے ہمیں مکلف بنایا ہے۔

ہاں اس کا اُلٹ ہو رہا ہے اور ہمارے مسلمان اپنے حاکم کفار کے طور طریقوں سے بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں مرتد ہو چکے ہیں۔ معلوم نہیں ہم کب تک اپنے ان اخلاق کے ذریعے سے مسلمانوں کو کفر کی جہنم میں دھکیلتے رہیں گے۔ اگر ہم اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی عظمت کی محنت کرتے تو ہمیں آج یہ پستی نہ دیکھنی پڑتی۔

مگر آج ہمیں اپنی عزت و عظمت کا دھیان تو ہے لیکن دین کی ذلت و پستی کا کوئی غم نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خود کافروں کی طرف بھیجا اور اُن کو اسلام، جزیہ یا قتال کی دعوت دی... پھر خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہ طریقہ چلتا رہا کہ اسلامی دعوت کے پیچھے تلوار ضرور ہوا کرتی تھی کہ اس دعوت کو رد کرنے والے حکومت نہ کرتے رہیں بلکہ یا تو اُنہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے کہ انہوں نے اپنے پالنے اور پیدا کرنے والے رب کی دعوت کو جھٹلایا ہے یا اُنہیں ذلیل و رسوا ہو کر جزیہ دینا پڑے گا!

اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں رکھی گئی کہ اسلامی دعوت کو رد بھی کر دیں اور عزت کے ساتھ حکومتیں بھی کرتے رہیں اور مسلمانوں پر مظالم بھی ڈھاتے رہیں!

بہر حال یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ تلوار اخلاق کا ایک اہم ترین جزو ہے اور جو اخلاق 'تلوار' سے عاری ہو گا وہ پستی اور ذلت کا باعث ہو گا۔

ایک اہم نکتہ:

اس وقت تو اسلام کے پھیلنے کا نہیں بلکہ دفاع کا مسئلہ در پیش ہے۔ اخلاق کی غلط تشریح کرنے والے اگر اب بھی مسلمانوں کو تلوار اٹھا کر اپنے جان، مال، عزت و عصمت اور وطن کی حفاظت کرنے کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اس وقت بھی تلوار اٹھانے کو اخلاق کے خلاف سمجھتے ہیں' تو پھر ہمیں یہ کہنے میں ذرہ برابر عار نہیں ہے کہ یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہے۔ یہ قرآن و سنت میں تحریف کرنے والے ملحدین ہیں، یہ مستشرقین کا وہ ٹولہ ہے جو مسلمانوں کو مٹانے کے لیے اُن کی صفوں میں گھسا ہوا ہے۔

ان ظالموں کا بس چلتا تو یہ قرآن مجید سے جہاد اور قتال کی آیات کو کھرچ دیتے مگر اس سے عاجز ہونے کی وجہ سے یہ فضول تاویلوں کا سہارا لے رہے ہیں حالانکہ مسلمان باپ کے

سامنے بیٹی کو ننگا کیا جارہا، بھائی کو باندھ کر اس کے سامنے اس کی بہن کی چادر عصمت تار تار کی جا رہی ہے مگر میر جعفر و میر صادق کے ان زندہ کرداروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

الحمد للہ مسلمانوں کے مقتداء علماء اور مشائخ' جہاد کا فتوی دے چکے ہیں اور ان کے فتووں نے ان ملحدوں کے مکر کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اب مسلمان اپنے تحفظ کے لیے اسلحہ اٹھا چکے ہیں۔ کاش وہ کچھ پہلے اس زیور کو تھام لیتے تو آج یہ ویرانی اور بربادی اسلام کو نصیب نہ ہوتی۔

دوسرا اہم مسئلہ اسلام کے قبول کرنے اور نافذ کرنے کے درمیان فرق کا ہے۔

جہاں تک اسلام کے قبول کرنے کا مسئلہ ہے تو اس پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے کہ کسی سے بھی جبر و کراہ کا معاملہ نہیں کیا جائے گا۔ یعنی کس کے گلے پر تلوار کی نوک رکھ کر کلمہ پڑھنے کی تلقین نہیں کی جائے گی اور یہی مفہوم ہے قرآن مجید کی اس آیت کا:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:۲۵۶)

”دین میں کوئی جبر نہیں“۔

مگر جہاں تک اسلام کے نافذ کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت کا مسئلہ ہے تو اس سلسلے میں جو بھی رکاوٹ ڈالے گا تو سختی کے ساتھ اس رکاوٹ کو دور کیا جائے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کے ساتھ قتال فرما کر اس مسئلے کو قیامت تک کے لیے واضح فرمادیا ہے کہ نظامِ اسلام میں کسی قسم کی رخنہ اندازی اور کتر و بیونیت کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔

اس لیے ان دونوں مسئلوں کو خلط ملط کرنے کی بجائے مکمل تفصیل کے ساتھ سمجھنا چاہیے کیونکہ اسلام کے مزاج میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ہم اس کے پھیلنے میں تلوار کو نظرانداز کر دیں گے تو نعوذ باللہ' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیاں فضول قرار دی جائیں گی کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں تو تلوار کی اجازت نہیں تھی جب کہ ان حضرات نے تلوار کو استعمال کیا اور اکثر علاقے تلوار کی نوک پر فتح کیے اور تلوار ہی کے ذریعے سے گندے مواد کو صاف فرمایا۔ جب مطلع صاف ہو جاتا ہے اور مسلمان ایک باعزت حیثیت کے ساتھ کسی ملک میں داخل ہوتے تو اب لوگوں کو ان کے اخلاق دیکھنے کا موقع ملتا اور وہ گروہ در گروہ دین میں داخل ہوتے۔

اور حالات نے واضح کر دیا ہے کہ وہ داعی زیادہ کامیاب رہے جن کی دعوت کے پیچھے تلوار ہوا کرتی تھی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:۱۱۰)

”تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکنے ہو“۔

”امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کے ”خیرِ امت“ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی دعوت کو کوئی ٹھکرا نہیں سکے گا کیونکہ ان کی دعوت کے پیچھے جہاد کا عمل موجود ہے جو ان کی دعوت کو نہیں مانے گا، جہاد کے ذریعہ اس کا خاتمہ کیا جائے گا۔ جب کہ پہلی امتوں میں دعوت کا عمل تو موجود تھا مگر ان کی دعوت کے پیچھے جہاد کی پاور نہیں تھی“۔

(یہ خلاصہ ہے جو اس تقریر کا جو معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے آیت کریمہ کے ذیل میں فرمائی ہے)۔

آخری گزارش:

بہت ساری احادیث کریمہ میں اسلحے کی مختلف فضیلتیں آئی ہیں۔ مثلاً ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”اللہ رب العزت تلوار اٹھانے والے پر اپنے ملائکہ کے سامنے فخر فرماتے ہیں“ (او کما قال)

ایک حدیث شریف میں فرمایا:

”تلوار اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز دوسرے لوگوں کی نماز سے ستر گنا زیادہ افضل ہے“۔ (او کما قال)

بعض احادیث میں دشمن کو تیر مارنے کی فضیلت آئی ہے۔ بہر حال اس قسم کی احادیث بہت زیادہ ہیں تو اخلاق کے وہ شارحین جو اخلاق کو تلوار کی ضد بتاتے ہیں۔ ان احادیث کریمہ کے متعلق کیا کہیں گے؟ کیا یہ بد اخلاقی کی دعوت ہیں؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود نبی السیف (تلوار والے نبی) تھے۔ آپ خود نبی الملاحم (جنگوں والے نبی) تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم اخلاق تھے۔

اللہ رب العزت امت محمدیہ کو جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے، آمین

☆☆☆☆☆

دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے!

عربی سے اردو ترجمہ: اُبو یمان زین العابدین

عبد القادر کی افغانستان جانے کی خواہش:

ایک مرتبہ عبد القادر نے کھل کر اپنی خواہش ظاہر کی کہ وہ افغانستان جانا چاہتا ہے۔ جہاد کے لیے نہیں بلکہ اس لیے کہ مختلف قسم کا اسلحہ چلانے کی تربیت حاصل کر سکے۔[1] اس نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے وہاں پہنچا سکے؟ ابو عبد اللہ نے اثبات میں جواب دیا، تو عبد القادر نے کہا انہیں بتا دیجئے کہ میں افغانستان جانا چاہتا ہوں۔ ابو عبد اللہ نے دو ساتھیوں کو بتلایا ایک علی حمزہ بہلول اور دوسرے محمد صالح سمبوسہ، وہ آمادہ ہوئے مگر تیاری کے لیے کچھ وقت مانگا۔ عبد القادر نے افغانستان جانے کی خواہش ظاہر تو کی تھی لیکن اس کی حقیقت معلوم نہیں تھی کہ وہ کیوں جانا چاہتا ہے؟ کیا وہاں اختلافات پیدا کرنا چاہتا ہے؟ یا مجاہدین کے ہاں اپنا مقام و اعتماد حاصل کرنے کے لیے۔ یا ابو عبد اللہ کے سامنے اپنی دین پسندی ظاہر کرنے کے لیے۔[2]

عبد القادر کا دعویٰ تھا کہ اس نے کچھ عرصہ پہلے ایک حدیث پڑھی تھی جو اس نے سوڈان میں طلبہ کو سکھائی تھی، جس میں یہ آیا ہے کہ ایک آدمی قحطان کا نکلے گا جو لوگوں کو قحط میں مبتلا کرے گا۔[3] ابو عبد اللہ کا کہنا تھا کہ یہ حدیث مجھے بہت تلاش کے بعد بھی نہیں ملی۔ کیونکہ جو مشہور حدیث ہے اس سلسلے میں اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ”قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک ایک آدمی قحطان سے نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنے عصا کے ذریعے ہنکائے گا“۔

اس زمانے میں ابو عبد اللہ کی بیوی امید سے تھی اور ولادت کا وقت قریب ہی تھا، تو اس نے عبد القادر سے کہا کہ میں مدینہ جا کر وہاں رہنا چاہتا ہوں، وہاں میں امام مہدی کا انتظار کروں گا کیونکہ فتنے بہت بڑھ چکے ہیں اور میرا گمان یہی ہے کہ ان کے نکلنے کا وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا جب ان کا ظہور ہو تو میں وہاں ہوں گا۔ عبد القادر جب بھی اس کا مکہ یا مدینہ جانے کا سنتا یا امام مہدی کی سیرت کے بارے میں کوئی بات سنتا تو اس کو نہ جانے کی نصیحت کرتا، اور کہتا کہ کہیں اسے گرفتار نہ کیا جائے، کیونکہ بارڈر پر موجود فورس نہ اللہ کا خوف کرتے ہیں، نہ ہی یمنیوں کا کوئی خیال و لحاظ کرتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ سعودیہ جا رہا تھا میرے پاس تجارت کے لیے عقیق اور کچھ دوسرے قیمتی پتھر تھے، تو مجھے گرفتار کر لیا گیا، مارا گیا اور مجھ پر جادو کرنے کا الزام بھی لگا دیا گیا۔ ان پتھروں کو مائیکروسکوپ میں بھی دیکھا گیا تا کہ اگر ان کے ذریعے کچھ جادو کیا گیا ہو تو اس کا پتہ لگایا جا سکے۔

ابو عبد اللہ کے ہاں منگل کے دن بچے کی ولادت ہوئی۔ علی بہلول اور محمد سمبوسہ نے اس سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ جمعہ کے دن اس سے ملاقات کریں گے، چنانچہ انہوں نے بس میں ملاقات کی۔ ابو عبد اللہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، علی حمزہ اس کے ایک طرف اور محمد سمبوسہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں نے اس سے عبد القادر کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرنی چاہی۔ ابو عبد اللہ نے حیران ہو کر وجہ پوچھی، تو انہوں نے کہا پہلے آپ پوری بات بتائیں پھر ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ ابو عبد اللہ نے انہیں عبد القادر کا قصہ ذکر کیا۔ ان دونوں نے کہا شاید آپ کچھ بھول گئے ہوں یاد کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس نے کہا میں نے تقریباً ساری بات بتا دی ہے، انہوں نے کہا: کیا اُس نے آپ کو وہ خواب نہیں سنایا جس میں وہ پوری دنیا پر حکومت کرتا ہے، اور وہ آئین کی بات جس کے ذریعے وہ دنیا پر حکومت کرتا ہے؟ اور آپ کو اپنے ساتھ کام کرنے کی پیشکش بھی کی تھی؟ ابو عبد اللہ نے کہا کہ یہ تو

---

[1] بخاری شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ”ایمان یمنی ہے، اور فتنہ یہاں ہے، یہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہو گا، مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے“۔ اصفہان بھی مشرق کی طرف ہے جہاں اس کے ستر ہزار پیروکار موجود ہیں۔ اور شاید اس کو وہاں مناسب ماحول ملنے اور لوگوں کو اپنا تابع بنانے کے لیے موقع ملے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ افغانستان یعنی خراسان جانا چاہتا ہو تا کہ ان کالے جھنڈوں والے لشکر کے لیے رکاوٹ بنے جس کا حدیث میں تذکرہ ہے جو امام مہدی کے لیے راستہ ہموار کرے گا، اور ان کی نصرت کرے گا، جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ ”جب تم دیکھو کہ کالے جھنڈے خراسان کی جانب سے نکل چکے ہیں تو ان کے پاس جاؤ اگرچہ تمہیں برف پر پھسل کر جانا پڑے۔ کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ امام مہدی ہو گا“۔ (عقد الدرر)

[2] اگر وہ واقعی دجال تھا تو وہ یہ ضرور جانتا ہو گا کہ امام مہدی خراسان جاتے ہوں گے۔ اور یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ ابو عبد اللہ کے افغانستان جانے میں رکاوٹ بننا چاہتا ہو گا۔ جیسا کہ آگے معلوم ہو گا کہ اس کے جادو کی وجہ سے ابو عبد اللہ مکہ نہیں جا سکا تھا۔

[3] عبد القادر نے یہ حدیث کسی نادر مخطوطہ میں پڑھی تھی یا اس نے قحطان کے لفظ سے قحط سمجھا، یا اُس نے جھوٹ گھڑا تھا؟ اس قحطانی سے کیا مراد ہے جو لوگوں کو قحط میں مبتلا کرے گا، اس سے مراد امام مہدی ہو سکتے ہیں جو ”کرعہ“ سے نکلیں گے۔ یا اس سے مراد امام مہدی کے ساتھی ہیں جو ”یکلا“ سے نکلیں گے۔ یا اس سے مراد وہ خود تھا اگر وہ دجال تھا، جب وہ اہل یمن کے پاس جائے گا تو انہیں اہلِ ایمان پائے گا۔ پھر وہ مشرق جائے گا جو اس کی تصدیق کریں گے، اور پوری زمین میں قحط پھیلا دے گا۔

بتایا تھا لیکن یہ ایک راز تھا اور مجھے اس کو افشا کرنا مناسب نہیں لگا، لیکن تم لوگوں کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو مشہور بات ہے اور ہم نے یہ معلومات صومالیہ اور اریٹیرین طلبہ سے حاصل کی ہیں، اور ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ عبد القادر ڈبل ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہو، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کئی ایجنسیوں اور متعدد ممالک (جن میں سعودیہ بھی ہو سکتا ہے) کا ایجنٹ ہو۔

ابو عبد اللہ نے کہا ان سب باتوں کا کیا فائدہ ہے؟ علی حمزہ نے کہا جب آپ نے ہمیں اس شخص کے بارے میں بتایا، تو ربان کمپنی کے ہیڈ آفس میں (جہاں میں ڈائریکٹر ہوں) گندمی رنگ کا ایک نوجوان جس کا نام یحییٰ تھا میرے پاس آیا، جو صعدہ کے علاقے "دماج" میں شیخ مقبل وادعی کے پاس پڑھتا تھا۔ ابو عبد اللہ نے کہا میں اسے جانتا ہوں میں نے وہاں پڑھایا ہے۔ علی حمزہ نے کہا کہ مجھے اس نوجوان نے کہا کہ مجھے عبد القادر نے بھیجا ہے۔ اور عبد القادر مجھ سے ابو عبد اللہ کی افغانستان لے جانے والی بات کی حقیقت پوچھنا چاہتا تھا، تو میں نے اسے سکیورٹی صورت حال کی وجہ سے جواب دینے سے معذرت کی۔ میں نے اسے کہا کہ میرا افغانستان، القاعدہ یا مجاہدین کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ علی حمزہ نے مزید کہا کہ وہ نوجوان پھر دوبارہ آیا اور یہی بات اس نے کہی کہ عبد القادر کہتا ہے کہ علی حمزہ انہیں افغانستان لے جائے گا، میں نے اسے کہا اگر تم دوبارہ یہاں آئے تو میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا، میں افغانستان نہیں جانتا نہ ہی میرا مجاہدین کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہے۔ میں نے سختی سے اسے کہا کہ آئندہ یہاں نظر نہ آنا۔

علی حمزہ نے کہا کہ میں اور محمد سمبوسہ اکٹھے بیٹھے، اور اس بات پر غور کیا کہ ابو عبد اللہ اور عبد القادر نے ایسا کیوں کیا؟ اور انہوں نے یہ طریقہ کیوں اختیار کیا؟ اسی وجہ سے ہم نے "حدیدہ" میں موجود عام لوگوں سے اس بارے میں معلومات اکٹھی کیں۔ نیز ہم نے صومالیہ میں بھی موجود مجاہدین سے رابطہ کیا اور عبد القادر کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ اس نام کا کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے، نہ تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ نام "عبد القادر محمد حید باقاصی" ایک خیالی نام ہے جو اچانک ظاہر ہوا اور پتہ نہیں چلا کہاں سے آیا، اور یہ ایک نامعلوم جھوٹا شخص ہے۔ اس کے بعد علی حمزہ اور محمد سمبوسہ دونوں نے عبد القادر کے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔

علی حمزہ نے کہا ہم رات کو اس کے گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا۔ محمد سمبوسہ ہٹ کر ایک طرف ہو گیا، عبد القادر احرام کی چادر اپنے سر کے گرد لپیٹے ہوئے باہر آیا اور پوچھا کس سے کام ہے؟ علی نے کہا پہلے آپ بیٹھنے کا تو کہہ دیجیے، تو اس نے کہا آجائیں۔ علی نے سکیورٹی کے کسی آدمی کی طرح کردار ادا کیا۔ علی نے کہا ہم نے سنا ہے آپ افغانستان جانا چاہتے ہیں؟ وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس قسم کا اسلحہ آپ سیکھنا چاہتے ہیں ہم آپ کو یمنی حکومت کے ٹریننگ سنٹر میں سکھا دیں گے۔ یہ سن کر عبد القادر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھا، اور رحم طلب انداز میں کہنے لگا: میں تمہارا بھائی ہوں اجنبی ہوں مجھے تکلیف مت دیجیے۔ علی حمزہ نے اسلحہ کی شکل بنا کر اپنی شہادت کی انگلی سامنے کی طرف کر کے اور انگوٹھا اوپر کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا ادب کے ساتھ بیٹھو۔

علی حمزہ کا عبد القادر کی جانب اشارہ:

علی حمزہ نے عبد القادر کی طرف اشارہ کیا۔ عبد القادر نے کہا جب تم بندوں کے رب کی طرف اشارہ کرو تو یوں کرو یعنی انگوٹھا نیچے کی طرف کر کے۔

عبد القادر اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے:

ان کی اس بات چیت کو دروازے پر کھٹکھٹانے کی آواز نے منقطع کیا۔ عبد القادر کپڑا لپیٹ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی سے پوچھنے لگا: کون؟ محمد سمبوسہ نے ایک خیالی نام لے کر پوچھا یہ فلاں کا گھر ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو وہ چلا گیا، ان دونوں نے پہلے سے ہی یہ تفصیل طے کر لی تھی، تاکہ عبد القادر کو خوفزدہ کر سکیں۔ محمد سمبوسہ نے بہت ساری چابیاں اور زنجیریں لٹکا رکھی تھیں، تاکہ چلتے ہوئے اس کی آواز سے رعب پیدا کر سکے۔ اسکے بعد عبد القادر بیٹھ گیا تو علی نے کہا کہ اس شخص نے تمہاری تصویر کھینچی اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلا، لیکن علی کو خود اس کا احساس نہیں ہوا کہ عبد القادر نے کپڑا لپیٹ کر دروازہ کھولا تھا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علی حمزہ نے عبد القادر کے پاس نقشوں کی ایک کتاب بھی دیکھی تو اس سے پوچھا کہ کیا تم اس کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کرو گے؟ پھر اس سے کتاب لینے کی اجازت مانگی تو اس نے دے دی۔

علی چلا گیا لیکن پانچ دن بعد آیا اور کتاب کو دروازے کے اوپر اس طرح رکھا کہ جب دروازہ کھولا جائے تو کتاب گر جائے۔ یہ ایک طرح سے دھمکی آمیز حرکت تھی جو ایجنسیوں والے کرتے ہیں، اور اس سے اشارہ اس طرف ہوتا تھا کہ کتاب کی طرح تو بھی گر جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ علی حمزہ نے ابو عبد اللہ کے ساتھ اپنی بات اس پر ختم کی کہ ہم نے آپ سے اس لیے رابطہ کیا تاکہ ہم آپ کو اس شخص کا پورا واقعہ سنائیں۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اس شخص سے دور رہیں، کیونکہ وہ مشکوک ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایجنسی کا بندہ ہو، بلکہ ڈبل ایجنٹ ہو، یا کئی ایجنسیوں کے لیے کام

کرتا ہو۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ کئی مرتبہ سعودیہ بھی گیا ہے۔ اور حسن عریشی نام کے ایک آدمی سے ملا ہے، حالانکہ عریشی سعودی ایجنسی کا بندہ ہے۔

ان معلومات کو سن کر ابوعبداللہ ہل گیا، خاص کر اس وجہ سے کہ وہ سعودیہ جانا چاہتا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کے لیے آگے دروازہ بند ہے کیونکہ اس نے عبدالقادر کو جو کچھ بھی بتلایا ممکن ہے کہ اس نے وہ ساری باتیں سعودیہ پہنچائی ہوں۔ اور اس کو وہاں پہنچتے ہی گرفتار کیا جائے۔ ابوعبداللہ کا کہنا تھا کہ بس کے اندر ہماری اس مجلس نے مجھے شدید حیرت میں مبتلا کر دیا، اور مجھے بہت شدت سے یہ احساس ہوا کہ اگر چہ میں اپنے ان دونوں دوستوں علی حمزہ اور محمد سمبوسہ کو اپنی صورت میں دیکھ رہا ہوں، اور ان کی باتیں بھی سن رہا ہوں لیکن ان کی حرکتیں مجھے نامانوس لگ رہی تھیں، اور مجھے یہ خیال دل میں آرہا تھا کہ یہ دونوں شیطان ہیں جو میرے دوستوں کی شکل میں میرے سامنے آئے ہیں۔

اس مجلس میں گویا انہوں نے مجھے کئی پیغام دیے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ محمد سمبوسہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے عبدالقادر کی آنکھوں میں سفید رنگ کے ٹکڑے دیکھے؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ تمہارا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں ہے لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا تھا تو اس نے کہا تھا کہ یہ بیماری ہے اور میرے پاس سوڈان میں اس کے قطرے بھی تھے، لیکن یمن میں طبی سہولیات میسر نہیں ہیں اور یہ قطرے یہاں نہیں ملتے، میں ان قطروں کو منگوانے وہاں کسی کو بھیجوں گا اور انہیں استعمال کروں گا۔ یہ بھی اس نے کہا تھا کہ وہ ایک آنکھ سے دیکھ سکتا ہے اور دوسری سے نہیں دیکھ سکتا۔

اس پر محمد صالح نے کہا یہ سفید رنگ کے داغوں کا کچھ ذکر احادیثِ نبویہ میں بھی موجود ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

کیا طبِّ نبوی میں بھی نہیں ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا کیا ایسی شخصیت کے آنے کا تذکرہ نہیں ہے جس کی آنکھوں میں سفید رنگ کے داغ ہوں۔

میں نے جواب سوچنے کی کوشش کی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔

اس نے پوچھا کیا آپ کو محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ''مسیح دجال'' ہو، تو ابوعبداللہ بہت ہنسا، کیونکہ یہ احتمال بہت ہی بعید تھا، کہ عبدالقادر 'دجال' ہو۔ مشکوک بات یہ تھی کہ علی حمزہ بھی ابوعبداللہ کے پاس بیٹھ کر ہنس رہا تھا لیکن اس کی ہنسی استہزائیہ تھی، بلکہ چیخ کر حیران ہو کر کہنے لگا دجال! اور یمن میں! دجال یمن میں کیسے آسکتا ہے وہ تو مشرق کی جانب سے نکلے گا۔ محمد سمبوسہ! آپ بہت دور نکل گئے۔ کہاں دجال اور کہاں اس طرح کی باتیں۔ ارے چھوڑ دو یہ بے ہودہ باتیں، پھر اس کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی گویا اس نے پیغام پہنچا کر موضوع بدلنے کی کوشش کی۔

ابوعبداللہ ابھی تک یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ شیاطین ہیں جن کو عبدالقادر نے اس کے دوستوں کی صورت میں بھیجا ہے۔ آخر میں علی حمزہ کے ساتھ اس پر اتفاق پیدا ہوا کہ حدیدہ میں موجود اپنے دوستوں سے اس خبر کی مزید تاکید حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں گے، چنانچہ یہ لوگ چلے گئے لیکن انہیں وہاں کوئی نہیں ملا۔ اکثر تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ابوعبداللہ نے کہا بحث و تفتیش کا کوئی فائدہ نہیں ہے میں تمہاری ساری باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس کے بعد ملاقات اختتام کو پہنچی۔

عبدالقادر کھل کر سامنے آتا ہے:

جب عبدالقادر نے ابوعبداللہ کو مکہ نہ جانے کا پیغام پہنچا دیا تو اب ایک دوسرے طریقے سے سامنے آیا۔ چند دن بعد ابوعبداللہ اپنی ایک نیلے رنگ کی ہیلکس کار میں بیٹھا حدیدہ کے اندر اپنے محلے ''حی غلیل'' جا رہا تھا کہ اچانک اسکی نظر عبدالقادر پر پڑی جو اپنے گھر کے دروازے کے سامنے گزر رہا تھا۔ اپنی عادت کے مطابق رومال اس نے پیشانی تک لٹکا رکھا تھا اور کالا چشمہ پہنے ہوئے تھا، اس نے رومال ہٹایا تو اسکی نظر عبدالقادر کی آنکھوں پر پڑ گئی۔ عبدالقادر کے چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی، پھر دوبارہ اس نے اپنی پیشانی پر کپڑا ڈال دیا اور چلا گیا۔ جبکہ ابوعبداللہ چلتا رہا یہاں تک گھر میں داخل ہو گیا۔ داخل ہوتے ہی اسے چکر آنے لگے اور شدید خوف اور شک محسوس کرنے لگا، خوف نے اسے قابو میں لے لیا اور اپنے خاندان کے متعلق بھی کئی طرح کے وسوسے اس کے ذہن میں آنے لگے۔

ایک دن وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کے والد، سسر سمیت سب اس کی اہلیہ سے ملنے کے لیے آئے تھے۔ کچھ دیر بیٹھنے اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد ابوعبداللہ نے اپنے والد کے چہرے پر نظریں گاڑ کر کہا۔

سنئے ابا جان! والد نے کہا: جی!

ابوعبداللہ نے کہا! ''کل مجھے پھانسی گھاٹ لے جایا جائے گا اور مجھے پھانسی دی جائے گی'' اس کے لب ولہجے میں سنجیدگی تھی۔

والد نے پوچھا لیکن کیوں؟

اس نے کہا وہ مجھ پر کوئی بھی الزام لگالیں گے اور مجھے پھانسی دے دیں گے، اس لیے میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھ پر کچھ قرضہ ہے آپ اس کو ادا کردیں۔

والد نے حیران ہو کر کہا: بجائے اس کے کہ میں تمہیں قرض ادا کرنے کی وصیت کروں الٹا تم مجھے وصیت کررہے ہو!

اس نے کہا میں سنجیدہ ہوں مذاق نہیں کر رہا۔

گھر کا ماحول بدلنے لگا اور یہ خبر سچی لگنے لگی۔ اور سب اس کو ایک سنجیدہ معاملے کے طور پر لینے لگے،اورحیرت انگیز طور پر وہ اس کی حقیقت پوچھنے کی بجائے خاموش ہوگئے۔چند دن اسی طرح خاموشی میں گزر گئے۔

لیکن ایک دن ابوعبداللہ کھڑا ہو کر کہنے لگا،سنو!اللہ کی قسم میں اس طرح بے گناہ ہوں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے خون سے بھیڑیا کا کوئی تعلق نہیں تھا، لیکن یہ لوگ کل مجھے پھانسی دیں گے اور مجھ پر زنا کا الزام لگائیں گے، جبکہ میں شادی شدہ ہوں اور اللہ کی قسم میں نے پوری زندگی میں کبھی بدکاری نہیں کی ہے۔یہ سن کر سب حواس باختہ ہو کر پریشان ہوگئے۔کچھ رو رہے تھے، کچھ اس کو سچ نہیں مان رہے تھے۔

ابوعبداللہ کے والد کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اس پر جادو ہوا ہے، اس لیے وہ اور علی دونوں جادو کا اثر ختم کرنے کے لیے قرآن پڑھنے لگے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو ابوعبداللہ نے اپنے منہ سے بدبو نکلتی محسوس کی، تب اسے معلوم ہوا کہ اس پر واقعی جادو ہوا ہے، لیکن تھوڑا سا افاقہ ہونے کے بعد پھر کمزور پڑ گیا، اور حالت سنگین ہوگئی، یہاں تک کہ جادو اس کے علم اور کتابوں پر مسلط ہوگیا،تو اس نے ”کتاب الفتن“ اور ”عقد الدرر“ نامی دونوں کتابوں کو جلادیا، گویا شیاطین کو انہی کتابوں پر غصہ تھا۔ان کتابوں کے بدلے اسے دوسری مل گئیں مگر ان میں سترہ اوراق کے جلانے پر اسے مسلسل افسوس ہوتا رہا، جن میں اس کی زندگی کے ان خاص واقعات اور اللہ کی طرف سے شاملِ حال توفیقات قلمبند کی گئی تھیں جو حیران کن طور پر ہر اتوار کو پیش آئی تھیں۔ یہ چند اوراق اس کی اہلیہ نے تحریر کی تھیں جب اس نے یہ عجیب بات ملاحظہ کی کہ بہت سارے امور اتوار کو پیش آئے۔مثلاً ان کانکاح، شادی،اس کی پیدائش،قرآن کریم کی حفظ وغیرہ ایسے واقعات جو سب اتوار کے دن ہوئے۔اہلیہ کے توجہ دلانے پر اسے بھی اس جانب خیال ہوا۔اس کے بعد اتوار کے دن کے متعلق اس کا تجسس اور دلچسپی مزید بڑھ گئی،اورہر وہ اہم بات لکھنے لگا جو اسے اتوار کے دن پیش آتی،لیکن جادو کے اثر سے اس نے وہ سارے اوراق جلاڈالے۔

تب معاملہ مزید سنگین ہو گیا اور جادو کا اثر گھر کے دوسرے افراد پر بھی ہونے لگا،اوراس کی والدہ بھی متاثر ہوگئی،چنانچہ اس نے قرآن پڑھنا شروع کیااور ”جن“ اس کی والدہ کی زبان پر بولنے لگا،اور دھمکیاں دینے لگا کہ پورا گھر جلا کررکھ دوں گا خاص کر ابوعبداللہ پر اسے سخت غصہ تھا۔

ایک مرتبہ ابوعبداللہ کے والد گھر آئے اور اسے چاشت کی نماز پڑھنے کا کہا،سب پر جادو کا اثر تھا،اس نے کہا ”میں نماز نہیں پڑھوں گا“ یہ سن کر والد نے غصے میں اسے گیس پائپ سے مارا جس سے اس کو شدید چوٹ آئی، لیکن اس کا بھائی علی درمیان میں آگیا جس کی وجہ سے وہ بچ گیا۔اس کے بعد والد گودام کی طرف گئے تاکہ اسلحہ نکال سکے،اور اسے قتل کرے،تو اس کا بھائی دروازے پر کھڑا ہوگیا اوراسے اندر آنے نہیں دیا۔سب جادو کے زیرِ اثر تھے،پڑوسیوں نے شور سناتوایک پڑوسی جلدی سے آئے اوروالد کو بلا کر ساتھ لے گئےاوراللہ کے فضل سے سب سلامت رہے۔

لیکن ادھر اس پڑوسی کی بیوی پر جادو ہوگیا،اورمرنے تک وہ متاثر رہی، اور یہ اس وجہ سے کیا گیا کہ اس نے کیوں ابوعبداللہ کو قتل سے بچایا۔ابوعبداللہ نے فوراًیہ فیصلہ کیا کہ گھر سے نکل جائے بلکہ یمن چھوڑکر حجاز چلاجائے،چنانچہ وہ سعودیہ میں خفیہ طریقے سے داخل ہوا گیا، جب اسے کچھ افاقہ ہوجاتا تو ٹیکسی میں بیٹھ کر دس کلومیٹر یا اس سے بھی زائد تک کا سفر کرتا لیکن جب جادو کے اثر سے متاثر ہوجاتا توپیادہ سفر کرکے اتنی مسافت طے کرتا۔اس طرح چلتے چلتے بہت مشکل سے وہ مکہ پہنچ گیا۔

جب وہ جدہ پہنچا تو دوارالفلک کی مسجد نورالیقین میں چند دن تک امام بن کر نماز پڑھاتارہا۔اس سے پہلے وہ مسجد نورالایمان میں نمازپڑھاتارہا۔ایک دن اس پر جادو کادوبارہ اثرہوااورجدہ سے مکہ تک پیادہ چلا۔اس دوران وہ ایک بڑے کنویں پر گزرا جس سے پانی کی ٹنکیاں بھری جاتی تھیں۔جادو کا اثر تھا، اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر اس نے اس گہرے کنویں میں چھلانگ لگا دی تو اسے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ وہ اللہ کانیک بندہ ہے،جیسے ہی وہ کنویں کے کنارے پہنچتاتواسے کچھ افاقہ ہو جاتااورپیچھے ہٹ جاتا۔باربارایساہوتارہااورآخری لمحات میں بچ جاتا۔ جدہ اور مکہ کے درمیان واقع بڑی شاہراہ پر چلتے ہوئے پھراس پرجادوکااثرہوا،اس کے دل میں یہ

خیال آتا کہ وہ اپنے آپ کو روڈ کے درمیان گاڑی کے سامنے ڈال دے اسے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ وہ اللہ کے نیک بندوں میں سے ہے، جیسے ہی وہ روڈ کے کنارے پہنچ جاتا تو اسے ہوش آجاتا اور جلدی سے پیچھے ہٹ جاتا۔یہ حالت بھی بار بار پیش آئی اور عین وقت پر پیچھے ہٹ جاتا۔

ایک رات جب وہ مکہ جارہا تھا اور ایک صحرا سے گزر رہا تھا، تو اسے کتوں نے گھیر لیا اوراس پر بھونکنے لگے اور حملہ کرنا چاہا، کہ اچانک اس نے سیٹی جیسی ایک آواز سنی گویا کوئی کتوں کو ڈانٹ رہا ہے، آواز سنتے ہی کتے دم دبا کر بھاگ گئے، اس نے آواز کی سمت دیکھنے کی کوشش کی لیکن کوئی نظر نہیں آیا، صحرا میں دوردور تک کوئی گھر یاانسان نظر نہیں آرہا تھا۔اس نے یہ بات بھی نوٹ کی کہ مسلسل اس کی زبان پر بے ساختہ سورۃ ملک (تبارک الذی) جاری رہتی ہے، جیسے ہی اس کی قرآت پوری ہوجاتی ہے خود بخود دوبارہ شروع کرتا ہے۔مکہ سے جدہ جانے کے دوران اس پر یہ حالت دوبارہ طاری ہوجاتی ہے اوروہ پیادہ چلا جاتا ہے۔یہ سب کچھ ایک ہی دن میں ہوا،اور یہ ایک دن اس پر سال جتنا گزرا۔یہ حالت اس پر ایک دو دن تک طاری رہتی پھر ایک ہفتے تک وہ ٹھیک رہتا اس کے بعد پھر طاری ہوجاتی۔ مکہ میں دورانِ قیام اس حالت میں تھوڑی سی تخفیف محسوس کرتا جبکہ یمن یا جدہ میں ایسا محسوس نہیں ہوتا تھا۔

ایک باراس پر یہ حالت آئی تو اس نے مدینہ جانے کا ارادہ کرلیا، جاتے ہوئے مدینہ کے قریب بدر کے مقام تک پہنچ گیا،اور گاڑی سے اتر کر اس صحرا میں چلنے لگا جس کو الصفر اوالحمرا کہا جاتا ہے۔ چلتے ہوئے چرواہوں پر گزرا تاکہ اپنے لیے کوئی روزگار ڈھونڈے، چرواہے جب اسے دیکھتے کہ اس نے صاف استری شدہ کپڑے پہن رکھے ہیں تو گھبرا جاتے اور یہ سمجھتے کہ شاید یہ کوئی سرکاری ایجنسی کا بندہ ہے۔اتنے صاف کپڑوں میں اس کو کیا ضرورت ہے بھیڑ بکریاں چرانے کی۔ چلتے ہوئے وہ ایک فارم والے پر گزرا جس میں ایک کنواں تھا،اس شخص کے پاس دو سوڈانی مزدور کام کر رہے تھے،وہ پانی کا پائپ ٹھیک کر رہے تھے، تیل اور سیاہ رنگ کی چربی کی وجہ سے میلے کچیلے ہوگئے تھے۔ابوعبداللہ اپنے صاف ستھرے اور استری شدہ کپڑوں اور رومال میں اس کے پاس گیا اور اسے کہا کہ مجھے کام چاہئے، تو اس شخص کو شک ہوگیا اوراس نے قسم دلائی کہ تم خفیہ ایجنسی والے تو نہیں ہو؟شاید تم ہمارے سوڈانی مزدوروں کی تفتیش کے لیے آئے ہو،اور ہمیں گرفتار کروانا چاہتے ہو،حالانکہ ان کے پاس اقامہ موجود ہے،ان کے پاس یہاں رہنے کا اجازت نامہ اور سرکاری دستاویزات پورے ہیں۔

اس حالت میں ایک ہفتہ گزر گیا،جب بھی وہ کسی ہوٹل یامزدوروں کی رہائشگاہ میں کسی کے پاس بیٹھتااس پر یہ حالت طاری ہوجاتی اوروہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے جاتے۔ ابوعبداللہ نے کہاایک دن میں چل رہاتھااتنے میں کچھ لوگوں نے صحرامیں چلتے ہوئے اپنی گاڑی روک دی اور باتیں کرنے لگے۔میں ان کے پاس گیا اور ان سے ''مزرعۃ النہاری'' کے بارے میں پوچھا کیونکہ وہ کہہ رہے تھے کہ انہیں مزدوروں کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ وہ تو بہت دور ہے، میں نے ان سے پوچھا کس طرف ہے انہوں نے ایک جانب اشارہ کیا۔جب میں انہیں چھوڑ کراس طرف چلنے لگاتوانہوں نے مجھے روک دیااور کہنے لگے جب تمہیں گاڑی ملے تو چلے جانا، کیونکہ یہ راستہ خطرناک ہے بھیڑئے تمہیں کھاجائیں گے۔ میں اسی حالت میں بغیر اقامے ادھر گھومتا رہااللہ نے سلامتی کا معاملہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد میں مکہ پہنچ گیا۔جمعہ اور ہفتہ کے دن گھر میں بیٹھا تھا کہ بھائی ''صلاح'' نے پوچھا اس ایک ہفتے کے دوران آپ کہاں تھے؟میں نے کہا مجھے اپنی ذات کے بارے میں کوئی خبر نہیں۔

اس دوران صلاح نے ڈاکٹر شیخ امین ادریس فلاتہ سے ملاقات کی، جو جامعہ ام القریٰ میں ہوتے تھے اور علمِ قرآت کے مشہور عالم تھے، اور بچپن میں انہوں نے ابوعبداللہ کے ساتھ اکٹھے پڑھا تھا۔ انہیں صلاح کی زبانی ابوعبداللہ کی بیماری کا علم ہوا،تووہ اتوار کے دن فجر کی نماز کے بعد ملاقات کے لیے تشریف لائے،ابوعبداللہ اس وقت مسجد میں تھا۔ ایک بھائی جن کا نام فواد الذاری تھا مسجد آئے اور کہا کہ شیخ امین اپنے شاگردوں کے ہمراہ گھر کے دروازے پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مسجد سے آیا انہیں گھر میں بٹھایا خود بھی بیٹھ گیا، اس مجلس میں شیخ امین، جمعان غامدی نام کے ایک پڑوسی، فواد الذاری، محمد ثابت، صلاح اور چار دوسرے ساتھی تھے۔انہوں نے ابوعبد اللہ سے قرآن پڑھنے کا تقاضا کیا پہلے تو اس نے انکار کیا لیکن وہ مسلسل کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ ابوعبداللہ تیار ہوگیا۔ شیخ امین کے شاگرد بھی یکے بعد دیگرے قرآن کی تلاوت کرتے رہے، یہاں تک کہ شیخ امین فلاتہ کی باری آگئی۔ شیخ نے ابھی قرآت شروع ہی کی تھی کہ ابوعبداللہ کا جسم سکڑنے لگا، پھر رونے لگا،اور چہرہ اور بدن سُن ہوگیا، اور جنات حاضر ہوکر اس کی زبان پر بولنے لگے، ابوعبداللہ کہتا تھا کہ میں شیطان کی باتیں سن رہا تھا۔

شیخ نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟

انہوں نے کہا ہمیں عبدالقادر نے بھیجا ہے، وہاں یورپی اور مشرقی گرجوں کے جنات، یہودی اور دوسرے سب قسم کے جنات موجود تھے۔ وہ سب ایک شخصیت کی تلاش میں تھے، چوری چھپے سننے کی کوشش میں ہم نے جو نام سنا وہ یہی یعنی "ابوعبداللہ" تھا۔ ہم نے یہ بھی سنا کہ یہ شخص یہود و نصاریٰ کی امتوں کے زوال کا ذریعہ بنے گا، چنانچہ ہم اسے ڈھونڈنے لگے۔ عبدالقادر عمداً اسے ملا تھا، اس کا مقصد مقابلہ تھا، اسی نے یہ جادو کروایا ہے، تاکہ اسے قتل کرسکے۔

پھر انہوں نے لمبی بات کی، انہوں نے کہا کہ یہ نیک انسان ہے، اس نے ہمیں تھکا کر رکھ دیا ہے۔ جب بھی ہم اس کو قتل کرنے کے قریب ہوتے یہ سورۃ ملک پڑھتا جو ہمارا سارا کام بگاڑ دیتی تھی، یہ سورت ہمیشہ اس کی زبان پر ہوتی ہے۔ انہوں نے بھیڑیوں والا قصہ بھی بتایا کہ ہم ہی اسے ان جگہوں میں دوڑا رہے تھے جہاں بھیڑئے زیادہ ہوتے ہیں، تاکہ یہ ان کا شکار بنے۔ ہم نے کتوں کو بھی اکٹھا کرنے کی کوشش کی لیکن فرشتے آئے اور انہیں بھگا دیا۔ ابوعبداللہ نے کہا تب مجھے وہ آواز یاد آئی جو میں نے صحرا میں سنی تھی جس کی وجہ سے کتے دُم دبا کر بھاگ گئے تھے۔

ابوعبداللہ کے والد کا اسلحہ اٹھانے کا بھی انہوں نے تذکرہ کیا اور کہا ہم نے ہی انہی اِس پر ابھارا، یہ جادو سب کا مشترکہ تھا اور سبھی ایک دوسرے کو متحرک کر رہے تھے۔ ہم نے ہی اسے والد کی مخالفت پر مجبور کیا جب انہوں نے اسے چاشت کی نماز کا حکم کیا تھا، اس کے والد پر ہم مسلط ہوگئے تھے تاکہ اسے قتل کرے، لیکن کامیاب نہ ہوسکے اور ہماری کوشش اس کے پڑوسی نے ناکام بنائی۔ اسی وجہ سے ہم نے اسے بھی اذیت میں مبتلا کیا۔

ابوعبداللہ کا کہنا تھا کہ اس پڑوسی پر جادو کی علامتیں ظاہر ہوگئی تھیں، اوراس کی بیوی نے اپنے آپ کو کنویں میں گرادیا تھا۔ اس جن نے کہا جو بھی ہمارے کاموں میں دخل دیتا ہے ہم اسے اذیت دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کنویں اور گاڑیوں کا واقعہ ذکر کیا کہ ہم نے اسے کنویں میں گرانے اور گاڑی کے سامنے ڈالنے کی پوری کوشش کی، لیکن جب بات آخری مرحلے تک پہنچ جاتی اسے افاقہ ہوجاتا اور ہم یہ سمجھتے کہ قدرتِ الٰہیہ اس کی مددگار ہے جو اس کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ کہتے ہوئے شیطان رورہا تھا کہ یہ بچ گیا۔

ابوعبداللہ نے کہا اس تلاوت کے بعد مجھے افاقہ ہوا اور ایسا محسوس ہوا جیسے مجھے زنجیروں سے آزادی مل گئی ہے، اور کوئی چیز مجھ سے نکل گئی، یا مجھ سے جدا ہوگئی۔ اس کے بعد میری عقل متاثر تو نہیں ہوئی نہ کبھی یادداشت غائب ہوئی البتہ کبھی کچھ خوف طاری ہوجاتا یا اعصاب کھنچ جاتے یا اس طرح کے کچھ ہلکے نفسیاتی اثرات ہوتے تھے۔

شیخ امین کی تلاوت ختم ہونے کے بعد سب ابوعبداللہ سے عبدالقادر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ اسے جو کچھ معلوم تھا وہ سب بتا دیا، انہیں بہت حیرت ہوئی خصوصاً عبدالقادر کے اس خواب سے جو اسے بار بار نظر آیا جس میں وہ پوری دنیا پر حکومت کرتا ہے لیکن سعودیہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ مزید اس بات نے انہیں حیران کر دیا کہ اس کی آنکھوں میں سفید رنگ کا ناخنہ ہے۔ (ایسی بیماری جس میں آنکھ پر ناک کی طرف جھلی آجاتی ہے) اور اس کی آنکھوں میں کانا پن ہے۔ انہیں یقین ہوگیا کہ عبدالقادر ہی مسیح دجال ہے، مگر انہیں اشکال یہ تھا کہ اگر وہ واقعی دجال ہے تو وہ کیسے مکہ میں داخل ہوا اور کیونکر اس نے بیت اللہ کا طواف کیا؟ حالانکہ احادیث میں اس کی صراحت ہے کہ وہ مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ شیخ امین نے اس پر بات ختم کی کہ اس کی پیشانی دیکھو۔

افغانستان کے پہاڑوں میں دیکھا گیا ایک خواب:

ابوعبداللہ کا عبدالقادر کے ساتھ اس قصے کی خبر لوگوں میں پھیل گئی۔ چنانچہ کچھ لوگ طائف گئے اور ایک شخص کو لے کر آئے جس نے بہت پہلے ایک خواب دیکھا تھا جو اس وقت کافی مشہور ہوا تھا، جب وہ سوویت یونین کے خلاف افغانستان میں جہاد کررہا تھا۔ اس نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا تھا جو اسے کہہ رہا تھا کہ میں نے دجال کو دیکھا ہے۔ اسے طائف سے جدہ بلا کرلایا گیا۔ سمندر کے کنارے اسی جگہ ابوعبداللہ کو بھی بلایا گیا تھا۔ تقریباً تیس افراد موجود تھے۔ اس سے خواب کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی کہ کیا وہ اس شخص کو پہچان لے گا جس نے اسے خواب میں خبر دی؟ اس نے کہا اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے پہچان لوں گا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ ان موجود لوگوں میں اس شخص کی شکل کے ساتھ مشابہت رکھنے والے کو یہاں دیکھیں، اس نے موجود لوگوں کے چہروں کا جائزہ لینا شروع کیا، ابوعبداللہ کے چہرے پر اس کی نظریں گڑ گئیں تو لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ابوعبداللہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا، پھر اس نے

خاموشی توڑ دی اور کہا "یہی شخص ہے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا مگر اس کی آنکھیں کچھ بڑی تھیں"

ایک اور خواب:

چند مہینے بعد ابوعبداللہ اور ایک یمنی شخص کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے جو اس مجلس میں موجود تھا۔ وہ "حفائر" کی مسجد حمدان الغامدی میں نماز پڑھاتا تھا اور "جامیہ" کے طریقے پر تھا۔ اس جامی نے خواب دیکھا اور ابوعبداللہ سے اس کی تعبیر پوچھی۔ خواب یہ تھا کہ اس نے اپنے آپ کو ایک جزیرے میں دیکھا جس کے ارد گرد سمندر میں بڑی خطرناک اور بلند لہریں چل رہی تھیں، خواب میں اس کی نظریں ابوعبداللہ پر پڑیں جو بڑی مہارت اور سہولت کے ساتھ ان لہروں میں تیر رہا تھا، جبکہ وہ کپکپا رہا تھا۔ اچانک ایک بادبانی کشتی مشرق کی طرف سے آجاتی ہے، اس کے کالے رنگ کا بادبان آسمان کی جانب بلند ہے، جس کی کوئی انتہا نظر نہیں آرہی ہے، اس میں نیلے رنگ کا ایک خط ہے جو آسمان سے نیچے تک آگیا ہے، یہ کشتی ابو عبداللہ تک پہنچ گئی۔ خواب دیکھنے والے نے ابوعبداللہ سے کہا میں نے تمہیں دیکھا کہ تم میرے ساتھ کوشش کررہے ہو اور تم مجھے سمندر میں تیرنے کی دعوت بھی دے رہے ہو، جبکہ میں خوف سے تھر تھر کانپ رہا ہوں اس لیے میں نے انکار کیا۔ کشتی جب ابوعبداللہ تک پہنچی تو اس نے اس کی رسی پکڑ لی، وہ تیر رہا تھا اور کشتی بھی کھینچ رہا تھا یہاں تک کہ اسے لے گیا۔

اس شخص نے کہا کہ یہ خواب تھوڑی دیر کے لیے ختم ہوگیا، اس کے بعد پھر میں نے اپنے آپ کو ایک جزیرے پر دیکھا جو بہت اونچائی پر تھا، میں اس پر موجود ہوں اور کانپ رہا ہوں۔ نیچے لہریں نظر آرہی ہیں جبکہ میں بہت اونچائی پر ہوں۔ اس پر یہ خواب ختم ہوجاتا ہے۔ یہ خواب اسے ۱۱ستمبر کے واقعات سے پہلے ۱۴۱۹ھ میں نظر آیا، اس زمانے میں کالے جھنڈے ظاہر نہیں ہوئے تھے نہ ان کا کوئی ذکر تھا۔ ابوعبداللہ نے کہا میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ کالے جھنڈے مشرق میں خراسان یعنی افغانستان کی طرف سے آئیں گے اور جزیرہ عرب میں بڑی شان سے داخل ہوں گے۔ شاید بیت المقدس بھی فتح کرلیں[4]۔ البتہ اس شخص کا اس جزیرے پر کپکپانے کی تعبیر میں نے اسے نہیں سنائی، کیونکہ خواب میں یہ کپکپانا (جس کو عربی میں رجفة کہتے ہیں) بمعنی إرجاف في المدينة ہے یعنی (شہر میں نفاق کے ساتھ افواہیں پھیلانا) اور خواب میں مہارت کے ساتھ تیرنا، فتنوں کے علم اور ان کی احادیث کے بارے کی طرف اشارہ ہے۔ اور جزیرے کا موجوں سے اونچا ہونا، جزیرے کی عظمتِ شان، فتنوں سے اونچا اور محفوظ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے بعد اس شخص اور ابوعبداللہ کے درمیان حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا کہ کیا وہ نبی ہیں یا نیک آدمی۔ اس نے ابوعبداللہ کے پاس سرکاری اقامے کا نہ ہونا، اس خواب کی تعبیر، اور اس کی تفصیلات، ابوعبداللہ کی شیخ امین کے ساتھ مجلس میں جو کچھ ہوا ان سب کو لے کر یہ بات پھیلانی شروع کی کہ ابوعبداللہ "مہدی" ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ میں نے یہی باتیں ربیع مدخلی سمیت بعض مشائخ کو بتائی ہیں، اور ربیع مدخلی نے اس شخص (ابوعبداللہ) پر رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے بچو یہ دجال اور کذاب ہے، یہ شخص دوسری خبریں بھی پھیلائے گا اور نئے دعوے کرے گا۔ یہ اس شخص نے ربیع مدخلی کے متعلق پھیلایا تھا البتہ حقیقتِ حال اللہ جانتا ہے۔ یہ افواہیں اتنی پھیل گئیں کہ ابوعبداللہ اور اس کے ارد گرد لوگوں تک بھی پہنچ گئیں۔ مجبوراً ایجنسیوں کے خوف سے وہ اس محلے سے نکل کر دوسرے محلے منتقل ہوگیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

---

[4] اس خواب سے شاید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابن ماجہ میں مروی ہے کہ "اس دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان سامنے آئے، جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ ہم نے عرض کیا ہم آپ کے روئے انور پر مسلسل ایک ناگوار حالت دیکھ رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ہم اہل بیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند کیا ہے۔ اور میرے اہل بیت پر میرے بعد آزمائش، ملکوں سے نکلنے کا امتحان آئے گا، یہاں تک کہ ایک قوم آئے گی مشرق کی طرف سے جن کے پاس کالے جھنڈے ہوں گے، وہ اُن سے خیر کا مطالبہ کریں گے، جو انہیں نہیں دیا جائے گا، تو وہ لڑیں گے، اور ان کی مدد کی جائے گی۔ پھر انہیں ان کی مانگی گئی چیز دی جائے گی لیکن وہ قبول نہیں کریں گے۔ اور اسے اہلِ بیت کے ایک فرد کو دیں گے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی۔ جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے تو اس کے پاس جائے اگرچہ برف پر گھسٹنا پڑے۔

کچھ اپنوں کی خدمت میں

مولوی محمد صہیب

علماء، انبیائے کرام کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی میراث 'علمِ نافع ہے نا کہ درہم ودینار۔ قرآن بتلاتا ہے کہ نبی کا بیانیہ لوگوں کو دنیاوی ترقی اور اسباب ووسائل اور راحتوں پہ توجہ دینے سے دور رکھنا اور حقیقی یعنی اخروی فلاح کی جانب متوجہ اور راغب کرنا رہا ہے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نبی لوگوں کو دنیاداری سے اور زراعت وحرفت سے منع کرتا ہے۔ بلکہ دنیا کو یوں اپنا مطلوب بنالینا کہ دنیاوی ترقی کے انڈیکیٹر ہی اس کو نظر آتے ہوں اور اسے کردار وایمان اور دینی مبادیات کی جگہ سائنسی اور اقتصادی ترقی زیادہ محبوب ہو، اس سوچ کی نفی مطلوب رہتی ہے۔

ہم جس دور میں جی رہے ہیں، یہ دنیاوی چکاچوند اور ظاہری اسباب کی ایسی ترقی کا دور ہے کہ جو شاید "مدون" تاریخ میں پہلے کہیں نظر نہیں آئی۔

ایسے میں عمومی مزاج عوام کا ویسا ہی بنتا ہے کہ جیسا مصری تہذیب کی غلامی کرتے اور فراعنہ کی سائنسی مادی اور مالیاتی ترقی دیکھ کر نبیوں کی اولاد یعنی بنی اسرائیل کا ہوا تھا۔ قارون کی ویلتھ اور اس دیکھ کر ان کو بھی یہی چاہ ہوئی تھی کہ کاش ایسی ترقی ہم کو بھی نصیب ہو!

مگر!!

اس وقت کے اللہ والوں نے اپنی قوم کو جو سمجھایا، اس کا خلاصہ یہی تھا کہ اس چکاچوند کو "فلاح" مت سمجھو حقیقی کامیابی اللہ کو ماننا اور اللہ کی ماننا ہے۔

یہ بات سمجھانے والے اور یاد دلانے والے اس دور میں بھی ہونا چاہئیں۔

اور جن لوگوں کا یہ کام ہے انہیں خوب سمجھنا ہوگا کہ وقت کا فرعون کون ہے اور قارون و ھامان اور سامری کون؟

تہذیبِ غالب کی رعنائیوں سے مغلوب الحال ہوکر اگر ایک عالم بھی محض دنیاوی ترقی کو مطلوب اور مستحسن گردانے لگے تو اسے متنبہ ہونا چاہیے۔

ہم اگر تمام اقوامِ عالم کو ترقی کی دوڑ میں پچھاڑ کر صفِ اول میں ہی کیوں نا جا کھڑے ہوں... اگر ہم دین سے دور، اخلاقِ دینیہ سے عاری ہیں تو ایسی ترقی بھلا کس کام کی؟

معاشرہ گناہوں سے لتھڑا ہوا اور شعائر اللہ کی کھلی بے حرمتی کی جارہی ہو، کھلے بندوں 'اللہ کے حکموں کا مضحکہ اور مخول اُڑایا جاتا ہو، فسق وفجور پہ بجائے شرمندگی کے لوگ فخر کررہے ہوں، حق کہنا مشکل تر ہورہا ہو، شعوری طور پہ دستور اور قانون کو یکسر کفریہ بنانے کی تدبیریں ہوں اور علمائے کرام بجائے ان خطرات کو سمجھنے اور قوم کو آگاہ کرنے کے وہی کہتے ہوں کہ جو ایک عام انسان کا بیانیہ ھے کہ جسے قرآن کی تعلیمات سے وہ تعلق نہیں کہ جو علماء کو ہے... تو ایسا ہونا لمحہ فکریہ ہے!

مولوی سائنس دان نا ہو تو کچھ عیب کی بات نہیں... اسے ڈاکٹری نا آتی ہو تب بھی خیر ہے... وہ تعمیراتی حرفت سے نابلد ہو تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ تاہم اگر وہ اپنے فرائضِ منصبی سے یوں غفلت برتتا ہو اور نظمِ دجل اور اس کی باریکیوں اور تباہ کاریوں کا اس کو پتہ ہی نا ہو یا اسے سچ کہنے سے عار ہو کہ مبادا خلقِ خدا اس کی بات کو قبول نا کرے گی... اس کا مزاق اُڑائے گی، اسے دقیانوس باور کرے گی۔ تو ایسے عالم کو رب کے سامنے جوابدہی کا سوچ لینا چاہیے!!!

☆☆☆☆☆

"خود مغربی مفکرین اس بات کو بکثرت دہرا چکے ہیں کہ مسلمانوں پر محنت سے زیادہ اہم یہ ہے کہ "اسلام پر محنت کی جائے"۔ لہٰذا چودہ سو سالہ علمی ذخیرے سے کاٹ کر ایک ایسے اسلام کا تعارف جو شرعی پابندیوں سے آزاد اور بے خار وبے ضرر (غیرذات الشوکۃ) ہو، رائے پرستوں کے ان طبقات کے ذریعے پورے عالمِ اسلام میں پھیلایا جارہا ہے۔ تحقیقاتی اداروں اور نشریاتی چینلوں کے ذریعے اسلام کی یہ تشریح پورے زور وشور سے جاری ہے۔ نصابی کتب کا ایک ایک مضمون خود بول رہا ہے کہ اس کے پیچھے کیا ذہنیت کارفرما ہے۔ سب سے اہم ہدف جو انہیں دیا گیا ہے وہ "ولاء و براء" میں تحریف کا ہے حالانکہ کے 'ولاء' (یعنی محبت و نصرتِ مومنین) اور 'براء' (یعنی بغض و عداوتِ کافرین) کا عقیدہ اہم ترین اسلامی عقائد میں سے ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہلِ علم کے نزدیک توحید کے بعد، قرآن مجید میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہی عقیدہ ہے۔ مگر متجددین 'مسلمانوں کے ذہنوں سے اس عقیدے کو کُھرچ دینا چاہتے ہیں اور اس کے بجائے کفار سے موالات اور مومنین و مجاہدینِ صادقین سے برأت کی فضا عام کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اپنے فضل سے ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو اس فکری ارتداد سے بچائے"۔

انجینئر شیخ احسن عزیز تقبلہ اللہ

جہادِ کشمیر؛ راستہ و منزل

انٹرویو استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

ادارہ السحاب برصغیر آج جماعۃ قائدۃ الجہاد برصغیر کے ترجمان استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ سے گفتگو کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ طویل عرصے سے اس ملاقات کے لیے کوششیں جاری تھیں لیکن کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے اس خواہش کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا جاسکا۔ القاعدہ برصغیر کے قیام کے بعد چونکہ یہ پہلا انٹرویو ہے اس لیے سوالات کی کثرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس انٹرویو کو متعدد نشستوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ آج اس سلسلے کی دوسری نشست ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارہ السحاب: محترم استاذ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ادارہ السحاب: آج آپ کے ساتھ ان شاء اللہ اس انٹرویو کی دوسری نشست ہے، آج کی گفتگو میں ان شاء اللہ کشمیر، تحریک آزادی کشمیر اور جہاد کشمیر کے موضوعات پر بات ہو گی۔

کشمیر میں پچھلے کچھ عرصے میں حالات نے بہت تیزی سے رخ بدلا ہے، اس عرصے میں جہاں بھارتی فوج نے کشمیری مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے ہیں، وہیں کشمیری مسلمانوں نے بھی جرات، بہادری اور غیرت ایمانی کی عظیم مثالیں رقم کی ہیں۔ ان حالات سے پہلے بھی کشمیر کا معاملہ برصغیر میں بہت اہمیت کا حامل تھا لیکن ان حالات کے بعد اس کی اہمیت میں اور اضافہ ہو گیا۔ امید ہے آج کی اس گفتگو میں کشمیر کے موضوع پر القاعدہ برصغیر کا مؤقف جاننے کا موقع ملے گا۔

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمدلله رب العالمين۔والصلوٰة والسلام على رسوله الكريم۔رب ا شرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدة من لسانی یفقھوا قولی۔

سب سے پہلے تو میں اپنے کشمیری بھائیوں، بزرگوں، ماؤں، بہنوں کی خدمت میں یہاں خراسان میں موجود تمام مجاہدین کی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں؛

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ اس غیور قوم کو استقامت اور ثابت قدمی دے۔ ان کے حسنات اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ ان کی لازوال قربانیوں کو اوروں کے لیے مثال بنائے اور اللہ شیطان اور اس کے لشکروں سے اس قوم اور اس کے جہاد کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

واللہ! آپ انتہائی عظیم قوم ہیں۔ پورے برصغیر کے لیے آپ نمونۂ عمل ہیں۔ اس دین کے لیے آپ نے لاکھوں شہدا اور بے شمار قربانیاں پیش کیں۔ ہندو مشرکوں کے خلاف آپ کے ڈٹنے اور جمنے کی عظیم تاریخ غزوۂ ہند کا ایک ایسا سنہرا باب ہے جسے پڑھ کر دِلوں میں ہمیشہ اسلام کی محبت اور آزادی کی تڑپ پیدا ہو گی۔ اس موقع پر کشمیر میں موجود تمام مجاہد بھائیوں کی خدمت میں بھی میں سلام پیش کرتا ہوں۔ بتوں اور گائے کے پجاری ہندوؤں کے خلاف میدانِ قتال میں کھڑا ہونے کی جو سعادت اللہ نے آپ کو بخشی ہے، یہ سعادت آپ کو مبارک ہو۔ اس پر اللہ آپ کو استقامت دے۔ ہر موڑ اور ہر قدم پر آپ کی مدد فرمائے اور آپ کا جہاد پورے برصغیر میں اسلام کی فتح اور کفر کی شکست کی تمہید ثابت ہو۔

کشمیر میں ہمارے جن عزیز اور انتہائی محبوب مجاہد بھائیوں نے شریعت یا شہادت کا عظیم نعرہ بلند کیا' ان سے بھی میں مخاطب ہوتا ہوں کہ واللہ! آپ ہمارے دلوں میں بستے اور دعاؤں میں رہتے ہیں۔ اللہ آپ کی رہنمائی فرمائے۔ ہر قدم پر اپنی نصرت اور تائید سے آپ کو نوازے اور اللہ آپ کو کشمیر کے تمام مجاہدین کے لیے اور اس مظلوم قوم کے لیے رحمت اور برکت کا باعث بھی ثابت فرمائے۔

ادارہ السحاب: کہا جاتا ہے کہ کشمیر کا معاملہ بھارت اور پاکستان کا آپس کا مسئلہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کہ سیاسی مسئلہ ہے، اسی لیے دو فریقی یا سہ فریقی مذاکرات کے ذریعے سے اس کا سیاسی حل ہی نکالا جانا چاہیئے؛ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ کشمیر کو سیاسی کہنے سے اگر دینی و شرعی فرائض سے فرار کا راستہ ڈھونڈا جارہا ہے تو یقین مان لیں یہ کسی بھی طور پہ سیاسی نہیں ہے۔ یہ دینی اور شرعی قضیہ ہے۔ ظاہر ہے ہندو اور مسلمان کے درمیان تمیز ملک، زبان، خون یا نسل کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ عقیدہ اور دین ہی ہے جو مسلمان اور ہندو میں تفریق کرتا ہے۔ پھر جہاں تک یہ سوال ہے کہ یہ دو ممالک کے درمیان مسئلہ ہے اور وہی اس کے مختار ہیں کہ وہ جیسے بھی چاہیں تو اسے حل کر دیں؛ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ یہ مسئلہ دو ملکوں کے بیچ نہیں ہے بلکہ دو امتوں اور دو ملتوں، ملتِ اسلام اور ملتِ کفر کے درمیان ہے۔ کشمیری قوم' امت مسلمہ کی طرف سے ہراول دستہ ضرور ہے اور اس لحاظ سے انھیں باقی امت پر سبقت بھی حاصل ہے کہ ہندو کے مقابل الحمدللہ ڈٹی ہوئی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ برصغیر بلکہ پوری امت کے مسلمان اس قضیئے میں ان کے ساتھ شرعاً شریک ہیں۔ یہ ہر اس شخص کا مسئلہ ہے جو کلمہ توحید پڑھتا ہے اور جو اپنے آپ کو اس امت کا فرد سمجھتا ہے۔ اب کسی مسلمان کو احساس ہو یا نہ ہو مگر قرآن کی آیات

اس سے مخاطب ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں مسلمانانِ کشمیر کی نصرت کا ہر مسلمان سے پوچھا جاسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کشمیر کا زخم مسلمانانِ برصغیر کے لیے ایک امتحان اور آزمائش ہے۔ کشمیری قوم تو خوش قسمت ہے کہ اللہ نے انھیں اس مبارک محاذ کے لیے چنا ہے، مگر سچ یہ ہے کہ اس عظیم قوم کے ذریعے سے برصغیر کے تمام مسلمانوں کا آج امتحان لیا جارہا ہے اور انہیں لہولہان وبے یارومددگار دیکھ کر ہم سب مسلمانوں پر آج حجت قائم ہورہی ہے۔ پھر یہ بھی اللہ کی نشانی ہے کہ شرعی اور تکوینی دونوں زاویوں سے آج واضح ہے کہ ہم اس آزمائش میں صرف اسی صورت سرخرو ہوسکتے ہیں جب اس کے ساتھ ہمارا اختتام شریعت کے مطابق ہو۔ اللہ نے نتائج خاص اسباب کے ساتھ نتھی کیے ہیں، آزادی اور کامیابی اگر ہمیں مطلوب ہو، ظلم روکنا اگر مقصود ہے تو اللہ نے اسے شریعت کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

”پریشان نہ ہو، غمزدہ مت ہو، تم ہی غالب ہوگے اگر تم مومن ہو!“

اسی طرح اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ

”اگر تم اللہ کی مدد کروگے (اگر تم اللہ کی اطاعت کروگے، اگر تم اللہ کی شریعت کی اتباع کروگے) تو اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مدد کریں گے“۔

گویا ایمان اور عمل صالح ہوگا، شرعی مقاصد کے ساتھ شریعت کے مطابق سفر ہوگا تو منزل ملے گی، یہ اللہ کی سنت ہے اور یہ سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ شریعت، کشمیر کی آزادی کا راستہ جہاد فی سبیل اللہ بتاتی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ وہ ہے جو کلمۃ اللہ کی سربلندی، شریعت کی حاکمیت اور مظلوموں کی مدد کے لیے کیا جائے۔ لیکن اگر ہم مصلحت پسندی اور نفس پرستی سے کام لیں اور پھر اس قضیئے کی دینی حقیقت ہی سے منکر ہو جائیں اور سیاسی، وطنی، قومی یا کوئی بھی اور نام اسے دے دیں پھر غیر شرعی نعروں کے ساتھ غیر شرعی راستوں پر چلنا شروع کردیں تو کیا اس سے اللہ کے پیمانے تبدیل ہوجائیں گے؟ حقیقت بدل جائے گی؟ مظالم کا رستہ رک جائے گا اور کیا کشمیر آزاد ہوجائے گا؟ ایسا قطعاً نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی سنت یہ نہیں ہے! کفر مدمقابل کھڑا ہو اور ہم من پسند غیر شرعی راستوں پر چل کر یہ گمان رکھیں کہ ہم کامیاب ہوجائیں گے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ ہم حقائق سے آنکھیں بند کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، گزری امتوں کی تاریخ اور موجودہ دور کی تکوینی نشانیاں گویا نعوذباللہ ہمارے لیے کوئی سبق نہیں ہے۔

ادارہ السحاب: آپ نے ذکر کیا کہ آزادیٔ کشمیر کا راستہ جہاد ہے تو کیا کشمیر میں جہاد کے لیے پاکستانی فوج کی طرف دیکھا جاسکتا ہے؟ کیا پاکستانی فوج مسئلہ کشمیر حل کرسکتی ہے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: دیکھئے پاکستانی فوج حل نہیں ہے، اس مسئلے کا سبب ہے۔ یہ خود شریعت کی دشمن اور عالمی کفر کی غلام فوج ہے۔ اس کا ماضی اور حال دیکھنے کے باوجود بھی اس کی طرف دیکھنا خود فریبی اور حقائق سے آنکھیں بند کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو فوج اپنا مفاد دیکھ کر آگے بڑھتی ہو اور اپنا معمولی سا نقصان یا عالمی غنڈوں کا صرف اشارہ دیکھ کر مفتوحہ علاقوں سے واپس بھاگ آتی ہو وہ مظلوموں کی مدد کے لیے کفر کے آگے ڈٹ جائے، یہ ناممکن ہے۔ ہمارے سامنے ہے کہ کیسے ۰۴-۲۰۰۳ء میں بھارتی دباؤ دیکھ کر اس فوج نے کشمیری مجاہدین کو دہشت گرد قرار دیا۔ کشمیری مہاجرین کو مانسہرہ اور مظفر آباد کے کیمپوں میں نظربند کردیا، کشمیری مسلمانوں کو بیچ میدانِ جنگ میں ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑا اور ان کے جہادِ کشمیر کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔ پھر یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں، ۶۵ء، ۷۱ء اور کارگل میں بھی اس فوج کا یہی طرزِ عمل رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی فوج، تنخواہ، ترقی اور پلاٹ کے لیے لڑتی ہے۔ خودغرضی اور مفاد پرستی کا نام فوج کی نوکری ہے۔ یہی فوج ہے جو امریکی ڈالروں کے عوض، مجاہدینِ امت اور اپنی مسلمان عوام کا خون بہاتی ہے۔ جن قبائل نے ہندوؤں سے کشمیر لے کر پاکستان کے حوالے کیا تھا، اُنہی قبائل پر امریکی غلامی میں اس نے آگ و بارود کی بارشیں برسائیں۔ اس کی جنگی ڈاکٹرائن میں بھارت، امریکہ، اسرائیل یا کوئی اور کافر ملک دشمن نہیں ہے؛ اہلِ دین دشمن ہیں، یہ مجاہدین کو دشمن کہتی ہے۔ پس جس فوج سے نہ مساجد و مدارس محفوظ ہوں، نہ مسلمانوں کی چادر اور چار دیواری... ایسی فوج ہندوؤں کے مقابلے پر کیسے ڈٹ سکتی ہے؟

ہمارا مؤقف ہے کہ تحریکِ جہاد کو طواغیت کی گرفت سے آزاد کیے بغیر جہاد کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ آج اگر امارتِ اسلامی افغانستان سے یمن و مالی و الجزائر تک تحریکِ جہاد کی کامیابیاں ہیں تو جہاں بے سروسامانی کے باوجود الحمدللہ نے مجاہدین کو فتوحات دیں ہیں اور تحریکِ جہاد منزلِ مقصود کی طرف آگے بڑھ رہی ہے تو ایک بڑا سبب طاغوتی افواج سے اپنے آپ کو آزاد کرنا ہے۔

ادارہ السحاب: ہمارے بعض حلقے آج بھی کشمیر کے معاملے میں اقوام متحدہ کی طرف دیکھتے ہیں، آپ کے خیال میں کیا اقوام متحدہ کشمیر کا مسئلہ حل کرسکتی ہے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: دیکھیے اقوام متحدہ ظالموں، جابروں اور کافروں کی عالمی حکومت کا نام ہے۔ اس کی تاریخ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جرائم سے بھری پڑی ہے۔ یہاں فلسطین پر اسرائیلی قبضے کی توثیق ہے، عراق اور افغانستان کی جنگ میں امریکہ کی تائید ہے۔ کشمیر سے فلسطین تک بہنے والے خونِ مسلم پر ظالموں کی پشت پناہی ہے۔ اس کی

تاریخ میں کہیں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جہاں کسی کافر اور ظالم کے مقابل مسلمانوں کو اس نے حقوق دلائے ہوں، یہ مجرمین اور ظالموں کا ایک ایسا اتحاد ہے جہاں طاقت اور ظلم کی بنیاد پر ہر ایک کو اختیار حاصل ہے۔ جن پانچ 'ویٹو پاورز' کی یہاں پر آمریت ہے اور حکمرانی ہے ان میں سے ہر ایک کے قبضے میں اپنا اپنا کشمیر ہے اور ہر ایک کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں۔ روس شیشان پر قابض ہے اور اس کی شیشانی مسلمانوں کے خلاف مظالم کی ایک طویل داستان ہے، چین کا اسلامی ترکستان پر قبضہ ہے۔ یہاں کے مسلمان چین سے آزادی مانگتے ہیں اور چین ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ ابھی اسی سال کی رپورٹ ہے کہ ترکستانی مسلمان اسلامی نام نہیں رکھ سکتے ہیں، نقاب پر پابندی ہے، داڑھی رکھنا ممنوع ہے، رمضان میں روزوں تک پر پابندی ہے۔ اسی طرح فرانس کے جبڑوں سے بھی مغرب اسلامی اور افریقہ کے مسلمانوں کا خون ٹپک رہا ہے، لہٰذا اقوام متحدہ سے کوئی امید رکھنی ہے تو یہی کہ اگر اس کو مداخلت کا راستہ دیا گیا تو کشمیر کی زمین ہندوؤں کے ساتھ ان عالمی مجرمین کی بھی آماج گاہ بنے گی۔

ادارہ السحاب: آپ کے مطابق اقوام متحدہ اس مسئلے کا حل نہیں اور پاکستانی فوج سے بھی کوئی خیر کی امید نہیں جا سکتی تو پھر اس مسئلے کا عملی حل کیا ہے؟

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ: دیکھیے حل سے مراد اگر کوئی ایسا فارمولہ ہے کہ جس سے بغیر کسی تکلیف، مشقت اور قربانی کے بس سال دو کے اندر مطلوبہ نتائج مل جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا کوئی حل نہیں ہے۔ سچ یہ ہے کہ بطورِ امت آج تک ہمارے تمام مسائل کا سبب بھی یہ رہا ہے کہ ہمیں ایسے حل کی تلاش رہی ہے کہ جس میں خون پسینہ نہ بہے، ہجرت اور جہاد کی سختیوں سے نہ گزرا جائے، معمول کی زندگی میں کوئی خلل تک نہ پڑے اور بس پُر امن جز وقتی کوشش سے منزل مقصود مل جائے۔ ایسے حل کی چاہت ہی دراصل غلامی کا سبب ہے۔ پھر حقیقت یہ ہے کہ آزادی، نصرت اور فتح اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہم تو اللہ کے عطا کردہ راستے یعنی شریعت پر چلنے کے مکلف ہیں، شریعت پر چلنے کے ہم پابند ہیں اور اسی کا پوچھا جائے گا، اسی رستے پر چل کر فتح ملی تو اللہ کی نعمت ہے، اللہ کا شکر ہے اور اگر فتح میں تاخیر ہوتی ہے تو اس میں بھی اللہ کی حکمت ہوگی، اللہ کی طرف سے خیر ہوگی۔ ایسے میں اس وقت بھی ہم کامیاب ہوں گے، اس لیے کہ اللہ کی اطاعت کے سبب اللہ کے ہاں عزت و سرخروئی ملے گی جو اصل مطلوب ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارا یقین ہے کہ جب ہم بطورِ امت سیدھے راستے کو پکڑیں گے تو ان شاء اللہ نتائج مثبت آئیں گے۔ لہٰذا پہلا نکتہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم شریعت کے تابع ہو جائیں۔ شریعت 'غلبہ' کفر سے نجات کا راستہ 'جہاد فی سبیل اللہ بتاتی ہے۔ لہٰذا ہم انفرادی و اجتماعی طور پر جہاد کو دانتوں سے پکڑیں۔ ہندو فوج اور حکومت کے ساتھ ہم صرف تلوار کی زبان بولیں، ہاں پھر جمہوری، سیکولر یا "کچھ لو، کچھ دو" سمیت ہر ایسے راستے کو ہم اپنے اوپر حرام رکھیں جو غیر شرعی ہو اور جس میں کفریہ نظام کی بالادستی قبول کرنے اور یا اس کے ساتھ تعاون کا شائبہ ہو۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جہاد کے مقاصد ہم سب کے سامنے ہوں، شریعت کی حاکمیت اور مظلوموں کی نصرت اس جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد ہیں۔ لہٰذا ان مقاصد کو مدنظر رکھ کر ہم آگے بڑھیں یعنی شریعت کی حاکمیت ہماری منزل ہو، اتباع شریعت ہمارا رستہ ہو۔ گویا ہر قدم اور ہر موڑ پر شریعت کی ہم پیروی کریں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ پاکستانی فوج جیسے خائن امت اور دیگر طواغیت کے اثر سے اپنی تحریکِ جہاد کو ہم آزاد رکھیں۔

اور چوتھا نکتہ یہ ہے کہ کشمیری قوم اکیلے یہ معرکہ سر نہیں کر سکتی۔ جب یہ سب مسلمانوں کا مسئلہ ہے، سب پر یہ جہاد فرض عین ہے؛ پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان سمیت پورے برصغیر کے مسلمان اس جہاد میں اپنے حصے کا فرض ادا کریں۔ یعنی بھارت کے خلاف آج پورے برصغیر میں تحریکِ جہاد کھڑی کرنا لازم ہے۔ کشمیری قوم کی نصرت تبھی ہو سکتی ہے جب یہ تحریکِ جہاد برصغیر کی سطح پر قوی ہو اور پورے برصغیر میں مسلمان عوام کشمیری قوم کے پیچھے کھڑی ہو۔ برصغیر کی سطح پر پھر اس تحریک جہاد کے تین کام ہوں، کشمیری مسلمانوں کی مدد و نصرت پہلا کام، پھر پاکستانی فوج سمیت سب طواغیت کی سازشوں اور جارحیت کے مقابل تحریکِ جہاد کا ڈٹ کر دفاع کرنا، دوسرا کام اور تیسرا یہ کہ بھارتی فوج اور ہندو حکومت کے خلاف جنگ کا دائرہ پورے برصغیر میں وسیع کرنا۔ دیکھیے! کشمیر کے چھوٹے سے علاقے میں بھارت نے چھ لاکھ فوج تعینات کر کے اپنے آپ کو محفوظ کیا ہوا ہے۔ اسے کلکتہ، بنگلور اور دہلی سمیت پورے برصغیر میں ہدف بنائیں گے تو اس کے ہوش ٹھکانے آئیں گے، اس کا ظلم قابو ہوگا اور کشمیر پر اس کی گرفت اللہ کے اذن سے کمزور ہوگی۔

ہاں پانچواں نکتہ جو اہمیت کے لحاظ سے پہلا نکتہ ہے وہ یہ کہ مذکورہ تمام نکات پر پورے برصغیر کے تمام مسلمانوں کو لانا۔ یعنی انھیں دعوت و جہاد کا جو نبوی منہج ہے، اس نبوی منہج پر کھڑا کرنا اور اس سے بھی پہلے فکرِ آخرت، تقویٰ اور للّٰہیت جیسے اصل زادِ راہ سے ان کو مزین کرنا۔

یہ پانچ نکات وہ راستہ ہے جو ہماری نظر میں اللہ کے اذن سے کشمیر سمیت اس پورے برصغیر میں ظلم اور کفر کا جو غلبہ ہے، اس کے خاتمے کا ان شاء اللہ باعث بن سکتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

دینی سیاسی جماعتوں کے نام–کونوا انصار اللہ

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

استدعا: وطنِ عزیز میں ہر آئے روز کے ساتھ دین مغلوب جبکہ مغربیت اور لادینیت ایک نہ تھمنے والے طوفان کی صورت میں مسلسل غالب ہو رہی ہے، نتیجتاً ہماری محبوب قوم اس دنیا میں بھی شریعت کی برکتوں سے محروم، انتہائی تنگی اور بے سکونی کی زندگی گزار رہی ہے اور خدشہ ہے کہ آخرت میں بھی وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی اور ناکامی ونامرادی کا سامنا ہو، سیاسی دینی جماعتوں سے وابستہ ہمارے بھائی اس طوفان کے مقابل کیوں مکمل طور پر غیر مؤثر ہیں؟ پھر وہ کیا مطلوب اور آسان راہِ عمل ہے کہ جس پر چل کر اللہ کے دین کی مدد ہو سکتی ہے؟

اس مختصر سے پیغام میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہر قائد اور کارکن تک یہ پیغام پہنچانے کی استدعا ہے۔

مطلوب اور آسان راہِ عمل...!

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

دینی سیاسی جماعتوں سے وابستہ عزیز بھائیو اور بزرگو!

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا

(اور ان سے کہو کہ) ''یہ میرا راستہ سیدھا ہے'' (یعنی یہ اسلام کا رستہ، یہ شریعت کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے)

فَاتَّبِعُوهُ

''پس اسی پر چلو''

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

''اور دوسرے راستوں پر مت چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے''

ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ

''یہ وہ باتیں ہیں جن کی تمہیں تاکید کی جاتی ہے''

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

''تاکہ تم متقی بنو''...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاء

'' میں نے تمہیں روزِ روشن کی طرح واضح راستے پر چھوڑا''

لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا

''اس کی رات، اس کے دن کی طرح روشن ہے''...

میرے عزیزو! اللہ کا دین، اللہ کی شریعت اور اس شریعت کے مطالبے اور تقاضے سب واضح ہیں... یہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں، اب اللہ کے اس دین میں، اس کی اس شریعت میں اس جمہوری سیاست کی کیا کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟ پھر اس جمہوری سیاست کے جو عواقب ہیں، وہ عواقب جن کے ہمارے اہلِ دین یہاں شکار ہیں اور پوری قوم جن کا خمیازہ بھگت رہی ہے، کیا یہ دین ان کا متحمل ہو سکتا ہے؟ ہمارا موقف آپ جانتے ہیں۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود بھی اگر کوئی ہم سے موافقت نہیں کرتا تو ان کی خدمت میں ہماری گزارش ہو گی کہ (اسْتَفْتِ قَلْبَكَ) اپنے دل سے پوچھیے، (وَاسْتَفْتِ نَفْسَكَ) اپنے آپ سے فتویٰ مانگیے! کیا آپ کو یقین ہے کہ یہی سیاست اور آپ کی یہی جدوجہد اسلام کو مطلوب ہے؟ کیا اسی پر چل کر اللہ کا دین غالب ہو گا اور دینِ دشمن اسی سے مغلوب ہوں گے؟ کیا آپ مطمئن ہیں کہ اسی پر چلتے ہوئے اللہ کی شریعت پر عمل ہو رہا ہے؟ واللہ اعلم، کیسے کسی کا دل مطمئن ہو سکتا ہے اور جب دل مطمئن نہیں ہو تو ایسے مشتبہ امور کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ

''گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے''

وَإِنْ أَفْتَاكَ عَنْهُ النَّاسُ

''اگرچہ فتویٰ دینے والے تمہیں اس کے جائز ہونے کے فتاویٰ بھی دیں''۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مالا يُرِيبُكَ

''جو تمہیں شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور جس کے صحیح ہونے پر تمہیں یقین ہو اسی کو پکڑو!''۔

لہٰذا آپ بھائیوں سے ہماری پہلی گزارش یہی ہے، کہ اس جمہوریت کے حقائق و عواقب اور شریعت کے مطالبات و تقاضے سب سامنے رکھ کر اپنا محاسبہ کیجیے، اس لیے کہ ہم سب نے اس دن کی طرف آگے بڑھنا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ

"اس دن انسان کہے گا کہ ہے کوئی ایسی جگہ جہاں وہ بھاگ جائے؟"

كَلَّا لَا وَزَرَ

"نہیں پناہ کی کوئی جگہ نہیں ہو گی"

إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ

"اس دن تمہارے رب کے سامنے ہی ٹھہرنا ہو گا" (اُسی کے سامنے ہی کھڑا ہونا ہو گا)

يُنَبَّأُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ

"اس دن انسان کو بتلایا جائے گا کہ اس نے کیا اعمال آگے بھیجے ہیں اور کیا پیچھے چھوڑے ہیں"

بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ

"بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب اچھی طرح جانتا ہے"

وَلَوْ أَلْقَى مَعَاذِيرَهُ

" اگرچہ وہ جتنے بھی بہانے بنائے"...

لہٰذا عزیز بھائیو! ہم میں سے ہر ایک اپنی آخرت کا سوچے، ہر ایک نے جب اللہ کے سامنے اکیلے کھڑا ہونا ہے تو یہاں تنہا اپنی نجات کا پہلے سوچے اور اس کے بعد پھر اپنی اولاد، ساتھیوں اور قائدین کی فکر کرے۔

اگلی بات یہ ہے عزیز بھائیو اور بزرگو کہ جب ہم جمہوری سیاست پر رد کرتے ہیں، اور اسے چھوڑنے پر زور دیتے ہیں تو فوراً کہا جاتا ہے کہ یہ استطاعت سے بڑھ کر بوجھ اٹھانا ہے اور یہ مجاہدین ہتھیار اٹھا کر اپنا ہی سر پھوڑنے کا ہمیں درس دیتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے میرے محترم بھائیو! کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ قوت ، ظلم اور جاہلیت پر مبنی طاقت کا مقابلہ کبھی اس کے سامنے جھکنے سے نہیں ہوا؟ باطل کی کھینچی گئی لکیروں پر حرکت کرنے اور اس کے قوانین کا وفادار رہنے سے باطل کا تسلط کبھی ختم نہیں ہوا۔ جاہلیت کے مقابل اسلام کا دفاع اور اس کا غلبہ جاہلیت ہی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے اور اس کے شروط قبول کرنے سے اگر ہوتا تو یہ جہاد فرض نہ ہوتا، وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة اور كتب عليكم القتال سمیت یہ سیکڑوں آیاتِ جہاد نازل نہ ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ ہجرت و جہاد کے راستے پر نہ نکل پڑتے...

لہٰذا عزیز بھائیو! واللہ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو طواغیت عصر کی آنکھوں کا کانٹا بنتے ہوں اور اللہ کی پکار "انفرو خفافا وثقالا" پر لبیک کہہ کر میدانِ جہاد میں اترتے ہوں۔ مگر ایسے میں یہاں کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم میں استطاعت نہیں ہے اور استطاعت سے بڑھ کر بوجھ کب کوئی کسی پر ڈال سکتا ہے؟ تو یہاں میرے بھائیو ایک سوال عرض کرتا ہوں... اگر بالفرض' باطل کے خلاف لڑنے کی قوت ہم میں نہ ہو تو کیا پھر باطل کا سپاہی بننے اور اُس کے رنگ میں رنگنے کی یہاں کوئی گنجائش موجود ہے؟ کیا ضعف اور کمزوری کے اس مرحلے میں نظامِ باطل کے وفادار بننے اور جاہلیت ہی کا عَلَم بردار رہنے کی کیا یہ دین اجازت دیتا ہے؟ کیا یہاں بس دو ہی راستے بچتے ہیں، اس نظام باطل کے خلاف ہتھیار اٹھاؤ اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر نظامِ باطل ہی کا ہتھیار بن جاؤ، اس سے بھرپور فوائد سمیٹو، اس کے نغمے گاؤ، اس کے پیچھے اس کی گمراہی میں چلو، اور اس کے دفع، اس کی تقویت اور اس کی ترقی میں اپنا بھرپور حصہ ڈالو؟!

نہیں میرے عزیزو!!! ایسا قطعاً نہیں ہے! اللہ کا دین یہ نہیں ہے! اللہ کا دین' طاغوت سے برأت اور باطل کے ساتھ عداوت کا درس دیتا ہے، یہ دین جتنی استطاعت ہو اُس کے مطابق، ظلم و کفر کی مخالفت کو فرض قرار دیتا ہے۔ یہ دعوت الی الخیر کا دین ہے، یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دین ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ ہے:

سيكون أمراءمن بعدى

"میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے"۔

يقولون مالايفعلون ويفعلون مالا يومرون

"جو کہیں گے وہ کریں گے نہیں اور جو کریں گے اُس کا اُنہیں حکم نہیں ہو گا"۔

گویا ریاست مدینہ قائم کرنے کا راگ تو الاپتے ہوں گے، اياك نعبدوا واياك نستعين کہہ کر سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دھول تو جھونکتے ہوں گے مگر حقیقت میں اسلام کی جڑیں اکھاڑیں گے! اسلام کی جگہ لبرل ازم اور لادینیت کو رائج کرنا اُن کا ہدف ہو گا... پاکستان کے یہ بلاشرکتِ غیر بادشاہ، یہ جرنیل اور اُن کے اشاروں پر چلنے والے یہ مداری اور کٹھ پتلی حکمران آپ کے سامنے ہیں۔ کیا یہ اس حدیث کے مصداق نہیں؟! آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فمن جاهدهم بيده فهو مومن

"پس جس نے ان کے خلاف ہاتھ سے جہاد کیا (یعنی ان کے خلاف قتال کے میدان میں اُترا تو وہ مومن ہے)"

ومن جاهدهم بلسانه وهو مومن

"اور جس نے ان کے خلاف زبان سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے (یعنی جس نے قلم و بیان سے ان کے چہروں کا نقاب اتار دیا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا، ان کے باطل کا راستہ روکا اور ان کے خلاف کھڑے ہونے کی دعوت دی تو وہ مومن ہے)"

ومن جاهدهم بقلبه وهو مومن

"اور جس نے ان کے خلاف دل کے ذریعے سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے"۔

اس جہادِ بالقلب کا مطلب وہ نفرت ہے، جو دین سے بے زار، اللہ کے اِن دشمنوں سے کسی قسم کا مفاد لینے پر آمادہ نہ کرے۔ بلکہ جو موالات چھوڑنے اور تعاون ختم کرنے کے لیے تیار کردے۔ یہ نفرت وہ قلبی جہاد ہے جو بالآخر ایک عظیم شان انقلابی اور جہادی تحریک بن کے اُٹھتی ہے اور پھر ظلم وفساد کی تمام رکاوٹوں کو اپنے ساتھ بہالے جاتی ہے۔

لہٰذا عزیز بھائیو! یہ دین آسان ہے، یہ انسانوں کے رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں ہی کے لیے بھیجا ہے، یہ سراسر رحمت والا دین ہم پر وہ بوجھ کبھی نہیں ڈالتا جو ہم اٹھا نہیں سکتے ہوں۔ اللہ کے ہاں ہماری جو استطاعت میں ہو، صرف اُسی کا پوچھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی حفاظت اور اس کے غلبے کا راستہ اللہ کے دین نے دعوت وجہاد بتایا ہے۔ دعوت و جہاد کا یہ راستہ ایک مکمل پیکج اور ایک مکمل منہج کا نام ہے۔ اس دین کو ظلم وفساد ختم کرنا، اللہ کی حاکمیت قائم کرنا اور انسانوں کی دنیا وآخرت میں سرخروئی مقصود ہے! اور اس کا راستہ اِس نے دعوت، اعداد (یعنی تیاری)، ہجرت اور قتال بتایا ہے۔ یہ اول سے لے کر آخر تک غلبہ ٔ دین کے اس سفر کا پورا نقشہ بتاتا ہے۔ یہ نقشہ مکمل طور پر شریعت پر مبنی نقشہ ہے۔ یہ غیر اللہ سے منہ موڑنے اور اللہ اور صرف اللہ ہی کی طرف رُخ رکھنے اور اللہ ہی کی طرف بلانے کا راستہ ہے! یہ ہر طاغوت سے برأت کرنے، اللہ پر یقین وتوکل کرنے اور شریعت کی اتباع کا راستہ ہے، یہ راستہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عبارت ہے۔ اللہ کے دین اور اللہ کے بندوں کے بیچ ظالموں نے جو رکاوٹیں کھڑی کی ہیں، جو پردے حائل کیے ہیں، یہ اِن رکاوٹوں اور پردوں کو تلوار کے زور سے ہٹانے اور چاک کرنے کا راستہ ہے۔ یہ وہ راستہ ہے کہ جس دم یہ امت اِس سے ہٹ گئی تو اس کی وحدت باقی نہ رہی، امن وامان اس کے نصیب میں نہیں رہا اور اس کی عزت خاک میں مل گئی۔ اور یہی وہ راستہ ہے کہ جس وقت اس کی طرف یہ امت دوبارہ لوٹے گی تو اللہ کا دین مغلوب نہیں رہے گا، امت کی یہ ذلت ورسوائی باقی نہیں رہے گی اور اللہ کے اذن سے اُس وقت خلافۃ علی منہاج النبوۃ کا وہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوگا کہ جس کی خوش خبری اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے!

دعوت وجہاد کا یہ منہج ایک جامع منہج ہے۔ اس میں ہر ضعیف اور ہر صاحب استطاعت کے لیے عمل کا موقع اور میدان موجود ہے! اور یہ اہلِ ایمان کو ایک ترتیب اور ایک نظم دے کر ایک ہی سفر کی طرف منظم اور متحد کرتا ہے۔ یہاں دعوت وقتال ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں! تعلیم وتعلم اور تزکیۂ نفس بھی قتال کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے! بلکہ سب ایک دوسرے کے محتاج اور ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں!

ہاں! قتال کی استطاعت اگر نہ ہو یا میدانِ قتال میں اترنے کا موقع اور حالات اگر نہیں بنتے ہوں تو دعوت کے ساتھ قتال کی تیاری یعنی اعداد پر زور دیتا ہے۔ گویا اللہ کا یہ دین موجودہ قوت کے استعمال اور مزید قوت کے جمع کرنے کا راستہ تو دکھاتا ہے لیکن ضعیف کو باطل کی عظمت تسلیم کرنے، اِس کے گُن گانے اور اُس سے فوائد سمیٹنے کی اجازت کبھی نہیں دیتا! یہاں جہاد کا ارادہ ہو مگر اس کی استطاعت اگر نہ ہو تو ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھا جاتا بلکہ جہاد کی تیاری کی جاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَوۡ اَرَادُوا الۡخُرُوۡجَ لَاَعَدُّوۡا لَہٗ عُدَّۃً

"اگر یہ جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کے لیے تیاری بھی ضرور کرتے"۔

علماء اور فقہاء نے واضح کیا ہے کہ جہاد فرضِ عین ہو اور اِس کی استطاعت نہ ہو تو پھر اعداد اور تیاری فرض رہتی ہے! گویا ظالم کا ہاتھ روکنے کی اگر قوت نہ ہو تو اُس کا حامی اور دست و بازو بننا اس دین کو منظور نہیں ہے! یہ وقت کے ابوجہل کے ساتھ، اُس کے پارلیمنٹ 'دار الندوۃ' میں بیٹھنے، اس کی قانونی برتری قبول کرنے اور اُس سے فوائد سمیٹنے کی اجازت کبھی بھی نہیں دیتا! بلکہ یہ دین اُس سے جدا ہو کر، اُس سے مقابلے کے لیے قوت اکٹھا کرنے کا رستہ دکھاتا ہے! یہ ہدایت سے محروموں کو نہایت دل سوزی کے ساتھ، ہمدردی اور حکمت کے ساتھ دعوت کا راستہ بتاتا ہے مگر جو بدنصیب دین دشمنی پر مُصر ہوں تو اللہ کی راہ میں حائل، اللہ کے بندوں کو اللہ سے دور کرنے والے ہوں تو اُن کے ساتھ تعلق ختم کرنے اور آخری حد تک دشمنی رکھنے کا سبق دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سیرت نمونہ عمل کے طور پر بتاتے ہیں:

قَدۡ کَانَتۡ لَکُمۡ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗ

"تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں میں بہترین نمونۂ عمل ہے"

اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِہِمۡ

"جب آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے ساتھیوں نے اللہ کی باغی اپنی قوم کو مخاطب کیا"

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡکُمۡ وَ مِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ

"ہم تم سے اور تمہارے اُن خداؤں سے برأت کرتے ہیں"

کَفَرۡنَا بِکُمۡ

"تمہارا انکار کرتے ہیں"

وَ بَدَا بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃُ وَ الۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗۤ

”ہمارے اور تمہارے درمیان اُس وقت تک کے لیے دشمنی اور نفرت ہو گی جب تک تم تنہا اللہ پر ایمان نہیں لاتے“

یہی وجہ ہے میرے بھائیو! کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی خاطر محبت کرنے، اللہ ہی کی خاطر نفرت کرنے، اِس دین کی خاطر جڑنے اور اسی کی خاطر جدا ہونے کو ایمان کی اہم ترین اور مضبوط ترین کڑی کا نام دیا ہے! اور ظاہر ہے کہ اس کڑی میں جب کمزوری آتی ہے یعنی جب یہ ٹوٹ جاتی ہے تو پورا دین خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

عزیز بھائیو! آج جہاد فرضِ عین ہے! اللہ کے بندوں کو اللہ کے بندوں کی غلامی سے آزاد کروانے اور رحمانی شریعت اور رحمانی عدل نافذ کرنے کے لیے یہ جہاد بلاشبہ ایک شرعی فریضہ ہے! لیکن عزیز اہلِ دین بھائیو! اگر آپ موجودہ حالات کو یہاں پاکستان میں اسلحہ اٹھانے کو موزوں نہیں سمجھتے ہیں، یہاں جہاد کرنے کی آپ میں استطاعت نہیں ہے، تو ہم بھی آپ سے وہ بوجھ نہیں اُٹھوائیں گے جو آپ اُٹھا نہیں سکتے ہوں! لہٰذا قتال اگر آپ کے بس میں نہیں ہے تو آپ نہ کریں! لیکن قتال کی تیاری بھی فرض ہے، اس فرض کو تو ادا کیجیے! پھر اللہ کی طرف بلانے کی دعوت، اس نظامِ باطل کے خلاف دلوں میں نفرت اتارنے کی دعوت، اللہ کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی رکھنے کی دعوت، ہر معاملے میں شریعت کی حاکمیت اور شریعت کی اتباع کی طرف بلانے کی دعوت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف ڈٹنے کی دعوت اور خالص شرعی اسلامی امارت قائم کرنے کے لیے تحریک اُٹھانے کی دعوت... اِن تمام امور کی دعوت دینا بھی فرض ہے! اس دعوت کا تو حق ادا کیجیے! اس دعوت اور اعداد میں کون سا فرض ہے جو آپ کے بس میں نہیں ہے؟ ان میں سے کون سا عمل ہے جو آپ کو غیر شرعی لگتا ہے؟ یہ سب شرعی اعمال ہیں اور اِن سب کے اوامر آپ نے قرآن و سنت میں پڑھے ہیں! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہر ہر لمحہ ان اعمال کی اہمیت اور فرضیت پر شاہد ہے!

پھر ان میں کون سا عمل ہے جو مشکل ہو؟ کیا اس نظامِ باطل کے خلاف دلوں میں نفرت بٹھانا مشکل ہے؟ کیا اس کے خلاف قلم و بیان کا استعمال آپ کو دشوار ہے یا منکر کو منکر کہنا، اُس سے نفرت کرنا اور اُس کا راستہ آج روکنا ناممکن ہے؟ واللہ یہ سب فرائض ممکن ہیں اور یہ سب کام بالکل بھی مشکل نہیں ہیں! مشکل اگر ہے تو جمہوری سیاست کی اس غلاظت سے اپنا دامن بچانا ذرا مشکل ہے! مشکل اگر ہے تو اس باطل کی مراعات اور اس کے فوائد سے اپنے آپ کو دور کرنا ذرا مشکل ہے! یہ باطل آج اپنی عظمت منوانے، آپ کو غیر اللہ کے سامنے جھکانے اور بے دینی کے راستے پر ڈالنے کی خاطر مراعات کے دروازے اور خزانے کھولے ہوئے ہے۔ ان مراعات اور فوائد کو جوتے کی نوک پر رکھنا اور خالص اللہ پر توکل کر کے غلبۂ اسلام کی تحریک کو اٹھانا ذرا مشکل ہے! مگر یہ مشکل بھی آسان ہے، یہ مشکل نہیں ہے، یہ اُن کے لیے آسان ہے جو دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہوں اور زندگی کی اس چندروز کو دائمی نہیں سمجھتے ہوں۔

میرے عزیز بھائیو! ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کی ایک سنت، ”سنتِ استبدال“ ہے! اگر کوئی نصرتِ دین کا دعوے دار دین کے مطالبات پر عمل نہیں کرتا تو اللہ اُس سے خدمتِ دین کی توفیق چھین لیتے ہیں! بے مقصد اور اللہ کی رحمت سے محروم زندگی اُس کا مقدر بنتی ہے اور اللہ اُس کی جگہ دوسرے ایسے افراد کو لاتا ہے، جن سے اللہ کو محبت ہوتی ہے اور وہ اللہ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی وہ خوش نصیب ہوتے ہیں جو امام المتقین بنتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اللہ کے فضل و رحمت کے حق دار ٹھہرتے ہیں! ان افراد کے اوصاف کیا ہیں؟ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

”اے ایمان والو! تم میں سے کوئی اگر اللہ کے دین سے پلٹ جائے“

فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ

”تو جلد اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئیں گے، جن سے اللہ کی محبت ہو گی اور وہ اللہ سے محبت کریں گے!“

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

”مومنین کے لیے وہ انتہائی نرم ہوں گے“

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

”کفار کے لیے انتہائی سخت ہوں گے“

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

”اللہ کے راستے میں وہ جہاد کرتے ہوں گے“

وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ

”اور اس جہاد میں کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے“

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

”یہ اللہ کا فضل ہے، جسے اللہ چاہے عطا کرتا ہے“

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

”اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے“

اللہ ہم سب کو ان صفات سے متصف فرمائے اور اللہ ہم سب کو دین کی نصرت کی توفیق دے اور اُن اعمال سے ہمیں بچائے کہ جن کے سبب اللہ کی توفیق چھن جاتی ہے۔ آمین۔

عزیز بھائیو اور بزرگو! اگر آپ دعوت و جہاد کا راستہ اپناتے ہیں اور پاکستان میں فی الحال دعوت، اعداد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کا راستہ چنتے ہیں، اور اللہ آپ کو توفیق دے کہ اس مبارک راستے کا آپ انتخاب کریں اور اس کا حق ادا کریں۔ لیکن میرے عزیزو! ایک گزارش یہ بھی ہے کہ حق و باطل کی کشمکش عالمگیر ہے، عالمِ کفر متحد ہو کر پوری

دنیا میں اسلام کے خلاف آج صف آرا ہے۔ لہٰذا کسی ایک جگہ اگر اسلحہ اٹھانے کے لیے حالات اگر اجازت نہیں دیتے ہوں تو دوسری جگہ جہاد میں حصہ ڈالا جاسکتا ہے! دوسری جگہ اس فرض کو ادا کیا جاسکتا ہے! آپ کے پڑوس' افغانستان میں کفر اور اسلام کا ایک عظیم الشان معرکہ آج سر ہو رہا ہے! اس جہاد کی نصرت بھی آپ پر فرض ہے! جان ومال اور زبان وقلب سے اس جہاد کی تائید ونصرت کیجیے! جمہوری نظام آج آپ سے یہ حق بھی چھین رہا ہے، یہ اس فرض کے راستے میں بھی آج رکاوٹیں کھڑی کر رہا ہے اور فرضِ عین جہاد کو بھی شریعت کے باغی جرنیلوں اور مداری حکمرانوں کے تابع کرتا ہے!

یقین جانئے بھائیو! جمہوری سیاست کی ناکامی اور اہلِ دین کے لیے اس کا تباہ کُن ہونا جس طرح آج ایک کھلی حقیقت ہے، اسی طرح دعوت وجہاد کے اس شرعی راستے کی کامیابی بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ جب بھی اہل ایمان نے اس راستے کو اپنا تو خود اُن کا دین بھی محفوظ ہوا اور اللہ نے اُنہیں کفر کے مقابل کامیابی بھی عطا کی۔

افغانستان کی مجاہد اور عظیم قوم اس کی ایک بڑی مثال ہے۔ روس کی شکست ہو، یا صدیوں بعد یہاں اللہ کے ولی، غیرت ایمانی اور زُہد ووفا کے پیکر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اسلامی امارت کا قیام ہو یا اللہ کی رحمانی شریعت کا نفاذ ہو... یہ عظیم الشان واقعات اس دعوت وجہاد کی بدولت ممکن ہوئے اور آج بھی یہ دعوت وجہاد ہی کی برکت ہے کہ یہاں ایک دفعہ پھر غلبۂ اسلام کا وہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے، جس کا تصور بھی کوئی جمہوری سیاست میں نہیں کر سکتا!

فرعونِ عصر امریکہ کی قیادت میں پورے عالمِ کفر کو شکستِ فاش ہوئی اور یہاں امارتِ اسلامی کا مبارک پرچم آج امتِ مسلمہ کو بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان کو بالخصوص گویا یہ حقیقت یاد دلاتا ہے کہ اقامتِ دین اور غلبۂ دین کا راستہ جمہوری جدوجہد میں نہیں ہے! بلکہ اس کا راستہ یہی دعوت وجہاد ہے!

عزیز بھائیو اور بزرگو! اپنی باتیں اس آخری نکتے پر سمیٹتا ہوں اور وہ یہ کہ اندھیرا اپنی کوئی زندگی نہیں رکھتا! اندھیرا اپنی کوئی حقیقت نہیں رکھتا! بلکہ روشنی کی غیر موجودگی ہی اندھیرا کہلائی جاتی ہے! روشنی پھوٹتی ہے تو اندھیرا بھاگتا اور ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَہَقَ الۡبَاطِلُ

"اور کہو کہ حق آگیا اور باطل ختم ہو گیا"

اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا

"بے شک باطل نے ختم ہونا ہوتا ہے!"

تفسیر سعدی اس آیت کی تفسیر میں لکھتی ہے کہ

"باطل کے پاس سطوت وغلبہ بھی ہو سکتا ہے مگر اس کی یہ بقا اُس وقت تک ہے جب تک کہ حق کے ساتھ اس کا سامنا نہیں ہوا ہو، اور حق کا سامنا کرتے ہی وہ کمزور ہو کر ختم ہو جاتا ہے"۔

پس پاکستان میں اگر باطل کا سطوت وغلبہ ہے اور یہ غلبہ آئے روز بڑھ رہا ہے تو اس کا سبب اس کے سوا کوئی نہیں ہے کہ بحیثیتِ مجموعی ہم اہلِ دین نے اہلِ حق ہونے کا حق ادا نہیں کیا ہے! اور دعوت وکردار میں اللہ کو مطلوب راستہ ہم نے اپنایا نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ وعدہ ہے:

وَ لَا تَہِنُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا

"اور پریشان نہ ہوں، اور غم زدہ نہ ہوں"

وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ

"اور تم ہی غالب ہوں گے (مگر اس وعدے کے ساتھ ایک شرط بھی رکھ دی ہے، اس انعام کی ایک قیمت بھی رکھی ہے، فرمایا:)"

اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

"اگر تم صحیح مومن ہو"۔

لہٰذا ہم اہلِ دین اگر حقیقی معنوں میں اہلِ ایمان بن گئے، ہم نے اجتماعی طور پر اگر اللہ کی رسی کو تھاما اور یوں اپنی قوم کے لیے روشنی کے مینار اگر ہم ثابت ہوئے تو اللہ کی قسم! یہ اندھیرے ختم ہو کر رہیں گے! اور اللہ کا یہ دین یہاں غالب بن کر نظر آئے گا۔ تب اللہ کی رحمتیں اور برکتیں بھی اس قوم پر اترنا شروع ہوں گے اور اس مظلوم قوم کو امن وامان، چین وسکون اور پاکیزہ خوش حالی والی زندگی بھی ان شاء اللہ نصیب ہو گی۔

اللہ ہمیں شریعت پر عمل کی توفیق دے، اللہ ہر قسم کے تعصبات سے ہمارے سینوں کو پاک وصاف رکھے اور اللہ نصرتِ دین کے اِس راستے 'دعوت وجہاد' پر چلنے کی توفیق سے بھی ہمیں نواز دے۔ آمین یارب العالمین

یا اللہ! ہمیں حق 'حق دِکھا دے! ہم پر حق واضح کر دے اور اس کی نصرت کی توفیق بھی ہمیں دے اور ہمیں باطل 'باطل دِکھا دے، ہم پر باطل واضح کر دے اور اُس سے دور ہونے کی استطاعت بھی ہمیں دے۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

وآخردعوانا ان الحمدلله رب العالمين

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

☆☆☆☆☆

پائیدار آزادی

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

سترہ سال قبل امریکہ جس گھن گرج کے ساتھ افغانستان میں اترا تھا، تاریخ کے سارے فراعنہ، نمارود، ہلاکو والے متکبر لب و لہجے یک جا تھے۔ دنیا سہمی سکڑی جارہی تھی۔ آپریشنز کے نام بھی خوف، ہیبت، کڑک، چمک اپنے اندر لیے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے تو افغانستان کو ''پائیدار آزادی''(Enduring Freedom) دلانے کا آپریشن ہوا۔ یہ پہلوٹھی کے آپریشن کا نام تھا۔ انجام کے اعتبار سے یہ مماثلت رکھتا تو ہے ابوجہل کی دعا سے...جو اُس نے جنگِ بدر پر جاتے ہوئے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر بڑے مان سے کی تھی:

''اے اللہ! جو فریق قرابت کو زیادہ کاٹنے والا اور غلط حرکتیں زیادہ کرنے والا ہے اسے تُو آج توڑ دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جو فریق تیرے نزدیک زیادہ محبوب اور زیادہ پسندیدہ ہے آج اس کی مدد فرما''۔

اسی کا جواب غزوۂ بدر میں کفر کو دائماً ابداً دے دیا گیا۔ ہر سرزمین بھی کفر کی سونڈ کو داغ لگا اور قرآنی جواب یہ تھا:

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَوْ كَثُرَتْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانفال:۱۹)

''اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو تمہارے پاس فیصلہ آ گیا۔ اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم (اپنی اس حرکت کی طرف) پلٹو گے تو ہم بھی (تمہاری سزا کی طرف) پلٹیں گے اور تمہاری جماعت اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو تمہاری کچھ کام نہ آ سکے گی'' (اور یاد رکھو) اللہ مومنین کے ساتھ ہے''۔

۲۰۰۱ء میں دنیا میں واحد حقیقتاً آزاد ریاست، امارتِ اسلامیہ افغانستان، جو ایک اللہ کے سوا کسی کی غلام نہ ہونے کی بنا پر بے مثل آزادی کی حامل تھی...''Enduring'' یعنی دیرپا، پائیدار دائمی آزادی! دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بے کنار آزادی سے ہم کنار کرنے والی! وہ ایک سجدہ (جو ربِ تعالیٰ کے حضور ہوتا ہے) ہزار سجدوں، غلامیوں سے آزاد کرتا تھا۔ نہ عوام ملا عمرؒ کے شکنجے میں کسے غلام تھے، نہ ملا عمرؒ عوام کے ووٹوں کے غلام، مرہونِ منت! سب ایک اللہ کی غلامی میں پیشانی رکھ کر، بر روئے زمین آزاد ترین قوم تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی! یعنی شریعت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لائے، وہ انسان کو صرف ایک اللہ کا غلام بناتی ہے۔ مغربی جمہوریت انسان پر انسانوں کی حکمرانی ہے۔ خلافت تمام آزاد اور برابر انسانوں پر ایک اللہ کی حکمرانی ہے!

جس آزادی کو چھیننے کے لیے فوجیں اتریں...امریکی، مغربی غلامی میں جکڑنے، نفس پرستی حرص و ہوس کی غلامی، مادیت کی غلامی، ڈالر یورو کی غلامی سکھانے کے لیے آزادی کی پرفریب دجالی اصطلاح کا استعمال کیا گیا۔ سترہ سال تک یہ آزادی بال کھول کر ناچی، بزبانِ حال کہتے ہوئے

> مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
> کہ ظاہر میں تو آزادی ہے، باطن میں گرفتاری

امریکہ نے سترہ سال کھربوں ڈالر لُٹائے، حیوانیت دنیا کے تمام ہلاکت خیز ہتھیاروں کو لے کر ٹوٹ پڑی، نہتے، مفلس ترین، جنگوں کے مارے عوام پر جو دفاعی اعتبار سے نہتے تھے۔ طاقت کے بل پر عوام کی پسندیدہ حکومت، جس کی محبت و فرماں برداری میں انہوں نے ملا عمرؒ کے ایک حکم پر قیمتی ترین متاع، افغانوں کا زیور، یعنی ہتھیار حکومت کے حوالے کر دیے، پوست کی کاشت ایک حکم پر ختم کر دی...پرسکون، امن و آشتی کا گہوارہ افغانستان تلپٹ کر دیا گیا۔

سترہ سال بعد ناقابلِ یقین، محیر العقول فتح دبے پاؤں چلتی طالبان کے حق میں ثابت ہو کر رہی! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! سو آج امریکی سابق سفیر ریان سی کروکر واشنگٹن پوسٹ میں برملا لکھ رہا ہے کہ ''یہ مذاکرات ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہیں''۔ قرآن کا رواں تبصرہ موجود ہے، کھربوں ڈالر جنگ میں جھونک کر ناکام و نامراد لوٹ جانے پر مجبور کر دیے جانے پر!

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ (الانفال:۳۶)

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکیں۔ تو وہ ابھی (اور) مال خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان کے لیے باعثِ حسرت ہوگا۔ پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے''۔

پوری مغربی دنیا کی معیشت اور سیاست کو یہ جنگ چاٹ گئی۔ صرف امریکہ نہیں، برطانیہ یورپ سیاسی معاشی افراتفری کا شکار ہے۔ کھربوں ڈالر کے اسلحے نے کرۂ ارض پر ہولناک اثرات مرتب کیے ہیں۔ ہوا، فضا، زمین، پانی زہرناک آلودگی سے بھر گئے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ(الروم:۴۱)

”خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے

تاکہ مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید وہ باز آ جائیں“۔

موسم گرما میں امریکہ یورپ نے اپنے ہاتھوں کا بویا' موسم کے ہاتھوں طوفانی بگولوں، سیلابی ریلوں، قیامت خیز آگ، آتش فشاں کی صورت میں کاٹا۔ اب دیکھئے تو سردی نے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے۔ کئی دہائیوں سے ایسا موسم نہ کسی نے دیکھا نہ سنا۔ قطب شمالی سے شدید سرد ہواؤں کی ٹھنڈک اتر کر امریکہ کی رگوں میں خون جما رہی ہے۔ درجۂ حرارت وسطی مغربی امریکی ریاستوں میں خطرناک حد تک یخ بستگی پیدا کر رہا ہے۔ منفی ۶ درجہ سے منفی ۳۴ تک! یخ بستہ ہواؤں کی وجہ سے شکاگو والے کہتے ہیں کہ درجۂ حرارت منفی ۵۱ لگ رہا ہے۔ ہزاروں سکول جابجا بند، دفاتر بند، ریل بند، بجلی بند، ہوائی جہاز بند۔ حتیٰ کہ ڈاک کی سروس بند۔ گھروں میں بند ہو کر بند (برگر) کھایئے! ہدایت ہے کہ باہر نہ نکلیں، جانا پڑے تو گہرا سانس نہ لیں، بات بھی نہ کریں یعنی منہ نہ کھولیں (رب دوجہاں نے دنیا پر گرجنے برسنے والے کی بولتی بند کروادی!) شکاگو میں ریل کی پٹڑی کا عجب منظر ویڈیوز میں ہے۔ جابجا ٹریک پر آگ لگائی ہے تاکہ جمنے کے عمل سے سکڑ کر پھٹ نہ جائیں۔

یادش بخیر انہوں نے افغانستان میں معرکوں کے جو بے شمار گرجتے نام رکھے ان میں ایک نام 'پہاڑی برفانی طوفان' (Blizzard) بھی تھا! جس کا آج امریکہ کو خود سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بڑے برفانی تودے جو پہاڑوں سے نیچے لڑھک کر قیامت ڈھاتے ہیں۔ ”پہاڑی عزم“، 'پہاڑی شیر'۔ یہ نام اب رکھنے والوں کا منہ چڑا رہے ہیں۔

ٹرمپ کی افغانستان سے نکلنے کی بے صبری نے امریکہ کا رہا سہا وقار مجروح کر دیا۔ ایک باعزت انخلا ہی تو اب واحد ضرورت تھی جس کے لیے مذاکراتی منت سماجت تھی۔ ہار کر، شبِ غم گزار کر یوں نکل جانا سہل کب تھا! امریکہ کے نکلتے ہی کٹھ پتلی حکومت کی ڈور دھاگے ٹوٹ جائیں گے۔ سو وہ ابھی سے لرز رہی ہے۔ تیزی سے کنٹرول کھو رہی ہے۔ افغان فوج پست حوصلگی کا شکار ہے۔ اشرف غنی نے طالبانی حلیے میں (ٹائی سوٹ کی جگہ سیاہ پگڑی، شلوار قمیض!) ٹیلی ویژن میں پاکستان پر غصہ نکالا ہے۔ ہم پر طالبان کمانڈروں کی پاکستان میں موجودگی اور ان کی مدد کا الزام لگایا ہے۔ عجب بات ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ملا عبدالغنی برادر دس سال پاکستان میں زیرِ حراست رہے۔ اب مذاکرات کی خاطر چند ماہ قبل رہا کیے گئے تو ہی بامعنی مذاکرات ممکن ہوئے۔ اس کے باوجود امریکہ اور اشرف غنی طالبان کی پشت پناہی کا الزام دھر رہے ہیں! ملا ضعیف جو امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سفیر تھے پاکستان میں، ہم نے عالمی سفارتی کنونشنز اور حقوق پامال کر کے جس طرح انہیں امریکہ کے حوالے کیا تھا وہ اخلاقی قباحت کے علاوہ برادر کُشی تھی۔

> سترہ سال بعد ناقابلِ یقین، محیر العقول فتح دبے پاؤں چلتی طالبان کے حق میں ثابت ہو کر رہی! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! سو آج امریکی سابق سفیر ریان سی کروکر واشنگٹن پوسٹ میں برملا لکھ رہا ہے کہ ”یہ مذاکرات ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہیں“۔

اب امن مذاکرات میں معاونت کرتے ہوئے پاکستان کو تلافیٔ مافات کی فکر ہونی چاہیے! امریکہ رخصت ہو جائے گا، ہمسائے بدلے نہیں جاسکتے! امریکہ کی سہولت کاری میں ہماری اصولوں ایمان اور مفادات پر آنچ نہ آئے۔ طالبان سے دشمنی مول لے کر جانا کہاں ہے؟! وہ جو بھارت جیسے دشمن کے مقابل یوں بھی ہمارا ساتھی ہوگا۔ دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آنے کو ہے! پاکستان کو ایک بڑے یوٹرن کی ضرورت ہے۔ موجودہ وزیراعظم جس کا قائل بھی رہا ہے۔ ریاستِ مدینہ کا نام لیا ہے تو اب اس میں رنگ بھی بھرنا ہوگا! صبغۃ اللہ... اللہ کا رنگ! مشرقی یوٹرن سے لوٹ کر اب ایمانی یوٹرن لے کر اس ملک کو واپس لا الہ پر لوٹایئے!

ایک اہم ترین فرض جو ملکی اداروں، حکومت اور قوم پر ہے، وہ دہشت گردی کے نام پر ایک اذیت ناک باب کا خاتمہ درکار ہے۔ جبری گمشدگی، لاپتگی اور پولیس مقابلے... ۱۷ سالوں کی سٹاک ٹیکنگ ہو۔ جتنے اٹھائے لاپتہ کیے ان کی تمام تر شفاف تفاصیل غم زدہ خاندانوں کو مہیا کریں۔ عقوبت خانوں، انٹرنمنٹ سینٹروں کا خاتمہ کروں۔ سیاہ پردوں کے پیچھے یک طرفہ انصاف (جس پر پشاور ہائی کورٹ نے شدید نوٹس لے کر اسے رد کیا تھا)، شفاف تحقیق کے لیے کھلی عدالتوں میں پیش ہو۔ ذیشان خلیل خاندان قتل کیس اور نقیب اللہ کیس نے تمام حقائق پر سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب ایسے تمام واقعات کو سامنے لانا ریاست پر بھی فرض اور قرض ہے! امریکہ کی خوش نودی کے لیے دہشت گردی کے نام پر اٹھائے گئے اعلیٰ تعلیم یافتہ (دینی و دنیاوی) بہترین خاندانوں کے چشم و چراغ اور ان جیسے ہزاروں نوجوان اب رہا کیے جائیں۔ جو خدانخواستہ پولیس مقابلوں میں شہید کیے گئے ان کے بارے فہرستیں نام پتہ شائع کریں تاکہ لواحقین کو معلوم تو ہو کہ ان پُرنور راہوں میں اُن کے پُرنور جگر گوشے اپنی جانیں ہارے ہیں!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

پاکستان میں حالات کی مختصر تصویر کشی

حسنین اوکاڑوی

سعودی ولی عہد کا دورہ پاکستان:

پاکستان میں سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کی آمد کے موقع پر حکومت پاکستان کی جانب سے سعودی شہزادے کے لیے کروڑوں روپے کی لاگت سے انتظامات کیے گئے جس کے لیے تمام حکومتی ادارے متحرک نظر آ رہے تھے۔ اسلام آباد کے نور خان ایئر بیس سے وزیر اعظم ہاؤس تک آنے والی سڑک تک کی تزئین و آرائش کی گئی۔ ان انتظامات کو دیکھ کر تو یوں لگتا تھا جیسے پاکستان کوئی مقبوضہ کالونی ہو اور قابض ریاست کے سربراہ کا استقبال ایک غلام قوم کر رہی ہو۔ ایسے انتظامات تو شاید ملکہ برطانیہ کے لیے بھی نہ کیے گئے ہوں گے جب وہ برطانوی نو آبادیاتی سلطنت ہندوستان کے دورے پر آئی ہو گی۔ کیا سیاسی اور کیا عسکری قیادت' دونوں ہی خوشامد کی حدیں پار کرتے ہوئے خود کو زیادہ بڑا ہمدرد اور وفادار ثابت کرنے کی تگ و دو میں تھے۔ ایسے میں اپوزیشن بھی اپنے دُکھڑے لے کر بیٹھ گئی کہ حکومت نے اکیلے اکیلے ہی ولی عہد کی خوشامد کی اور انہیں موقع نہیں دیا گیا اور تو اور جیل سے نواز شریف کے بیان بھی جاری ہونے لگے کہ سعودی عرب سے جو معاہدے ہوئے وہ سابقہ دور حکومت میں اس نے کیے اور اب تحریک انصاف حکومت ان پر اپنا نام چسپاں کر رہی ہے۔ ولی عہد کو پاکستانی فضائیہ کے جہازوں نے سلامی دی، جبکہ سربراہان مملکت کے لیے مخصوص فضائیہ کے 'جے ایف 17 تھنڈر' طیارے نے فلائی پاسٹ بھی پیش کیا۔ اس شاہی دورے میں ولی عہد کے ہمراہ ۱۰۰۰ کے قریب افراد تھے جن میں شاہی خاندان کے افراد، سعودی تاجر، سعودی حکومتی شخصیات بھی شامل ہیں۔ ان شاہی شخصیات کی نقل و حرکت کے لیے ۳۰۰ پراڈو گاڑیوں کا انتظام کیا گیا، جبکہ ولی عہد کے استعمال میں آنے والی گاڑیاں سعودی عرب سے لائی گئی تھیں۔ سعودی ولی عہد کا قیام وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں ہوا، جہاں کبھی وزیر اعظم رہا کرتا تھا۔ موجودہ وزیر اعظم عمران خان' وزیر اعظم ہاؤس سے منسلک ملٹری سیکرٹری کے گھر یا پھر اپنے بنی گالہ میں رہتا ہے۔ عرصۂ دراز سے وزیر اعظم ہاؤس کی تزئین و آرائش پر توجہ نہیں دی جا رہی تھی۔ لیکن، حالیہ دورہ کے پیش نظر سی ڈی اے کی خصوصی ٹیمیں وزیر اعظم ہاؤس کی تزئین و آرائش کے لیے مختص کی گئی تھیں۔ سعودی ولی عہد کی آمد سے قبل پانچ ٹرکوں پر مشتمل اس کا ذاتی سامان وزیر اعظم ہاؤس پہنچ چکا تھا جس میں اس کے ذاتی استعمال کا 'جم' بھی شامل تھا، اگرچہ اس کا پاکستان میں قیام ایک سے ڈیڑھ دن کا ہے۔ لیکن، اس کے زیر استعمال تمام اشیا یہاں پہنچائی گئیں حتیٰ کہ اس کے کھانے پینے کا تمام سامان، کک شیف وغیرہ بھی ساتھ آئے۔ محمد بن سلمان کے لیے سات بی ایم ڈبلیو، سیون سیریز اور ایک بم پروف لینڈ کروزر بھی پاکستان پہنچائی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ سیکورٹی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف آلات بھی اسلام آباد پہنچائے گئے۔ سعودی ولی عہد کے ساتھ سعودی آرمی اور (نام نہاد) اسلامی فوجی اتحاد کے ۲۵۰ کے قریب اراکین پر مشتمل دستہ تھا۔ سعودی سفارت خانے کے مطابق ''دورہ ولی عہد کے دوران ۱۵ سے ۲۰ ارب ڈالرز کے معاہدوں پر دستخط ہوں گے''۔ ریڈ زون میں سعودی ولی عہد کو تین دائروں میں سیکورٹی فراہم کی گئی جس میں بیرونی دائرے میں پولیس، اس کے بعد آرمی اور پھر سعودی شاہی محافظ سعودی ولی عہد کی سیکورٹی تھی۔ یہ پلان اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ سعودی عرب کو پاکستان کی سیکورٹی پر بھی بھروسہ نہیں تھا۔ اس دوران وزیر اعظم ہاؤس، پنجاب ہاؤس اور اسلام آباد کے دو فائیو سٹار ہوٹلز سمیت ۸ ہوٹلز کی نگرانی بھی کی گئی، اس سیکورٹی حصار میں پیشگی اطلاع کے بغیر کسی کو داخلے کی اجازت نہیں تھی۔

دنیا بھر میں سربراہان حکومت کے استقبال کا طریقہ معروف ہے جن سے ایک حد سے زیادہ تجاوز نہیں کیا جاتا چاہے دورہ کرنے والا سربراہ کتنا ہی طاقتور حکومت کا ہو۔ لیکن جس انداز سے پاکستانی حکومت نے اس دورے میں خوشامد کی حدیں پار کی ہیں دنیا بھر میں یہ پیغام گیا کہ پاکستان وہ ملک ہے جس کو دوسرے ممالک سے تعلقات میں صرف اور صرف امداد سے مطلب ہے۔ اب سعودی ولی عہد کے لیے کیے جانے والے انتظامات کا خرچہ، سعودی عرب سے ملنے والی امداد میں سے ہی پورا کیا جائے گا یا پاکستانی عوام پر ٹیکسوں کی بھرمار سے اس سوال کا جواب دینے کو کوئی حکومتی نمائندہ تیار نہیں۔

پی آئی اے میں اربوں روپے کی مالی بے ضابطگی:

ایف آئی اے سندھ میں اس وقت پی آئی اے میں مالی بے ضابطگیوں کے حوالے سے جو تحقیقات جاری ہیں، ان میں ۴۰ سے زائد طیاروں کے انجن کی مرمت کی مد میں ۴۵ ارب روپے سے زائد کے اخراجات اور عمرہ وحج کے ٹکٹوں کی بکنگ میں جعلسازی اور ہیر پھیر کے ذریعے اربوں روپے کی کرپشن شامل ہے۔ طیاروں کے انجنوں کی مرمت کی مد میں کیے جانے والے اخراجات کے جس ریکارڈ کو تحقیقات کا حصہ بنایا گیا ہے، اس میں ۲۰۰۸ء سے لے کر ۲۰۱۶ء تک ۸ سال کا ڈیٹا شامل ہے۔ جب کہ ایک انکوائری ان معلومات پر شروع کی گئی کہ گزشتہ کئی برسوں سے حج اور عمرے کے سیزن کے دوران ٹکٹوں کی جعلی بکنگ کے ذریعے بعض ٹریول ایجنٹس' پی آئی اے کے اہلکاروں اور افسران کی ملی بھگت سے ناجائز منافع کماتے ہیں اور انہی کی وجہ سے عمرہ اور حج پر جانے والے شہریوں کو ٹکٹ مہنگے داموں خریدنے پڑتے ہیں۔ تاہم ملی بھگت کرنے والے ٹریول

ایجنٹس اور پی آئی اے کے افسران ناجائز اضافی آمدنی ہڑپ کر جاتے ہیں، جس سے قومی ادارے کے ریونیو کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور عام شہریوں کی مشکلات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس طریقہ واردات میں پی آئی اے کے افسران کی ملی بھگت سے ٹکٹ ایڈوانس بک کروالیے جاتے ہیں۔ اس وقت ان کی قیمتیں کم ہوتی ہیں۔ جیسے جیسے فلائٹوں کی تاریخ قریب آتی جاتی ہے، پی آئی اے کے بکنگ کے خودکار نظام کے تحت ڈیمانڈ اینڈ سپلائی کے فارمولے کے تحت ٹکٹوں کی قیمت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور جعلی بکنگ پر حاصل کیے گئے یہی ٹکٹ شہریوں کو مہنگے داموں فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ کئی برسوں سے جاری ہے۔ اس ضمن میں ۲۰۱۶ء میں بھی ایک مقدمہ درج ہو چکا ہے، جس کے لیے خود ایم ڈی پی آئی اے کی جانب سے ایف آئی اے کو انکوائری کے لیے درخواست دی گئی

فوج کے دو اعلیٰ افسران کے خلاف جاسوسی کے الزامات:

پاکستان فوج کے ترجمان نے تسلیم کیا ہے کہ پاکستانی فوج کے دو اعلیٰ افسروں کے خلاف جاسوسی کے الزامات کی تحقیقات ہو رہی ہے۔۔ پاکستان فوج کے ترجمان میجر جنرل آصف غفور نے راولپنڈی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ذرائع ابلاغ میں آنے والی ان خبروں کی تصدیق کی ہے کہ پاکستانی فوج کے دو سینئر افسران کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ گرفتار ہونے والے افسران کسی نیٹ ورک کا حصہ نہیں ہیں اور یہ دونوں انفرادی کیسز ہیں۔ فوج کے ترجمان نے کہا کہ دونوں افسران کا مقدمہ فیلڈ جنرل کورٹ مارشل میں چل رہا ہے۔ اس نے کہا کہ اعلیٰ افسران کی نشاندہی اور گرفتاری پاکستان کی کامیابی ہے کیونکہ ایسے معاملات ہوتے رہتے ہیں۔ پاکستان فوج کے ترجمان نے مزید کہا کہ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) اسد درانی کے خلاف ہونے والے انکوائری میں اسے فوجی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ جنرل اسد درانی جو اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اس نے جس طریقے سے کتاب لکھی اور جس طرح کے روابط رکھے وہ ملٹری ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی ہے۔ اس نے کہا جنرل اسد درانی کی پنشن اور تمام مراعات ختم کر دی گئی ہیں لیکن اس سے اس عہدہ نہیں چھینا گیا۔ اس نے کہا کہ اسد درانی کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں ڈال دیا گیا ہے۔

سپریم کورٹ کا تحریک لبیک پاکستان کے دھرنے کے خلاف ازخود نوٹس کا فیصلہ:

سپریم کورٹ آف پاکستان نے تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) کی جانب سے ۲۰۱۷ء میں فیض آباد میں دیے گئے دھرنے کے خلاف ازخود نوٹس کا فیصلہ سناتے ہوئے حکومت، قانون نافذ کرنے والے اداروں، خفیہ ایجنسیوں اور فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کریں۔ جسٹس قاضی فائز عیسیٰ اور جسٹس مشیر عالم پر مشتمل دو رکنی بینچ نے ۲۲ نومبر کو فیض آباد دھرنے کا فیصلہ محفوظ کیا تھا جسے بعد ازاں سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر جاری کیا گیا، جو ۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر شہری، سیاسی جماعت کو پرامن احتجاج کا حق ہے۔ فیصلے میں کہا گیا کہ کوئی شخص جو فتویٰ جاری کرے جس سے 'کسی دوسرے کو نقصان یا اس کے راستے میں مشکل ہو' تو پاکستان پینل کوڈ، انسداد دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء اور یا پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ ۲۰۱۶ء کے تحت ایسے شخص کے خلاف ضرور مجرمانہ مقدمہ چلایا جائے۔ عدالت نے فیصلے میں کہا کہ قانون کی جانب سے عائد کی گئی 'معقول پابندیوں' میں رہتے ہوئے شہریوں کا یہ حق ہے کہ وہ سیاسی جماعتیں بنائیں اور اس کے رکن بنیں۔ فیصلے کے مطابق ہر شہری اور سیاسی جماعت 'امن و عامہ کے مفاد' میں 'معقول' قانونی پابندیوں کے مطابق پر امن اجتماع اور احتجاج کا حق رکھتے ہیں۔ اجتماع اور احتجاج کرنے کی حد اس وقت تک دائرے میں ہے جب تک وہ کسی دوسرے کے بنیادی حقوق، اس کی آزادانہ نقل و حرکت اور املاک کو نقصان نہ پہنچائے۔ عدالت کی جانب سے کہا گیا کہ ''مظاہرین جو سڑکوں کا استعمال اور عوامی املاک کو نقصان پہنچاتے یا تباہ کرتے ہوئے عوام کے حق میں رکاوٹ ڈالتے ہیں ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے اور انہیں ذمہ دار ٹھہرایا جائے''۔ فیصلے میں کہا گیا کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کی ذمہ داری ہے کہ وہ آئین کے مطابق اپنی ذمہ داری کو ضرور پورا کرے، ساتھ ہی عدالت نے یہ کہا کہ ای سی پی قانون کی خلاف ورزی کرنے والی سیاسی جماعتوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرے۔ عدالت نے فیصلے میں مزید کہا کہ قانون کے مطابق تمام سیاسی جماعتوں کو ان کی ذرائع آمدن کا حساب دینا ہوگا۔ ریاست کو غیر جانبدار اور منصفانہ سلوک کرنا چاہیے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے میں کراچی میں ۱۲ مئی ۲۰۰۷ء کے وکلا کے احتجاج کا ذکر اور 'سڑکوں پر پرامن شہریوں کے قتل اور اقدام قتل کے ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی میں ''ریاست کی ناکامی کا بھی ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ اس سے برا اثر پڑا اور دوسروں کو تقویت ملی کہ وہ اپنے ایجنڈے کے حصول کے لیے بدامنی پھیلائیں''۔ عدالت نے فیصلے میں کہا کہ ''ریاست کو ہمیشہ غیر جانبدار اور منصفانہ سلوک کرنا چاہیے، قانون کا اطلاق سب پر ہوتا ہے ان پر بھی جو حکومت میں شامل ہیں، ساتھ ہی عدالت نے یہ بھی کہا کہ جو حکومت میں ہیں ان کے ساتھ بھیاداروں کو آزادنہ طور پر پیش آنا چاہیے''۔ فیصلے میں عدالت عظمیٰ نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی کہ ''نفرت، انتہاپسندی اور دہشت گردی پھیلانے والوں کی نگرانی کی جائے اور قانون کے مطابق ذمہ داروں کے

خلاف کارروائی کی جائے"۔ خفیہ ادارے اور آئی ایس پی آر کو اپنے دائرہ کار سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ عدالت کے فیصلے میں کہا گیا کہ انٹر سروسز انٹیلی جنس (آئی ایس آئی)، انٹیلی جنس بیورو (آئی بی)، ملٹری انٹیلی جنس اور انٹر سروسز پبلک ریلیشن کو 'اپنے متعلقہ مینڈیٹ سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ فیصلے کے مطابق "وہ آزادی اظہار رائے کو محدود نہیں کرسکتے اور انہیں نشر و اشاعت کے ساتھ براڈکاسٹر / پبلشر اور اخبارات کی تقسیم میں مداخلت کا اختیار نہیں ہے"۔ فیض آباد دھرنا کیس کے فیصلے میں کہا گیا کہ خفیہ ایجنسیز کو ملک کی علاقائی سالمیت کے لیے خطرہ اور تشدد کے ذریعے عوام اور ریاست کی سلامتی کو کمزور کرنے کی کوشش کرنے والے عناصر کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنی چاہیے۔ ساتھ ہی عدالتی فیصلے میں یہ بھی کہا گیا کہ "بہتر ہوگا کہ ان قوانین کا اطلاق کیا جائے جو خفیہ اداروں کے متعلقہ دائرہ کار کی وضاحت کرتے ہوں تاکہ شفافیت اور قانون کی حکمرانی کو اچھے طریقے سے یقینی بنایا جاسکے"۔ عدالت نے کہا کہ "آئین' مسلح فورسز کے افراد کو کسی طرح کی بھی سیاسی سرگرمی، جس میں سیاسی جماعت، گروہ یا فرد کی حمایت ہو' اس سے منع کرتا ہے۔ حکومت پاکستان کو وزارت دفاع اور تینوں مسلح افواج کے متعلقہ سربراہان کے ذریعے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ حلف کی خلاف ورزی کرنے والے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کا آغاز کریں"۔ عدالت کی جانب سے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ہدایت کی کہ وہ ایک معیاری طریقہ کار اور منصوبے تیار کریں کہ کس طرح ریلیوں، احتجاج اور دھرنوں سے نمٹا جائے، ساتھ ہی اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ پلانز / طریقہ کار اتنے لچک دار ہوں کہ انہیں مختلف حالات میں استعمال کیا جاسکے۔ فیصلے میں یہ واضح کیا گیا گو کہ اس طرح کے منصوبے / طریقہ کار عدالتی دائرہ اختیار میں نہیں ہیں، البتہ ہم امید کرتے ہیں کہ انسانی جانوں کے ضیاع اور نقصانات سے بچتے ہوئے امن و امان برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے۔

آئل کمپنیوں کے خلاف ۲۰۰/ارب روپے سے زائد گھپلوں کی تحقیقات:

ملک بھر میں کام کرنے والی آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے خلاف ۲۰۰/ارب روپے سے زائد گھپلوں کی تحقیقات میں ایف آئی اے ہیڈکوارٹر اسلام آباد کی جانب سے ایف آئی اے سندھ سے رپورٹ طلب کرلی گئی ہے۔ تاہم اب تک ایڈیشنل ڈائریکٹر ایف آئی اے کی جانب سے ان انکوائریوں پر تفتیشی افسر تعینات نہیں کیے گئے۔ آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے خلاف ۱۵/انکوائریوں کی منظوری کا لیٹر گزشتہ کئی ہفتوں سے ایڈیشنل ڈائریکٹر کے دفتر میں پڑا ہے جس پر کارروائی کو آگے نہیں بڑھایا گیا۔ ایف آئی اے افسران کی نااہلی کے سبب اس میگا اسکینڈل پر تحقیقات متاثر ہونے کے خدشات پیدا ہوگئے ہیں۔ ایف آئی اے ذرائع کے بقول کمپنیوں کے خلاف تحقیقات میں لوٹی گئی رقم کا ابتدائی تخمینہ ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۸ء کے دوران ہونے والی سیل پر لگایا گیا ہے جبکہ مزید تحقیقات کا دائرہ اگلے تین برسوں یعنی ۲۰۰۱ء تک پھیلانے کی سفارش بھی ابتدائی رپورٹ میں کی گئی جس پر تمام کمپنیوں کے خلاف علیحدہ علیحدہ تحقیقات کے لیے انکوائری آفیسرز کو مارک کرنے کی ہدایات دی گئیں۔ مذکورہ تحقیقات اب تک آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے خلاف ٹیکس چوری اور سبسڈی کی مد میں جعلسازی سے اربوں روپے زائد حاصل کرنے کے حوالے سے سب سے بڑی تحقیقات ہے، جس کو آسان بنانے کے لیے ابتدائی تخمینہ لگانے کے بعد علیحدہ علیحدہ انکوائری آفیسرز کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تاکہ ہر افسر ایک کمپنی پر تحقیقات پر توجہ مرکوز کرکے تحقیقات کو جلد از جلد حتمی شکل دے سکے۔ مذکورہ کمپنیوں کی جانب سے کئی برسوں تک سالانہ جو فروخت ظاہر کی جاتی رہی، اتنی مقدار ان کے پاس ذخیرہ کرنے کی صلاحیت اور گنجائش ہی نہیں تھی۔ تاہم اس پہلو کو نظر انداز کیا جاتا رہا اور جتنی بھی فروخت کمپنیوں کی جانب سے ظاہر کی جاتی رہی، اس پر ان کو سبسڈی کی مد میں قومی خزانے سے رقم دی جاتی رہی۔

ملک میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں عام شہریوں کے لیے مستحکم رکھنے کے لیے عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی قیمتوں کے دوران آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو پٹرولیم مصنوعات کی فروخت پر حکومت کی جانب سے سبسڈی کی صورت میں خصوصی مراعات دی جاتی رہی ہیں۔ تاکہ آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو کم قیمت پر پٹرول اور ڈیزل فروخت کرنے سے ہونے والے نقصان کا ازالہ حکومتی فنڈ سے کیا جاسکے۔ تاہم اسی سبسڈی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے کمپنیوں پر حقیقت سے کہیں زیادہ سیل یعنی فروخت ظاہر کرنے کے الزامات ہیں جس پر تحقیقات کو آگے بڑھایا جارہا ہے۔ ڈائریکٹر ایف آئی اے سندھ منیر احمد شیخ کے مطابق اس معاملے پر تفتیش اسلام آباد سے موصول ہونے والی معلومات اور ہدایات کی روشنی میں شروع کی گئیں اور اب تک ہونے والی تفتیش پر مبنی ایک پیش رفت رپورٹ مزید کارروائی کو آگے بڑھانے کے لیے اسلام آباد ہیڈکوارٹر کو ارسال بھی کردی گئی ہے۔

چین پاکستان کو مزید ڈھائی ارب ڈالر قرضہ دے گا:

چین نے پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کو سہارا دینے کے لیے مزید ۲/ارب ۵۰ کروڑ ڈالر قرضہ دینے پر اتفاق کیا ہے۔ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے ۴/ارب ڈالر ملنے کے باوجود پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر دو ماہ کی ملکی درآمدات کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی ناکافی ہیں، اس لیے اب چین نے پاکستان کو مزید ڈھائی ارب ڈالر قرض دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چینی قرضے کی یہ رقم براہ راست پاکستانی اسٹیٹ بینک میں جمع

کروائی جائے گی، یہ قرضہ ملنے کے بعد چین سے پاکستان کو ایک سال میں ملنے والی امداد ساڑھے ۴/ارب ڈالر تک پہنچ جائے گی۔ چین اس سے قبل بھی پاکستان کو ۲/ارب ڈالر قرضہ دے چکا ہے یوں چین پاکستان کو اقتصادی بحران سے نکالنے اور دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لیے امداد دینے والا سب سے بڑا ملک بن کر سامنے آیا ہے۔ پاکستانی گورنر اسٹیٹ بینک کے مطابق سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات سے چار ارب ڈالر ملنے کے باوجود اسٹیٹ بینک کے پاس زرمبادلہ کے ذخائر ۸.۱۲/ارب ڈالر ہیں جو صرف سات ہفتوں کی درآمدی ضروریات پوری کرسکتے ہیں۔ یہ ذخائر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے طے کردہ معیار سے کم ہیں۔ ان حالات میں ورلڈ بینک اور ایشین ڈویلپمنٹ بینک بجٹ فنانسنگ کے لیے قرضے نہیں دیتے۔ گورنر کا کہنا تھا کہ چھ ماہ کا جاری خسارہ آٹھ ارب ڈالر ہے جو بہت زیادہ ہے، موجودہ مالی سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران مجموعی بیرونی قرضوں کی آمد بھی بہت کم رہی ہے جو جولائی سے دسمبر تک صرف ۲.۲/ارب ڈالر تھی۔ یاد دلاتے چلیں کہ آئی ایم ایف کی جانب سے پاکستان پر الزام لگایا گیا تھا کہ پاکستان چین سے بلند شرح سود پر قرضے لے رہا ہے اور یہی قرضے پاکستان کی بگڑتی معیشت کی بنیادی وجہ ہیں۔ چین سے لیے جانے والے قرضوں میں کیا گروی رکھوایا جا رہا ہے اور شرائط کیا ہیں یہ آئندہ آنے والے سالوں میں ہی پتہ چل سکے گا۔

حج اخراجات میں فرق کی اندرونی کہانی:

حج اخراجات میں اضافہ کیوں ہوا؟ اور یہ کتنا جائز یا جائز ہے؟ اس پر سابق وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل اور وفاقی وزیر اطلاعات فواد چوہدری میں مکالمہ ہوا ہے۔ مفتاح اسماعیل نے کہا ہے کہ روپے کی قدر گرنے اور سبسڈی کو شمار بھی کر لیا جائے تو بھی حکومت حاجیوں سے ۹/ارب روپے اضافی بٹور رہی ہے۔ اس نے حاجیوں کی رہائشگاہوں کے لیے مہنگے ٹھیکوں کا سنگین الزام بھی عائد کیا۔ فواد چوہدری نے اضافے کے لیے سعودی حکومت کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ٹوئٹر پر سابق وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل نے کہا کہ گذشتہ برس حج اخراجات ۲۸۳۰۵۰ روپے تھے۔ اس برس ۴۳۶۹۷۵ ہیں۔ اگر حکومت کی جانب سے ۴۰ ہزار روپے سبسڈی اور روپے کی قدر میں ۲۰ فیصد کمی کو بھی شمار کر لیا جائے تو رواں برس حج اخراجات ۳۸۷۶۶۰ روپے ہونے چاہئیں۔ لیکن حکومت حاجیوں سے ۹/ارب روپے اضافی وصول کر رہی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ "کرپشن ہے، نااہلی یا صرف تبدیلی؟" اس پر فواد چوہدری نے کہا کہ "بہت خوشی ہوئی حج کے لیے آپ کا جذبہ دیکھ کر۔ ویسے آج کل وہ لوگ بھی حج سبسڈی پر دُکھی ہیں جن کو محلے کی مسجد کا محل وقوع نہیں پتا، بہر حال آپ چونکہ ایک جینئیس ہیں آپ کی اطلاع کے لیے سعودی حکومت نے حج ٹیکسز اور اخراجات میں اضافہ کیا ہے جس کی وجہ سے حج اخراجات میں ناگزیر اضافہ ہوا"۔ جواب میں مفتاح اسماعیل کا کہنا تھا: "فرائضِ حج کی ادائیگی کو آسان بنانے کا جتنا جذبہ آپ میں ہے شاید مجھ میں نہیں، مگر اگر حکومت سبسڈی اور روپے کی قدر میں کمی کے اثر کو نکال کر بھی حاجیوں سے نو ارب روپے زیادہ لے رہی ہے، تو آخر وہ پیسہ کہاں جا رہا ہے؟ کیا حکومت ہوٹلوں اور کھانے کے مہنگے ٹھیکے دیئے جانے کی ذمہ دار نہیں؟"

عدالتی پابندی کے باوجود ویلنٹائن ڈے کی خرافات کم نہ ہوئیں:

عدالتی پابندی کے باوجود ویلنٹائن ڈے منانے کے لیے اسلام آباد، راولپنڈی، لاہور اور کراچی سمیت دیگر شہروں میں مجموعی طور پر چار ارب روپے کے پھول درآمد کیے گئے۔ اس کے علاوہ کروڑوں روپے کے ٹیڈی بیئر بھی درآمد کیے گئے ہیں۔ اسلام آباد کے فائیو اسٹار ہوٹلوں میں سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کے ساتھ آئے مہمانوں کی بکنگ کے باعث ویلنٹائن ڈے کی تمام پارٹیاں منسوخ کر دی گئی تھیں۔ تاہم ملک کے باقی شہروں کے فائیو، فور اور تھری اسٹار ہوٹلز، پارٹیوں کے لیے مکمل طور پر بک رہے۔ اسلام آباد میں اس سال زیادہ تر پارٹیاں نجی مقامات پر ہوئیں۔ ویلنٹائن ڈے بزنس سے منسلک ذرائع کے مطابق کہ اس سال پانچ مختلف امپورٹرز نے مجموعی طور پر چار ارب روپے مالیت کے پھول ملائیشیا اور ہالینڈ سے تیسرے ملک کے ذریعے درآمد کیے ہیں۔ ان ذرائع کے مطابق گزشتہ سال ویلنٹائن ڈے کے موقع پر تقریباً تین ارب روپے کے پھول درآمد کیے گئے تھے۔ ملک کے چھوٹے، بڑے شہروں سے دستیاب معلومات کے مطابق نجی سطح پر، ہوٹلوں اور گیسٹ ہاؤسز وغیرہ میں ویلنٹائن ڈے منایا گیا اور اس ضمن میں کسی بھی پابندی کو خاطر میں نہیں لایا گیا۔ کراچی میں عدالتی پابندی کے باوجود شہر میں محدود پیمانے پر ویلنٹائن ڈے منایا گیا۔ کلفٹن، سی ویو، ہاکس بے، پیراڈائز پوائنٹ، ڈیفنس اور دیگر پوش علاقوں میں واقع ہٹ، گیسٹ ہاؤسز اور بنگلوں میں مغربی تہوار منانے کے لیے نائٹ پارٹیوں کا اہتمام کیا گیا۔ سوشل میڈیا پر ساحلی علاقوں کے ہٹ، مضافاتی علاقوں میں واقع فارم ہاؤسز اور بنگلوں میں ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے کی جانے والی نائٹ پارٹیوں کی تشہیری مہم بھی چلائی گئی۔ یہ بھی واضح رہے کہ ان پارٹیوں میں شراب، آئس، چرس اور دیگر منشیات کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ تاہم بااثر افراد اور پولیس کے بعض اعلیٰ افسران کی وجہ سے مقامی پولیس خاموش رہتی ہے۔

لاہور پولیس کا 8 سالہ بچے پر تشدد:

لاہور میں چوکی شیر شاہ پولیس نے ظلم و بربریت کی نئی داستان رقم کر دی۔ ۸ سالہ بچے کو موبائل چوری کے الزام میں پکڑ کر بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنا ڈالا۔ پولیس حکام نے چوکی

انچارج سمیت ۳/ اہلکاروں کو گرفتار کر لیا۔ تفصیلات کے گرین ٹاؤن کے رہائشی ۸ سالہ یتیم احمد کو برہنہ کر کے ہیٹر پر بٹھا دیا، گرم استری لگانے اور ہیٹر پر بٹھانے سے بچے کے کولہے بری طرح سے جھلس گئے۔ معصوم احمد نے کہا کہ پولیس والوں نے الٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے بھی مارا۔ احمد کے والد کا ۷ سال قبل انتقال ہوا، جسے احمد نے کبھی اپنے ہوش میں دیکھا بھی نہیں۔ احمد کے چچا کا کہنا ہے کہ چند روز قبل نامعلوم لڑکا اسے والد سے ملوانے کا جھانسہ دے کر ایک موبائل شاپ پر لے گیا، نو سرباز لڑکے نے احمد کو چھوٹا بھائی ظاہر کیا اور ۲ موبائل فون گھر دکھانے کے بہانے لے اڑا، معصوم احمد کو طبی امداد کے لیے جناح ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔

مہنگائی میں اضافے کی شرح پانچ سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی:

مڈل کلاس کے لیے مہنگائی کی اوسط شرح ساڑھے تیرہ فیصد سے بھی زیادہ ہو گئی، گزشتہ سال مہنگائی کی اوسط شرح ۶.۱ فیصد تھی۔ پاکستان ادارہ شماریات کے مطابق فروری کے پہلے ہفتے کے دوران مارکیٹ میں ٹماٹر، آلو، پیاز، چینی، گوشت، دال چنا اور گندم سمیت ۱۲/ اشیا کی قیمت میں ساڑھے ۲۵ فیصد تک اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جس کے باعث ہفتے روزہ بنیاد پر مہنگائی میں اضافے کی اوسط شرح ۹.۲۴ فیصد ہو گئی۔ گزشتہ سال فروری میں یہ شرح صرف ۶.۱ فیصد تھی،، اکتوبر ۲۰۱۳ء کے بعد پہلی بار مہنگائی کی اوسط شرح ۹ فیصد سے اوپر گئی ہے، رپورٹ کے مطابق ۳۵ ہزار سے زیادہ آمدنی والوں کے لیے ہفت روزہ بنیاد پر مہنگائی کی اوسط شرح ۱۳.۷ فیصد،، اور ۱۸ سے ۳۵ ہزار روپے ماہانہ کمانے والوں کے لیے ۱۰.۱ فیصد رہی۔ فروری کے پہلے ہفتے کے دوران مارکیٹ میں کھانے پینے اور روز مرہ استعمال کی ۵۳ بنیادی اشیا میں سے ۴۵ اشیا گزشتہ سال کے مقابلے میں ۱۴۳ فیصد تک مہنگی فروخت ہوئیں، ٹماٹر نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا، اس کی قیمت گزشتہ سال سے ۱۴۳ فیصد زیادہ ہو گئی،، سرخ مرچ گزشتہ سال سے ۳۶ فیصد اور چائے کی پتی ۲۳ فیصد مہنگی ہو چکی ہے۔

وزیر اعظم کی زبانی ہی معلوم ہوا کہ پاکستان ۳۰ ہزار ارب کا مقروض ہے جس کے ذمہ دار سابقہ حکمران ہیں۔ منی بجٹ کے بعد اب گیس کے دام بڑھانے ناگزیر ہو چکے تھے اور بقول وزیر ریلوے شیخ رشید آئی ایم ایف کے پاس بھی ہم مجبوری کی وجہ سے قرضہ لینے گئے ہیں۔ عوام کو جتنی تبدیلیوں کا وعدہ کیا تھا اس میں سب سے بُری بات آئی ایم ایف سے قرضے لینے والوں کے مطابق کہا گیا تھا۔ دھرنے کی صدائیں ایک ایک کر کے پھیکی پڑ چکی ہیں۔ امداد، قرضے، نقدی، پیٹرول، گیس ملنے کی اربوں ڈالر کی وصولیابی کے باوجود سارا بوجھ صرف عوام پر ڈالا جا رہا ہے اور سب ٹھیک ہو رہا ہے اور ٹھیک ہو جائے گا کی صدائیں تبدیلی آ رہی ہے اور تبدیلی آچکی ہے کے نعروں میں ڈھل رہی ہیں۔ کرپشن کرپشن اب ڈیل ڈھیل میں ابھرتی نظر آ رہی ہے۔ مارکیٹ میں شریفوں، زرداری اور بحریہ ٹاؤن والوں سے اربوں کی ڈیل کا شوشہ چھوڑا ہوا ہے۔ قوم کو اسکولوں کی فیس، انکروچمنٹ، ہائی رائز عمارتوں، غیر قانونی شادی ہالوں میں الجھایا ہوا ہے۔ کرپٹ حکمرانوں پر احتساب اور نیب کی کارروائیوں سے میڈیا کو پیچھے لگا کر سطحی گواہوں کی تلاش جاری ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے قوانین بنانے والے وہی حکمران آج تک آتے اور جاتے رہے جو کرپشن میں PHD کر چکے ہیں۔ کیا سیاستدان، کیا جرنیل اور کیا بیورو کریٹس۔ عوام پر مہنگائی اور ٹیکسوں کا بوجھ ڈالنے والوں سے پوچھیں یہ کھربوں پتی حکمرانوں کے گوشوارے آپ کے پاس جمع ہیں، خود کتنا ٹیکس ادا کیا ہے؟ پہلے اربوں روپے سالانہ تنخواہیں اور مراعات وصول کرنے کے بعد نئی ۳۳ قائمہ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو اضافہ تنخواہیں، مراعات، نئی ۱۸۰۰CC گاڑیاں، ان کا ۴۰۰ لیٹر پیٹرول، مفت ہوائی سفر، مفت ڈرائیور کی سہولتوں کی فراہمی۔ جبکہ بجلی و گیس کے بڑھتے ہوئے بلوں کے لیے صرف عوام ہی رہ گئے ہیں؟ جو کام ماضی کے حکمران ۵ سال میں طے کرتے تھے پی ٹی آئی حکومت نے صرف آدھے سال میں مکمل کر لیے ہیں۔ ظاہر ہے ۳۰ ہزار ارب روپے کا خمار ہے، کیسے اترے گا؟

سرکاری خرچ پر پی ایچ ڈی کے لیے بیرون ملک جانے والے ۴۲۸ سکالرز غائب ہو گئے:

حکومت نے ہزاروں طالب علموں کو سپانسر کیا اور سرکاری خزانے سے پیسہ خرچ کر کے بیرون ملک پی ایچ ڈی اور ایم فل کے لیے بھیجا' امریکہ، برطانیہ اور دیگر مغربی ملکوں میں پی ایچ ڈی اور ایم فل پروگرام کے لیے جانے والے سیکڑوں پاکستانی سکالرز ہیں جنہوں نے واپس آنے کے بجائے وہیں سکونت اختیار کر لی یا غائب ہو گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق سرکاری خرچ پر پی ایچ ڈی کے لیے بیرون ملک جانیوالے ۴۲۸ سکالرز غائب ہو گئے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قوانین کے مطابق بیرون ملک جانے والوں کو واپسی کا حلف نامہ دینا پڑتا ہے کہ پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وطن واپس آئیں گے اور تقریباً ۵ سال تک پاکستان کے اداروں میں کام کرنے کے پابند ہوں گے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مطابق ۵۷۸۰ سکالرز کو اعلیٰ تعلیم کے لیے بیرون ملک بھیجا گیا جن میں سے ۳۸۰۰ تعلیم مکمل کر رہے ہیں جبکہ ۴۲۸ سکالرز غائب ہو گئے ہیں۔ واپس نہ آنے والے ۵۵ سکالرز سے جرمانہ وصول کیا جبکہ ۳۳۸ سکالرز کے خلاف اب قانونی کارروائی شروع کی جا رہی ہے۔

کراچی میں مضر صحت گھی کا دھندا عروج پر پہنچ گیا:

کراچی کے ساحلی علاقوں میں مضر صحت گھی اور تیل تیار کرنے کا کام عروج پر پہنچ گیا۔ خالی پلاٹوں پر بھٹیوں میں مچھلی کی آنتوں، مرغی کے پروں اور مردہ جانوروں کی چربی اور

ہڈیوں سے گھی اور تیل نکالا جا رہا ہے۔ علاقہ پولیس لاکھوں روپے ہفتہ وار بھتہ وصول کر کے اس غیر قانونی کام کرنے اور انسانی جانوں کی دشمن مافیا کے ۵ گروپوں کے لوگوں کو سرپرستی فراہم کر رہی ہے۔ ان بھٹیوں سے نکالا گیا گھی اور تیل دوسرے کارخانوں میں بھیجا جاتا ہے، جہاں سے ریفائن کر کے اسے شہر بھر میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ ہزاروں کلو گرام گھی تیل صنعتی زونز میں واقع چھپرا ہوٹل، کچی آبادیوں کے ہوٹل اور سموسے، پکوڑے بنانے والے بھی سستے داموں خریدتے ہیں۔ طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ اس مضر صحت گھی اور تیل سے دل کے امراض اور دیگر مہلک بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ پولیس کے ساتھ ساتھ محکمہ صحت، فوڈ ڈپارٹمنٹ اور کے ایم سی کا عملہ بھی اس دھندے میں ملوث گروپوں سے بھتہ وصول کرنے والوں میں شامل ہے۔ ابراہیم حیدری سے ریڑھی گوٹھ اور سکھن نالے تک ۱۵ سے زائد مقامات پر یہ غیر قانونی کام جاری ہے۔ ابراہیم حیدری میں ہڈی مل کے قریب سے چشمہ گوٹھ کے سامنے تک غیر قانونی گھی اور تیل کی فیکٹریاں بنی ہوئی ہیں۔ جہاں مرغی کے پروں، ساحل پر مرنے والے آبی جانوروں اور بڑے جانوروں کی ہڈیوں سے تیل نکالا جاتا ہے۔ شہر بھر سے گاڑیاں مرغی کے پر، بڑے جانوروں کی چربی، ہڈیاں اور دیگر اشیا اٹھا کر لاتی ہیں۔ یہاں دو طریقے سے گھی اور تیل نکالا جاتا ہے۔ بوائلر میں ہڈیاں اور پر ڈال کر نیچے آگ لگائی جاتی ہے اور ہلکا ہلکا پانی ڈالا جاتا ہے۔ پھر نکلنے والا تیل جو نیچے کڑھاؤ میں آتا ہے، اس کو ڈرم میں ڈال کر ریفائن کرنے والے کارخانے میں بھیجا جاتا ہے۔ مرغی کے پر ۵ روپے کلو اور ہڈیاں ۳ روپے کلو تک غیر قانونی گھی اور تیل فیکٹری والے خریدتے ہیں۔ جبکہ کباڑی نیٹ ورک کے لوگ مردہ جانوروں کے پنجر اور ہڈیاں سستے داموں انہیں دیتے ہیں۔ جبکہ آگے ریفائننگ کارخانے والے اس مال میں کیمیکل ملا کر اس کو ریفائن کرتے ہیں اور پھر یہ گھی، تیل ۵۰ سے ۷۰ روپے کلو تک فروخت ہوتا ہے۔ معروف گھی اور تیل کی کمپنیوں سے ملتے جلتے ناموں والے بڑے کنستروں میں یہ تیل اور گھی شہر بھر میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ ٹھیلوں، پتھاروں پر سموسے، پکوڑے، مچھلی والے، پاپڑ والے، صنعتی زون کے ہوٹل والے، شہر میں کوچ اڈوں، ریلوے اسٹیشن کے اطراف ہوٹلوں والے، کچی آبادیوں کے ڈھابوں والے یہ تیل اور گھی استعمال کرتے ہیں۔ لانڈھی بھینس کالونی، مویشی منڈی اور اطراف کی آبادیوں میں روزانہ ۳۰۰ سے زائد بھینس، گائے، بکرے، دنبے، بھینس اور گائے کے بچے مرتے ہیں۔ مخصوص مافیا کے لوگ پہلے ان کی کھال اتار کر فروخت کرتے ہیں پھر ان کی لاشوں کو بھوسہ منڈی کے عقب، سلاٹر ہاؤس کے عقب اور سکھن نالے کے ساحل علاقوں میں بھٹیوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں بھٹیوں میں آگ جلا کر کڑھاؤ میں ان کی چربی سے آئل اور گھی نکالا جاتا ہے۔ مضر صحت گھی، تیل بنانے والے ویسے تو کئی گروپ ہیں۔ تاہم ۵ گروپس زیادہ سرگرم ہیں۔ ان کے نیٹ ورک میں بھینس کالونی، سکھن، مویشی منڈی، ابراہیم حیدری، ریڑھی گوٹھ اور لانڈھی تک ۲۰۰ سے زائد افراد کام کرتے ہیں۔ ابراہیم حیدری، سکھن، زمان ٹاؤن، قائد آباد اور دیگر تھانوں کی پولیس ان سے لاکھوں روپے ہفتہ وار بھتہ وصول کرتی ہے۔ مضر صحت گھی اور تیل کے حوالے سے جامعہ کراچی کے شعبہ فوڈ اینڈ ٹیکنالوجی کے ڈاکٹر عابد حسنین کا کہنا تھا کہ ان بھٹیوں اور فیکٹریوں سے جو تیل، گھی حاصل کیا جاتا ہے، یہ انسانی صحت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ اس مافیا کے لوگوں نے شہریوں کی صحت اور زندگی داؤ پر لگا رکھی ہے۔ شہر میں اس طرح کی کھانے پینے کی اشیا سے جہاں دل کے امراض بڑھ گئے ہیں، وہیں خطرناک حد تک گردوں، جگر، معدے اور دماغ کے امراض بھی بڑھ رہے ہیں۔ ہیپاٹائٹس کے کیسز میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جبکہ ڈاکٹر یوسف کا کہنا تھا کہ ''مضر صحت گھی اور تیل سے گلے اور سینے کے امراض بڑھ رہے ہیں''۔

فوج کے حاضر سروس افسران پر واٹس ایپ گروپ بنانے اور ان میں شمولیت پر پابندی:

فوج کے حاضر سروس افسران کے واٹس ایپ گروپ غیر فعال ہو گئے ہیں۔ جی ایچ کیو کی طرف سے پابندی کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔ اب ان احکامات پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس پابندی کا اطلاق ان فوجی افسروں پر بھی ہو گا، جو ریٹائرمنٹ کے بعد اب کسی ایسے ادارے میں ملازم ہیں، جسے فوج چلا رہی ہے۔ فوج کی مختلف یونٹوں نے اپنے واٹس ایپ گروپس بنا رکھے تھے۔ ان گروپوں میں حاضر سروس اور ریٹائرڈ افسران دونوں شامل تھے۔

اسی طرح مختلف کورس کے واٹس ایپ گروپ بھی موجود تھے۔ ان واٹس ایپ گروپس کے ارکان کے درمیان ہر قسم کے موضوعات زیر بحث آتے۔ پابندی کی ضرورت اس لیے محسوس کی گئی کہ بہت سی ایسی اہم معلومات، جسے میڈیا میں نہیں آنا چاہیے یا مناسب وقت پر آنا چاہیے تھا، یہ انفارمیشن قبل از وقت افشا ہونے لگیں۔ جب واٹس ایپ گروپ میں کسی اہم معاملے یا جاری آپریشن سے متعلق کوئی انفارمیشن ڈسکس ہوتی تو سوشل میڈیا سے اس معلومات کو الیکٹرانک میڈیا اچک لیتا تھا۔ ذرائع کے مطابق بعض واٹس ایپ گروپ غیر ارادی طور پر تحریک انصاف اور مسلم لیگ ''ن'' کے درمیان سوشل میڈیا پر جاری جنگ کا بھی حصہ بن رہے تھے۔ واضح رہے کہ سوشل میڈیا پر تحریک انصاف والے مسلم لیگ ''ن'' کو ''پٹواری'' اور نون لیگ والے تحریک انصاف کو ''یوتھیا'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ واٹس ایپ گروپ بنانے کی پابندی سیکنڈ لیفٹیننٹ سے لے کر لیفٹیننٹ جنرل تک کی سطح کے

افسران پر لگائی گئی ہے۔ معاملے کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے متعلقہ فوجی افسران واٹس ایپ گروپ سے نکل گئے ہیں۔ اس پابندی کا اطلاق ان ریٹائرڈ افسران پر بھی ہو گا، جو ریٹائرمنٹ کے بعد اب فوج کے تحت چلنے والے کسی اور ادارے یا کمپنی میں ملازم ہیں۔ ان میں فوجی فاؤنڈیشن، سیمنٹ، کیمیکل اور فرٹیلائزر سے متعلق مختلف کمپنیاں شامل ہیں۔ مستقبل قریب میں اس قسم کے احکامات ایئر فورس اور نیوی کے افسران کے لیے بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ اب واٹس ایپ گروپ میں صرف ریٹائرڈ افسران باقی رہ گئے ہیں، ان سے بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنی یونٹ یا کورس کے نام پر واٹس ایپ گروپ یا سماجی ویب سائٹ کا کوئی اکاؤنٹ نہ بنائیں۔

ریٹائرڈ فوجیوں کی سب سے بڑی نمائندہ تنظیم "ایکس سروس مین سوسائٹی" نے واٹس ایپ گروپس پر پابندی کا خیر مقدم کیا ہے۔ اور اسے ایک اہم فیصلہ قرار دیا ہے۔ اس پابندی کے نتیجے میں ریٹائرڈ فوجی افسران کو ملنے والی انفارمیشن کی ایک بڑی سورس بند ہو گئی ہے۔ لہٰذا ٹاک شوز یا اپنے مضامین میں ان دفاعی تبصرہ نگاروں کو اب معلومات سے زیادہ انحصار اپنے تجزیے پہ کرنا پڑے گا۔

کراچی ۹ سالہ بچی زیادتی کے بعد قتل:

کراچی بن قاسم ٹاؤن میں ۹ سالہ بچی کی لاش پانی کی ٹنکی سے ملی جسے زیادتی کے بعد قتل کیا گیا تھا۔ میڈیکو لیگل آفیسر (ایم ایل او) کی رپورٹ کے مطابق ۹ سالہ خدیجہ بتول کے ساتھ زیادتی کی گئی جب کہ بچی کی گردن پر تشدد کے نشانات موجود تھے، جسے گلے میں دوپٹہ ڈال کر قتل کیا گیا ہے۔ ایم ایل او ڈاکٹر ذکیہ کے مطابق بچی کے خون، کپڑوں اور دیگر چیزوں کے نمونے لیے گئے ہیں جسے مزید معلومات کے لیے لیبارٹری بھجوا دیا گیا ہے۔ بچی کا والد اس خبر کے سنتے ہی بے ہوش گیا۔ بعد ازاں پولیس کی تفتیش میں مشتبہ افراد کو گرفتار کر کے ان کا ڈی این ٹیسٹ کروایا گیا اور اسی بنیاد پر ملزم فرحان جو پڑوس میں ہی رہتا ہے، کی شناخت ہو سکی۔ گزشتہ سال جس طرح زینب قتل کیس نے چوبیس گھنٹے کی بنیاد پر ٹرانسمیشن چلائی اور ملزم کو پھانسی بھی ہو گئی لیکن خود ہی سوچئے کہ اس کے باوجود روزانہ کی بنیاد پر زیادتی اور زیادتی کے بعد قتل کے کیس رپورٹ ہوتے رہے، نہ صرف خواتین کے ساتھ بلکہ بڑی تعداد میں ایسے کیس رپورٹ ہوئے جن میں بچے نشانہ بنے تھے۔ اور وہ کیس جن میں خاندان بدنامی کے ڈر سے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں وہ تو کسی شمار میں ہی نہیں۔ ۲۶ فروری عمر کوٹ کے گاؤں جانھیرو میں بھی ایک کیس رپورٹ ہوا۔ علاقے کے وڈیرے سمیت تین افراد نے بارہ سالہ بچی کو زیادتی کا نشانہ بنایا۔ اہل خانہ کی جانب سے رپورٹ درج کروانے کے باوجود پولیس نے ملزمان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔ یہ کیس چونکہ کسی بڑے شہر میں نہیں ہوا تھا اس لیے میڈیا کی توجہ بھی نہیں حاصل کر سکا۔

۲۷ دسمبر ایبٹ آباد کی تحصیل حویلیاں میں ۳ سالہ بچی کو زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد گہری کھائی میں پھینک دیا گیا۔

۲۸ دسمبر خیبر پختونخواہ کے ضلع نوشہرہ میں نو سالہ بچی کو زیادتی کا نشانہ بنا کر قتل کرنے کے بعد قریبی قبرستان میں پھینک دیا گیا۔

۱۴ فروری رپورٹ ہونے والی ایک خبر کے مطابق پنجاب کی تحصیل اوکاڑہ کے شہر میں ایک کیس رپورٹ ہوا جس کے مطابق دو ملزمان نے چار سال تک اپنی سگی بہن کو زیادتی کا نشانہ بنایا۔ پولیس نے ایک بھائی کو گرفتار کر لیا جبکہ دوسرا فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

۹ فروری رپورٹ ہونے والی خبر کے مطابق ضلع خیر پور میں دو ملزمان کی گرفتاری عمل میں آئی جنہوں نے دو روز قبل اٹھارہ سالہ لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنایا۔ متاثرہ لڑکی کی تین ماہ قبل شادی ہوئی تھی۔

۳ فروری راولپنڈی صدر پولیس سٹیشن میں ایک خاتون کی جانب سے رپورٹ درج کروائی گئی کہ اس کا باپ ایک سال سے اسکے ساتھ جنسی زیادتی کر رہا تھا۔ گزشتہ سال پشتو گلوکارہ نازیہ اقبال کا کیس بھی میڈیا کی توجہ حاصل کر سکا۔ گلوکارہ نے اپنے سگے بھائی افتخار علی کے خلاف کیس درج کروایا۔ گلوکارہ کا کہنا تھا کہ افتخار علی نازیہ اقبال کے بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بناتا رہا۔ نازیہ اقبال کا کہنا تھا کہ بچیاں کئی دفعہ اس سے شکایت کر چکی تھیں مگر اسے یقین نہیں آیا تھا یہاں تک کہ ایک دن خود اس نے افتخار علی کو بچیوں کیساتھ جنسی زیادتی کرتے ہوئے پکڑ لیا۔

غیر سرکاری ادارے ساحل کی شائع کردہ رپورٹ کے مطابق حالیہ عرصے میں اس قسم کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے پچھلے چھ ماہ میں ایسے ۱۷ کیسز رپورٹ ہوئے ہیں جن میں خونی رشتوں کے افراد نے زیادتی کا نشانہ بنایا۔ ان ۱۷ کیسز میں تین ملزمان بری ہوئے، پانچ ملزمان کو سزا ہوئی جبکہ نو مقدمات میں صلح ہو گئی۔

گندگی کا ایسا سیلاب جس نے معاشرے کی بنیادوں کو ادھیڑ دیا ہو اور پھر بھی ہم اپنی زندگیوں میں مگن ہوں اور اسے روکنے کی کوشش نہ کریں تو ہم میں سے کس کا گھر بچ پائے گا؟ میڈیا نے زینب کیس میں پوری قوم کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کروا تو لی لیکن مسئلے کی اصل جڑ فحاشی و عریانی کے فروغ کو روکنے کے لیے کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔ بھلا اس تناظر میں میڈیا اس مسئلے پر کیسے روشنی ڈال سکتا ہے جب وہ خود ہی فساد کی جڑ ہو اور ریٹنگ اور اشتہارات کے لالچ میں برہنگی دکھا کر درندے پیدا کرنے میں ایک دوسرے چینل سے مقابلہ کرتا ہو۔

☆☆☆☆☆

سوشل میڈیا کی دنیا سے...

ابن حیدر نے لکھا:

اب تک کی اطلاعات کے مطابق درجنوں سویلین شہید اور سو سے اوپر زخمی ہیں

آزاد کشمیر کے ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کردی گئی ہے

خیر سگالی کرنے والو!

بولتے کیوں نہیں میرے حق میں

آبلے پڑ گئے زبان میں کیا؟؟؟

اویس اکرم نے لکھا:

روس سے لڑے تو مجاہد...

امریکہ سے لڑے تو دہشت گرد...

کالج میں پڑھے تو طالب علم...

مدرسے میں پڑھے تو دہشت گرد...

کلین شیو کرے تو مسلمان...

داڑھی رکھے تو دہشت گرد...

انگریزی بال رکھے تو فیشن ...

سنت کے مطابق بال رکھے تو دہشت گرد...

بھتہ لے تو بھائی ...

چندہ مانگے تو دہشت گرد...

سکول پر حملہ ہو تو مرنے والے شہید ...

مدرسے پہ بمباری ہے تو مرنے والے دہشت گرد...

ملک کی ترقی کی بات کرے تو امن پسند...

اسلام کی ترقی کی بات کرے تو دہشت گرد...

سارے انگریز ممالک مل کر مسلمانوں کو ماریں تو امن کے متلاشی ...

مسلمان اپنے حق کے لیے ہتھیار اٹھائے تو دہشت گرد...

بولو بولو جو بھی جی میں آتا ہے بولو لیکن کب تک حقیقت سے نظریں چرا کے پھرتے رہو گے

بہت جلد ایسی عدالت لگنے والی ہے جہاں پتہ چل جائے گا کہ کون ''امن پسند'' اور کون دہشت گرد!!!...

زبیر منصوری نے لکھا:

کبھی یوں لگتا ہے کہ

میرا رب امت کو چیلنجز سے گزار کر تیار کر رہا ہے ایک بڑے، حتمی اور آخری معرکہ کے لیے شیرازہ بندی ہونے کو ہے...

امت جو صدیوں کی غلامی سے اپنا ایمان ذہانت بہادری احساس زیاں قائدانہ صلاحیتیں اور اتحاد کھو بیٹھی ہے...اسے جھٹکے، تھپڑ، تجربے، دھوکے، کھلا کر اٹھایا جگایا اور بیدار کیا جا رہا ہے اسے ایکسپیرئینشل لرننگ EXPERIENTIAL LEARNING سے گزارا جا رہا ہے...ہر مصیبت، ہر مار، ہر حملہ اور ہر تلخی' امت کے ایک حصہ کو بے حسی سے کاٹتی ہے اور احساسِ زیاں کی بے تابی سے جوڑ دیتی ہے...اسے فرقہ واریت کی تنگنائی سے نکالتی اور امت کے سمندر میں سمو دیتی ہے...پھر طوفان کی اگلی لہر کچھ جانوں کا نذرانہ لے کر ایک بڑی تعداد کو کنارے کی طرف دھکیل دیتی ہے...دشمن اندر اور باہر سے تقسیم بڑھا رہا ہے، مگر رحمان اسے شعور و آگہی میں اضافہ کا ذریعہ بنا رہا ہے...اندر بیٹھے غداروں پر سے پردے ہٹا رہا ہے...تجربوں کی بھٹی سے گزار کر اس وقت کے لیے تیار کر رہا ہے جب امام مہدی تشریف لا کر اختلافات کا قضیہ نمٹا دیں گے...سب ان کے پرچم تلے جمع ہوں گے...اور جو باہر رہا وہ پھر دوسرے کیمپ کا ہو گا...امت جمع ہو گی تو مسیح عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور عیسائیت اپنے خیر، ذہانتوں، مہارتوں، سائنس و ٹیکنالوجی کے ساتھ آن ملے گی اور یوں کیموفلاج شیطانیت برہنہ ہو کر سامنے آ جائے گی...شکست کھائے گی اور کوئی کچا پکا گھر ایسا نہ بچے گا جس میں اللہ کا دین داخل نہ ہو جائے گا!!!

امت والو! پوری امت کی صحت درکار ہے تو جسدِ امت سے کچھ خون تو بہے گا، حوصلہ ہمت امید اور اپنے چالیس ہاتھ دائیں چالیس بائیں سامنے اور پیچھے دائرہ بناؤ اور اتحاد، ایثار، احترام، محبت، محنت اور خلوص سے وصل کے اسباب پیدا کرو...امت والے کے نام پر امتِ کو جوڑو، شیرازہ بندی کرو، ذہانت، صالحیت اور صلاحیت سے امت کی مدد کرو

چرواہا آنے کو ہے!!!

وہ اللہ کی بھیڑوں کو اُس کے گلہ میں لے کر ہی لوٹے گا

ان شاء اللہ!!!!

غیور احمد نے لکھا:

طالبان اور امریکہ سے مذکرات کے دوران امریکی جب بھی طالبان سے فری ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو طالبان ان کو سیدھا کر دیتے ہیں۔

جیسے کل ہی کی مثال لے لیں ہلمند میں طالبان نے ۴۰ امریکی فوجی بھون دیئے... اسے کہتے ہیں پیار اور غصہ ساتھ ساتھ...

یہی عادت ابو کی بھی ہوتی ہے کہ وہ جہاں پیار کرتے ہیں وہیں پٹائی بھی وہی لگاتے ہیں...

مطلب طالبان' امریکہ کے ابو ہوئے!!!

حمزہ طارق نے لکھا:

اللہ اکبر!

آج افغان طالبان نے ہلمند میں ایک امریکی کیمپ میں گھس کر حملہ کیا ہے۔ اور امت کو بتایا ہے مایوس نہیں ہونا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانشین ابھی زندہ ہیں۔

تفصیلات کے مطابق ۴۰ امریکی فوجی اور ۳۰ اسپیشل کمانڈوز، ۶ جنگی پائلٹ جہنم واصل ۳۰ سے زیادہ فوجی ٹینک گاڑیاں اور ریڈار جنگی طیارے تباہ۔

اسے کہتے ہیں بہترین سفارت کاری مذاکرات کے ساتھ ساتھ جذبہ خیر سگالی!!!

عبد اللہ واحدی نے لکھا:

بے حمیت حکمرانو اور سپہ سالارو!!

اپنے پڑوسی افغانوں سے ہی غیرت ادھار لے لو!!!

جن امریکیوں کے آگے تم ناک سے لکیریں نکال کر اپنی قوم کو ذلیل کرواتے وہی امریکی نہتے افغانوں کے ہاتھوں کتے کی موت مارے جاتے اور مذاکرات کی بھیک بھی مانگتے!

خبر کے مطابق ہلمند کے علاقے میں بہت بڑے امریکی کیمپ میں گھس کر طالبان نے مارنا شروع کیا ہوا ہے، خالصتاً امریکیوں کو چالیس کے لگ بھگ مار چکے اور حملے جاری ہیں!

اسے کہتے گھس کے مارنا!

جبکہ دوسری طرف قطر مذاکرات کا دور اپنی جگہ کامیابی سے جاری ہے کیوں کہ چھترول بھی پابندی سے جاری ہے

اسے کہتے غیرت!

اسے کہتے ایمان!

سبحان اللہ!!!

محمد سلیمان نے لکھا:

اور اپنوں کو بغیر کسی جرم کے دو سے دس سال تک رکھا جاتا ہے جس کا نام ونشان تک نہیں ہوتا زیادہ تر والدین اپنے بچوں کے غم میں وفات ہو جاتے ہیں یا آنکھوں اور جسم سے معزور ہو جاتے ہیں...

دشمن خوش قسمت ہے اپنے بد قسمت ہیں

اللہ تعالی تمام قیدیوں کی رہائی عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

صہیب جمال نے لکھا:

ذہنی قلاشی کا عالم ان دو دنوں میں دیکھا، حیرت ہوئی کہ قوم کے کچھ لوگوں کو کس طرف لگا دیا گیا ہے۔

قادیانی کی تقرّری ہو، مہنگائی ہو، قرض لینا ہو، اسرائیل سے سفارتی تعلقات ہوں، آسیہ ملعونہ کی رہائی ہو، وعدوں سے پھرنا ہو، اس پھرنے کو لیڈر کی کو الٹی کہا جائے، ساہیوال کا واقعہ ہو، حج کی رقم بڑھنی ہو، اچھے اچھوں کو ان موضوعات پر پٹواری اور غلاموں کی طرح "جی بھائی جی بھائی جیسا جی کپتان جی کپتان" کرتے دیکھا۔

رضوان رضی صاحب کی گرفتاری پر بغلیں بجاتے دیکھا، کئی والز پر خوشی مناتے دیکھا، عجیب عجیب کمنٹس دیکھے۔

خوشی منانے والو! اندھے مقلدو! نئے سیاسی شوقینو! دھرنے سے سیاست کی ابتدا کرنے والو!

یہ سیاسی مخالفین یا نقّادوں کو تو پرانے پاکستان میں بھی ایسے گرفتار نہیں کیا جاتا تھا جس کا تم لوگ رونا روتے ہو، کیا چاہتے ہو؟ حکومت کی ہر وقت تعریف کی جائے؟ ان کے کسی عوام دشمن اقدامات پر اعتراض نہ کیا جائے؟ تو پھر ایسا کرو اپنی سیاسی بلوغت کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر لو، یقین کرو یہ تبدیلی نہیں ہے، یہ صرف اپنی پارٹی تیری پارٹی ہے، اب جب رضوان رضی صاحب رہا ہوئے اور وڈیو پر کسی کو جواب دیا تو اس پر کچھ یہ چھچھورے سیاسی نابالغ کہتے ہیں "دیکھا یہ واپس آیا تو لہجہ بدل گیا اب نہیں لکھے گا"۔

تومہاتما اور بوٹ کے پجاریو!

یہ نیا پاکستان تو نہیں ہوا ناں؟ یہ تو وہی نظام ہوا، ڈراؤ، مارو، پولیس سے اٹھواؤ، ایجنسی سے غائب کرواؤ، نیب سے ڈراؤ، کہاں ہے وہ انصاف؟ کہاں ہے وہ ایک پاکستان کا نعرہ؟

ایسے افراد اور صحافیوں کے لیے حکومت میں آئے تھے؟

اگر یہی کرنا ہے تو کرسیاں چھوڑو، اور وردی والوں کو بٹھا لو، کہہ دو چھ مہینے مثبت خبریں ہماری کوکھ سے پیدا نہیں ہو رہی ہیں آپ آجائیں۔

افسوس ہوتا ہے ان ذہنی قلاشوں کو دیکھ کر۔

جو گرفتاری پر خوش تھے اور رہائی پر خوف سے خاموش ہونے اور مثبت خبریں دینے کی قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔

تُف ہے اس تبدیلی پر

☆☆☆☆☆

امریکہ کی ڈانواں ڈول معیشت

محمد اسجد خان

امریکی قومی قرض پہلی دفعہ ۲۲۰ کھرب ڈالر سے تجاوز کر گیا:

امریکی تاریخ میں پہلی مرتبہ قومی قرض (سالانہ بجٹ کے کل خسارے) ۲۲۰ کھرب ڈالر سے تجاوز کر گیا ہے۔ امریکی نشریاتی ادارے فوکس نیوز کی رپورٹ کے مطابق امریکی محکمہ خزانہ کے جاری بیان میں بات سامنے آئی کہ مجموعی عوامی قرض ۲۲۰ کھرب ۱۰ ارب ڈالر پر موجود ہے۔

واضح رہے کہ ۲۰ جنوری ۲۰۱۷ء میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے دفتر سنبھالنے کے موقع پر یہ قرض ۱۹۹ کھرب ۵۰ ارب ڈالر پر موجود تھا۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے دسمبر ۲۰۱۷ء میں ۱۵ کھرب ڈالر کی ٹیکس کٹوتی اور گزشتہ برس کانگریس کی جانب سے مقامی اور عسکری پروگرامز پر اخراجات میں اضافے کے اقدام سے قرض میں اضافہ ہوا۔ تاہم یہاں یہ بات واضح رہے کہ امریکی حکومتی قرض دہائیوں کے لیے بڑھتا ہے، ۱۹۸۹ء میں یہ ۳۱ کھرب ڈالر، ۱۹۹۹ء میں یہ ۵۶ کھرب ڈالر اور ۲۰۰۹ء میں ۱۱۹ کھرب ڈالر تھا۔ دوسری جانب کانگریس کے بجٹ آفس (سی بی او) نے پیش گوئی کی ہے کہ رواں سال کا خسارہ گزشتہ سال کے ۷۷۹ ارب ڈالر کے مقابلے میں ۸۹۷ ارب ڈالر ہوگا۔ سی بی او نے کہا کہ آنے والے برسوں میں قرض میں مزید اضافے کا امکان ہے اور ۲۰۲۲ء میں یہ سالانہ ۱۰ کھرب ڈالر بڑھے گا اور ۲۰۲۹ تک ۱۰ کھرب ڈالر سے نیچے نہیں آئے گا۔

ایمرجنسی کے خلاف امریکہ کی ۱۶ ریاستیں اٹھ کھڑی ہوئیں:

امریکہ کی ۱۶ ریاستوں نے ملک میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے خلاف صدر ٹرمپ اور ان کی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ مقدمہ کیلی فورنیا کے اٹارنی جنرل ہاویئر بسیرا نے ریاست کے شمالی ضلعے کی وفاقی عدالت میں دائر کیا ہے جس میں دیگر ۱۵ ریاستوں کی حکومتیں بھی فریق ہیں۔ مقدمہ دائر کرنے والی ریاستوں میں کیلی فورنیا کے علاوہ کولوراڈو، کنیٹی کٹ، ڈیلاور، ہوائی، الی نوائے، مین، میری لینڈ، منی سوٹا، نیواڈا، نیوجرسی، نیو میکسیکو، نیویارک، اوریگن، ورجینیا اور مشی گن شامل ہیں۔ مقدمے کے درخواست گزار ہاویئر بسیرا نے کہا ہے کہ انہوں نے صدر کو اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال سے روکنے کے لیے عدالت سے رجوع کیا ہے۔

کیلی فورنیا کے ڈیموکریٹ اٹارنی جنرل نے کہا ہے کہ صدر ٹیکس دینے والوں کا وہ پیسے ہتھیانے کی کوشش کر رہے ہیں جسے کانگریس نے قانونی طور پر ریاستوں کے عوام کے لیے مختص کیا تھا۔ وائٹ ہاؤس نے ہنگامی حالت کے نفاذ کا حکم نامہ عدالت میں چیلنج کرنے پر فی الحال کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا ہے۔ وائٹ ہاؤس کا کہنا ہے کہ ہنگامی حالت کے نفاذ کے بعد صدر بجٹ میں دیگر مدات میں رکھی گئی رقم کو کانگریس کی اجازت کے بغیر ہی سرحدی دیوار کی تعمیر کے لیے استعمال کر سکتے ہیں جس کے ڈیموکریٹس سخت مخالف ہیں۔ امریکی آئین نے صدر کو غیر معمولی صورتِ حال میں ملک میں ہنگامی حالت کے نفاذ کا اختیار دیا ہے جس کے تحت وہ کئی معاملات میں کانگریس کو بائی پاس کر سکتا ہے۔ لیکن ماضی میں امریکی صدور نے اس اختیار کا استعمال زیادہ تر حالتِ جنگ میں ہی کیا ہے۔ ڈیموکریٹس کا موقف ہے کہ سرحد پر دیوار کی تعمیر غیر ضروری اور امریکی ٹیکس دہندگان پر بوجھ ہے۔

لیکن دیوار کی تعمیر صدر کا ایک اہم انتخابی وعدہ ہے جسے وہ ہر صورت پورا کرنے کا عزم ظاہر کر چکے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ آنے والے دنوں میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے خلاف مزید مقدمات بھی دائر ہوسکتے ہیں جن کی وجہ سے سرحد پر دیوار کی تعمیر کا کام مؤخر ہونے کا اندیشہ ہے

امریکی فوجیوں میں خودکشی کے رجحان میں اضافہ:

یو ایس سپیشل آپریشنز کمانڈ میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد میں تین گنا اضافہ ہو گیا۔ ۲۰۱۸ء میں یو ایس سپیشل آپریشنز کمانڈ کے ۲۲ فوجیوں نے خودکشی کی جبکہ ۲۰۱۸ء میں یو ایس میرین کور میں خودکشیوں کی تعداد ۱۰ سال میں سب سے زیادہ ہے۔ اوہائیو میں ۳۳ سالہ ریٹائرڈ امریکی فوجی نے سر میں گولی مار کر زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ امریکی فوجی نے فیس بک پر براہ راست اپنی خودکشی کے مناظر کو نشر کیا۔

امریکہ نے دہشت گردی کیخلاف بہت کچھ کیا، اب اتحادی کریں: ٹرمپ

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ہم نے بہت خرچ کیا ہے اب وقت آ گیا ہے دیگر یورپی اتحادی قدم بڑھائیں اور ساتھ دیں۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے ایک ٹویٹ میں برطانیہ، فرانس، جرمنی اور دیگر یورپی اتحادیوں سے مطالبہ کیا شام سے گرفتار داعش کے ۸۰۰ دہشت گردوں کے خلاف اپنے ملک میں ٹرائل کریں۔ امریکی صدر نے کہا امریکہ نہیں چاہتا دہشت گرد یورپ میں سرایت کریں۔

☆☆☆☆☆

کلیسائے صلیب' بدکاری اور بے راہ روی کے اڈے بن چکے ہیں

عبد الکریم محمد

پوپ فرانسس کی جانب سے جنسی زیادتی کے مرتکب پادریوں کے خلاف سخت ایکشن کا اعلان:

پوپ فرانسس نے یقین دہانی کرائی ہے کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے مرتکب پادریوں کے خلاف سخت اقدامات اختیار کیے جائیں گے۔ پوپ نے یہ بات ویٹکن سٹی میں "بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی" کے موضوع پر ہونے والی ایک کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہی۔ پوپ فرانسس نے مختلف ملکوں میں پادریوں کے خلاف جنسی سکینڈلز سامنے آنے کے بعد دنیا بھر سے کیتھولک رہنماؤں کو اس چار روزہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ امریکہ، آئرلینڈ، چلی، آسٹریلیا اور دیگر ممالک میں گزشتہ تین دہائیوں کے دوران پادریوں کی طرف سے بچوں کے خلاف جنسی زیادتی کے بہت سے واقعات سامنے آئے ہیں جو چرچ کی بدنامی کا باعث بنے ہیں۔ کانفرنس میں شامل بشپس اور دیگر مسیحی رہنماؤں سے خطاب کرتے ہوئے پوپ کا کہنا تھا کہ چرچ سے وابستہ افراد کی طرف سے بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات سامنے آنے کے بعد وہ اُن سے درخواست کر رہے ہیں کہ وہ ہدف بننے والے چھوٹے بچوں کی چیخ و پکار سنیں اور اُنہیں انصاف فراہم کریں۔ پوپ کا کہنا تھا کہ زیادتی کا شکار ہونے والے بچے محض مذمتی بیانات کے بجائے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ویٹکن آڈیٹوریم میں جاری اس کانفرنس کے پہلے روز پوپ فرانسس اور ۲۰۰ کے لگ بھگ شرکا نے جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے پانچ بچوں کے بارے میں ویڈیو دیکھی۔ ان بچوں نے اپنا نام ظاہر نا کرنے کی درخواست کی تھی۔ ویڈیو میں اُنہوں نے اُن سے ہونے والی زیادتی اور پھر اسے چھپائے جانے کی داستانیں بیان کیں۔ ایک ۱۵ سالہ بچی نے ویڈیو میں بتایا کہ ایک پادری نے اُس کے ساتھ جنسی تعلقات روا رکھے جو ۱۳ برس تک جاری رہے۔ اُس نے بتایا کہ وہ تین مرتبہ حاملہ ہوئی اور تینوں بار پادری نے اُس کا 'ابارشن' کرایا۔ چلی سے تعلق رکھنے والے ایک لڑکے کا کہنا تھا کہ جب اُس نے اُس کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے بارے میں چرچ کے اعلیٰ حکام کو آگاہ کرنے کی کوشش کی تو اسے جھوٹا اور چرچ کا دشمن قرار دے دیا گیا۔ سابق امریکی پادری تھیوڈور مک کارک سے بچوں اور بڑوں کے ساتھ جنسی جرائم ثابت ہونے پر رومن کیتھولک پادری ہونے کا عہدہ لے لیا گیا ہے۔ ویٹی کن کا کہنا تھا کہ پوپ فرانسس نے فیصلہ کیا ہے کہ مک کارک جو واشنگٹن کے ۰۶۔۲۰۰۱ء کے دوران پادریوں کے سربراہ کے عہدے پر بھی فائز رہے تھے، کے خلاف یہ فیصلہ حتمی ہے

امن کے نام پر پوپ فرانسس کا منافقانہ لیکچر:

"اللہ کے نام پر تشدد کا جواز نہیں، لیبیا، شام، عراق اور یمن میں امن ہونا چاہیے۔ یمنی بچوں کی آہیں خدا تک پہنچ رہی ہیں۔ بھائی چارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف عقائد والے لوگوں کے مساوی شہری حقوق ہونے چاہئیں" ابوظہبی میں بین المذاہب کانفرنس سے خطاب میں پوپ فرانسس نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جن ممالک کا تذکرہ کیا وہاں جتنا کشت وخون صلیبی روافض اور کمیونسٹ روسیوں نے کیا ہے وہ پوری دنیا کو خوب معلوم ہے اس کے باوجود اس کی ذمہ داری مسلمانوں پر تھوپنا منافقت اور حقائق سے چشم پوشی نہیں تو اور کیا ہے۔ موصوف نے افغانستان، کشمیر، فلسطین، برما اور صومالیہ کا ذکر کرنا شاید اس لیے مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہاں بھی بہنے والا خون مسلمان کا ہے جس میں یہود و نصاریٰ براہ راست ملوث ہیں۔

کلیسائے روم کے ۸۰ فیصد پادری ہم جنس پرست نکلے

فرانسیسی محقق فریڈرک مارٹیل نے اپنی کتاب میں انکشاف کیا ہے کہ کلیسائے روم کے پادریوں کی بہت بڑی تعداد دوہری زندگی گزار رہی ہے۔ وہ ایک جانب "مقدس باپ" بھی بنے ہوئے ہیں تو دوسری جانب طوائفوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ کتاب میں تصدیق کی گئی ہے کہ کلیسائے روم کے ہم جنس پرست پادریوں میں ۴۱ کارڈینل (لاٹ پادری)، ۵۲ بشپ (اسقف)، ۴۵ مونسیگنور (پاپائی تقرر کردہ پادری) اور ۴۵ پاپائی سفارت کاروں سمیت سیکڑوں براہ راست تقرر کردہ خصوصی پادری شامل ہیں، جو تجرد اور رہبانیت کی آڑ میں ہم جنس پرستی کا گھناؤنا کھیل رچائے ہوئے ہیں۔ کلیسائے روم کی حقیقت کھولنے والی کتاب کی رپورٹنگ میں ہم جنس پرستوں کے ترجمان جریدے پنک نیوز نے لکھا ہے کہ روم کلیسائے روم کے پادریوں کی بدکرداری کو اجاگر کرنے والے فرانسیسی محقق خود بھی ہم جنس پرست ہیں۔ انہوں ڈیڑھ ہزار پادریوں اور اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ملاقاتیں کی ہیں اور ان کی عادات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ انٹرویوز کے دوران انکشاف ہوا کہ ۱۵ سو میں سے ۱۲ سو پادری ہم جنس پرست ہیں۔ محض ۳۰۰ پادریوں نے بتایا کہ وہ اس قسم کی بدفعلیوں سے دور ہیں۔ لیکن ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ وہ دوہری زندگیاں گزار رہے ہیں۔ وہ ایک جانب "مقدس باپ" بنے ہوئے ہیں اور خود کو کنوارہ ظاہر کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں شادی شدہ ہیں۔ فریڈرک مارٹیل کی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ کولمبیا کے لاٹ پادری کارڈینل ایلفانسو لوپیز تروجیلو کا موقف ہے کہ ہم جنس پرستی اور طوائفوں سے رجوع کرنا کوئی بری بات نہیں ہے اور پادری ایسا کرسکتے ہیں۔

(بقیہ: صفحہ ۱۰۵ پر)

ملعون گیرٹ ویلڈر کے ساتھی جورم وان نے اسلام قبول کر لیا

نذر اللہ جان

”میں نے مذہب تبدیل نہیں کیا، بلکہ اپنے اصل فطری دین کی طرف لوٹا ہوں“۔

یہ کہنا تھا ہالینڈ کے نو مسلم سیاستدان جورم وان کلیویرین کا۔ بدنام زمانہ شاتم رسول، ڈچ سیاستدان گیرٹ ولڈرز کے سابقہ دستِ راست اور قریبی ساتھی Joram van Klaveren نے قبول اسلام کا اعلان کر کے ایک طرف بہت سے حلقوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے تو دوسری جانب یہ خبر اسلام دشمن عناصر پر بجلی بن کر گری ہے۔ ایک انٹرویو میں ان کا کہنا تھا کہ ”یہ سوال ہی درست نہیں کہ میں نے مذہب تبدیل کر لیا۔ بلکہ میں اپنے اس اصل فطری دین کی طرف لوٹا ہوں، جس پر ہر انسان کو پیدا کیا گیا ہے“۔ ۳۹سالہ جورم، گیرٹ ولڈرز کی قوم پرست فریڈم پارٹی المعروف PVV کے رکن پارلیمنٹ رہ چکے ہیں۔ اس جماعت کی سیاست کا واحد مقصد ہی اسلام دشمنی اور یورپ کو اہل اسلام سے پاک کرنا ہے۔

ایک انٹرویو میں جورم کا کہنا تھا کہ وہ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی نئی کتاب کے لیے ریسرچ کر رہے تھے۔ اس دوران جب انہوں نے سیرتِ مبارکہ کے چند پہلوئوں کا ”تنقیدی“ جائزہ لیا تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نے ان کی فکر کو تبدیل کر دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ انہوں نے دل سے گزشتہ برس ہی اسلام قبول کیا تھا، تاہم اس کا باقاعدہ اعلان ریڈیو پر کیا۔ جورم مذکورہ انتہا پسند جماعت کے نہ صرف سینئر رہنما تھے، بلکہ نائب چیئرمین بھی تھے۔ تاہم کچھ عرصہ قبل انہوں نے اس پارٹی کو چھوڑ دیا تھا۔

جورم وان کلیویرین ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۷ء کے دوران ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے ممبر رہے اور ۲۰۱۴ء میں گریٹ ولڈرز کے مراکش الاصل افراد کے لیے استعمال کردہ نسل پرستانہ الفاظ کے بعد اس کی پارٹی سے مستعفی ہو کر آزاد اسمبلی ممبر بن گئے۔ جورم کا کہنا تھا کہ ان کا ضمیر نسلی منافرت کو قبول نہیں کرتا۔

بعد ازاں وان کلیویرین نے اپنی پارٹی قائم کی اور ہالینڈ میں ۲۰۱۷ء کے عام انتخابات میں اس پارٹی سے امیدوار کھڑے ہوئے، لیکن ناکافی ووٹوں کی وجہ سے سیاست کو خیر باد کہہ دیا۔ اس سے قبل گیرٹ ولڈرز کے ایک اور قریبی ساتھی اور ڈچ سیاستدان Around van Door نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے جورم کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا ہے کہ گیرٹ کی اسلام مخالف پارٹی ہالینڈ میں اسلام کی اکیڈمی اور دعوت کا مرکز بن جائے گی۔

گو کہ جورم، گریٹ ولڈرز کی پارٹی کا حصہ تھے اور ان کا شمار بھی اسلام مخالف سیاستدانوں میں ہوتا تھا۔ اسمبلی میں بھی اسلام کے خلاف پیش پیش رہے۔ وہ برقعے اور مساجد کے میناروں پر پابندی کے مطالبات بھی کرتے رہے۔ انہوں نے یہاں تک کہا تھا کہ ”اپنے ملک میں ہم اسلام بالکل نہیں چاہتے“۔ مگر قدرت نے انہیں فطرت سلیم سے نوازا تھا۔ اس لیے گیرٹ ولڈرز کی پارٹی میں ہوتے ہوئے بھی انہوں نے شان رسالت میں کوئی گستاخی نہیں کی۔

ڈوئچے ویلی کی رپورٹ کے مطابق انتالیس سالہ جورم وان کلیویرین نے کہا ہے کہ وہ ایک اسلام مخالف کتاب لکھ رہے تھے کہ اس عمل کے تقریباً وسط میں ان کا ذہن ہی بدل گیا۔ پھر جو کچھ انہوں نے لکھا، وہ ان اعتراضات کی تردید اور جوابات تھے، جو غیر مسلم اسلام پر ایک مذہب کے طور پر کرتے ہیں۔ وان کلیویرن نے ڈچ اخبار این آر سی کو بتایا ”تب تک جو کچھ بھی میں نے لکھا تھا، اگر وہ سچ ہے، تو میری اپنی رائے میں، میں مسلمان ہو چکا ہوں“۔

انہوں نے اس اخبار کو یہ بھی بتایا کہ انہوں نے گزشتہ برس ۲۶/ اکتوبر کو باقاعدہ طور پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہالینڈ میں مراکشی نژاد مسلمانوں کی مساجد کی تنظیم کے ایک عہدیدار سعید بوہارو نے اخبار ”اے ڈی“ کو بتایا کہ ”یہ (وان کلیویرین کا قبول اسلام) ایک شاندار خبر ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے اتنی شدت سے اسلام کی مخالفت کی تھی، اب جان گیا ہے کہ یہ کوئی برا یا غلط مذہب نہیں ہے“۔ گیرٹ ولڈرز جیسے اسلام دشمن عناصر پر یہ خبر بجلی بن کر گری ہے۔

اسرائیلی اخبار ”ٹائمز آف اسرائیل“ نے جورم کے قبول اسلام کی تفصیلی اسٹوری کے آخر میں گیرٹ ولڈرز کے ایک مقامی چینل آر ٹی ایل کو دیے گئے انٹرویو کا ذکر کیا ہے۔ جب مذکورہ چینل نے گیرٹ سے رابطہ کیا تو اس ملعون کا کہنا تھا کہ ”میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ Vegetarian in a slaughterhouse یعنی سبزی خور مذبح خانے میں داخل ہو گیا“۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ یہ خبر اس کے لیے اتنی غیر متوقع ہے کہ اس بارے میں مزید کچھ کہنے کو اس کے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

مشرقی ترکستان کے مظلوم مسلمانوں کی حالتِ زار

اسامہ سعید

ترکی نے چین کے ایغور مسلمانوں سے بدسلوکی کے معاملے کو عالمی سطح پر اٹھانے کا اعلان کیا ہے۔انسدادِ انتہا پسندی کے نام پر چینی حکومت نے لاکھوں ترکی النسل یغور (Uighur) مسلمانوں کو بیگار کیمپوں میں ٹھونس رکھا ہے، جسے چینی حکومت ''تربیتی ادارے'' کہتی ہے۔چینی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ تربیت کے نام پر مسلمانوں کو اپنا عقیدہ چھوڑ کر ملحد ہونے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ایک اندازے کے مطابق ۱۵ لاکھ سے زیادہ مسلمان ان کیمپوں میں ہیں، جہاں انہیں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔پاکستان، افغانستان اور ہندوستان سے متصل چینی صوبے سنکیانگ (Xinjiang) میں ایک کروڑا یغور مسلمان آباد ہیں۔تیل و گیس سے مالا مال اس صوبے میں مسلمانوں کا تناسب ۴۵ فیصد ہے۔چینی حکومت نے اسلام کو چینی ثقافت و اقدار سے ہم آہنگ پابند بنانے کا سلسلہ شروع کیا ہے، جس کے لیے Sinicize Islam کے عنوان سے ایک قانون منظور کیا ہے۔جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس ضابطے کا مقصد اسلامی قوانین حتیٰ کہ توحید و رسالت اور آخرت سمیت بنیادی عقائد کو کمیونسٹ فلسفے اور چینی روایات کا تابع کرنا ہے۔

بیجنگ نے اگلے چند برسوں میں تمام ایغور مسلمانوں کو ''چینی اسلام'' سکھانے کا منصوبہ بنایا ہے، جس کے لیے تربیت گاہ کے نام سے بیگار کیمپ قائم کیے گئے ہیں، جہاں مسلمانوں کو ان کا عقیدہ چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔فجر سے پہلے لوگوں کو اٹھا کر چینی صدر ژی کی ''حمد'' سنائی جاتی ہے، جس کے بعد لیکچر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔کیمپوں میں مسلمانوں کو نماز کی اجازت نہیں اور ہر کھانے کے ساتھ خنزیر کا گوشت ضروری ہے۔تربیت دینے والے اساتذہ اپنے ''شاگردوں'' کو سمجھا رہے ہیں کہ خنزیر عربوں کے یہاں غلیظ جانور تھا، جس کی وجہ سے عرب اسلام میں اس پر پابندی ہے، لیکن چین میں تمام جانوروں کی افزائش کے دوران حفظانِ صحت کا خیال رکھا جاتا ہے، اس لیے ''چینی اسلام'' میں خنزیر جائز ہے اور اسے حرام کہنا انتہا پسندی کی علامت ہے۔

یہی دلیل شراب کے بارے میں بھی ہے کہ عربوں کے یہاں کچی شراب استعمال ہوتی تھی، جو خللِ دماغ کا سبب بنتی تھی، لیکن چینی اسلام میں شراب پانی اور دوسرے مشروبات کی طرح ہے، لہٰذا اس کی مخالفت مذہبی انتہا پسندی ہے۔نماز کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ جہاں سب لوگ نماز نہ پڑھتے ہوں، وہاں کام، پڑھائی یا پارٹی کے دوران چند لوگوں کے نماز کے لیے اچانک کھڑے ہو جانے سے معاشرے میں تقسیم پیدا ہوتی ہے، جو قومی اتحاد کے لیے ٹھیک نہیں۔

عورت و مرد کے درمیان یکسانیت کے نام پر مخلوط غسل خانے قائم کیے گئے ہیں۔حکومت کا کہنا ہے کہ عرب معاشرے میں مرد اور عورت الگ الگ رہا کرتے تھے، جبکہ چینی معاشرے میں مرد و زن کو یکساں حقوق حاصل ہیں اور مخلوط غسل خانوں کی وجہ سے ماں باپ باتھ روم میں اپنے بچوں کی مل کر مدد کر سکتے ہیں۔اسی طرح ''چینی اسلام'' میں صدر ژی عوام کی محبت و عقیدت کے مستحق ہے، لہٰذا سیرت النبیؐ کے بجائے چینی کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ کے اقوال پڑھائے جا رہے ہیں۔جو لوگ ان کیمپوں میں نہیں، ان کی بھی سخت نگرانی کی جا رہی ہے۔جن گھروں کے مرد کیمپوں میں ہیں، ان کی خواتین کی حفاظت کے لیے چینی فوج کے مرد سپاہی تعینات کیے گئے ہیں اور یہ ''محافظ'' گھر کے اندر رہتے ہیں۔اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ ان گھروں کی حرمت کا کیا حال کیا گیا ہوگا؟ آج کل پی ٹی آئی کے احباب احتساب اور انصاف کے لیے چینی ماڈل کا ذکر بہت ذوق شوق سے کرتے ہیں۔

سنکیانگ میں ہر جرم پر بہت سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ان جرائم میں صوم و صلوٰۃ، خنزیر کے گوشت یا شراب سے انکار، گھر، گاڑی اور جیب سے قرآن کی برآمدگی، بچیوں کے گلے میں اسماء الحسنیٰ پر مشتمل لاکٹ وغیرہ شامل ہیں۔گزشتہ دنوں انسانی حقوق کے عالمی ادارے Human Right Watch یا HRW نے تفصیلی تحقیق کے بعد یغور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کو ثقافتی تطہیر قرار دیا ہے۔HRW نے یورپی ممالک اور اسلامی دنیا سے یغور مسلمانوں کی حالتِ زار پر آواز اٹھانے کی درخواست کی تھی۔یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ ۵۷ برس کے یغور شاعر عبد الرحیم حیات کو نعت پڑھنے کے الزام میں چینی فوج نے گرفتار کر لیا اور بدترین تشدد سے ان کی موت واقع ہو گئی۔عبد الرحیم کی موت پر ترکی نے چین سے شدید احتجاج کیا اور ترک وزارت خارجہ کے ترجمان حامی اقصیٰ Hami Aksoy نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ایغور مسلمانوں کی ثقافتی تطہیر اور انہیں اپنا عقیدہ چھوڑنے پر مجبور کرنا انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی اور ساری انسانیت کے لیے شرمناک ہے۔ترک وزارت خارجہ نے چین پر زور دیا کہ بیگار کیمپوں کو فوری طور پر بند کر کے وہاں نظر بند مسلمانوں کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھروں کو جانے کی اجازت دی جائے۔ترک صدر کے ترجمان ابراہیم کالن نے ایغور مسلمانوں کو روزے رکھنے سے منع کیے جانے کی اطلاعات کو تشویشناک قرار دیا۔

☆☆☆☆☆

مردہ بچے گھر نہیں لوٹتے

محمد اعجاز احمد

اخبار میں سرخی جمی تھی کہ:

”امریکہ اور طالبان کے درمیان مذاکرات میں امن معاہدے کے مسودے پر اتفاق ہو گیا ہے“۔

قطر میں ہونے والے مذاکرات کو کامیاب ہونا ہی تھا۔امریکہ کافی وقت سے کوشاں تھا کہ اس کو افغانستان سے نکلنے کا محفوظ راستہ ملے۔امریکہ کو افغانستان سے نکلنے کی جلدی تھی، مگر طالبان پر سکون تھے۔طالبان نے اپنے ہر انداز سے اس بات کا اظہار کیا کہ ”اتنی جلدی کیا ہے، ابھی تو جنگ چل رہی ہے، چلنے دو جنگ کو، جب تھک گئے تب مذاکرات کی میز پر بھی بیٹھ جائیں گے“۔مگر امریکہ بالکل تھک گیا تھا۔افغانستان کے حوالے سے امریکہ اندر سے ٹوٹ چکا ہے اور باہر سے بھی۔امریکی صدر ٹرمپ اپنی نہیں، ریاست کی طرف سے بول رہا ہے کہ ”اب لڑکوں کو اپنے ملک واپس آ جانا چاہیے“۔

مگر اس سے کوئی پوچھے کہ ”وہ لڑکے جو کابل اور بگرام ایئرپورٹس سے تابوتوں میں بند کر کے واپس وطن بھیجے گئے اور جنہیں پھولوں والے قبرستان کی زمین میں دفن کیا گیا یا جن کے تابوتوں کو سمندروں کے گہرے پانی کے سپرد کر دیا گیا، وہ لڑکے کس طرح واپس آئیں گے؟“۔مگر مغرب میں میڈیا آزاد نہیں۔اگر امریکی میڈیا اپنے ضمیر کی آواز سن سکتا اور سنا سکتا تو وہ ضرور کہتا کہ ”اس شکست فاش کا ذمہ دار کون ہے؟“ وہ یہ سوال اٹھاتا کہ ”امریکہ اپنے چہرے پر مذاکرات کا نقاب کیوں چڑھا رہا ہے؟“ وہ اخلاقی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کرتا کہ وہ برے طریقے سے ہار چکا ہے۔

افغانستان سے نکلنے والا اس کا وجود زخموں سے چُور ہے۔وہ سپر پاور ہے، اس کا وجود بہت بڑا ہے، مگر جو زخم اس کو لگے ہیں، وہ آنے والے دنوں میں بھی امریکہ کی طاقت کو متاثر کریں گے۔ابھی تو امریکہ کے زخم نئے ہیں۔جب امریکہ 'افغانستان سے واپس جائے گا تب بین الاقوامی برادری اس کے جسم پر پڑے ہوئے نیل دیکھے گی۔یہ ممکن ہے اور عین ممکن ہے کہ افغانستان سے نکلنے کے بعد وہ دنیا کی واحد سپر پاور بھی نہ رہ پائے! ایک طرف امریکی کو افغانستان سے جانے کی جلدی ہے اور دوسری طرف امریکہ کے سہارے چلنے والوں کو پریشانی ہے۔اشرف غنی کا چین اور سکون لُٹ گیا ہے۔قطر میں مذاکرات کے بعد زلمے خلیل زاد کابل آیا تو پریشان افغان صدر نے اس سے پہلا سوال یہ کیا کہ ”کیا طالبان اقتدار میں شریک ہو رہے ہیں؟“ زلمے خلیل زاد نے کہا کہ ”اس بارے میں تو ابھی کوئی بات نہیں ہوئی“۔

اشرف غنی ہو یا زلمے خلیل زاد، وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ طالبان اقتدار کے لیے بلکہ شریعت کی حاکمیت کے لیے لڑ رہے ہیں۔اس لیے ان کے چہروں پر سکون ہے، ان کی آنکھوں میں گہرا ٹھہراؤ ہے۔اب امریکہ ان کو سمجھ گیا ہے، اس لیے وہ انہیں اقتدار کا لالچ دے کر ان کی توہین نہیں کرتا۔وہ امریکہ سے بار بار صرف یہ پوچھ رہے ہیں کہ ”افغانستان سے امریکی فوج کے انخلا کی تاریخ بتاؤ!“۔امریکہ کو بھی جانے کی جلدی ہے مگر امریکہ جاتے جاتے اپنے بچے کچھے مفادات کو تحفظ دینے کی کوشش میں ہے۔

امریکہ کے آسرے پر طرزِ زندگی تبدیل کرنے والے دل سے دعا مانگ رہے ہیں کہ مذاکرات میں کوئی ڈیڈلاک آ جائے اور کسی بہانے سے امریکہ رُک جائے، مگر امریکہ کے لیے افغانستان میں ہر پل 'عذاب ہے۔امریکی چال چلنے والے افغان پریشان ہیں کہ امریکہ کے چلے جانے کے لیے طالبان ان کا کیا حال کریں گے؟ اس لیے مغربی میڈیا میں ان اسٹوریز کی بھرمار ہے، جو طالبان مخالف قوتوں کو تحفظ فراہم کرنے پر اصرار کر رہی ہیں۔

کل کابل میں کیا ہو گا؟ آج بہت ساری آنکھیں وہ منظر دیکھ سکتی ہیں۔مگر امریکی کی افغانستان میں ناکامی، بلکہ بدترین ناکامی پر جس طرح مغربی میڈیا پردہ ڈال رہا ہے وہ سب میڈیا کے اصل اصولوں کے منافی ہے۔مغربی میڈیا بہت ہوشیار کاریگر ہے۔اس کو معلوم ہے کہ نا صرف جملے بلکہ الفاظ بھی کس طرح استعمال کیے جاتے ہیں! مگر وہ امریکہ کے بارے میں منافقت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔وہ امریکہ کی شکست کو ”امن معاہدے“ کے الفاظ میں چُھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔حالانکہ اس کو معلوم ہے، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ طالبان نے امریکیوں کو لوہے کے چنے چبوائے ہیں۔گزشتہ صدی کے ساتویں عشرے کے دوران میں امریکہ نے ویت نام سے اپنی فوجیں نکالی تھیں اور وہ جنگ کوئی ۱۹ برس چلی تھی۔امریکہ کی عسکری تاریخ میں وہ جنگ طویل ترین تھی۔امریکہ افغانستان میں ویت نام سے زیادہ طویل جنگ لڑنے کا خواہش مند تھا، مگر وہ ۱۷ برسوں میں ہی ٹوٹ کر بکھرنے لگا۔امریکہ اس وقت بھی اپنے مخصوص اسٹائل کے ساتھ الفاظ سے کھیلتے ہوئے اپنی شرمناک شکست پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔وہ جس قدر اپنی شکست کو چھپا رہا ہے، اس کی شکست اتنی ہی عیاں ہو رہی ہے۔

امریکہ مغرب کی بہت بڑی طاقت ہے۔ کاش! اس ملک میں اخلاقی جرأت بھی اتنی ہوتی، جتنا یہ ملک ہے۔ اگر امریکی ریاست میں یہ جرأت نہیں تو وہاں کے ادیبوں، شاعروں، دانشوروں اور صحافیوں میں اتنا دل گردہ ہونا چاہیے کہ وہ تسلیم کریں کہ ان کے ملک نے اکیسویں صدی کا آغاز بے شرمی سے کیا۔ وہ صدی جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ انسانیت کی صدی ہوگی، وہ انسانی حقوق کی صدی ہوگی، وہ امن اور عالمی بھائی چارے کی صدی ہوگی۔ اس کے آغاز ہی میں امریکہ نے اس کے منہ پر مظلوموں کا خوں مل دیا۔

اگر عالمی ضمیر کے ہونٹ آزاد ہوتے تو امریکہ سے پوچھتے کہ اس نے سترہ برس اور چار ماہ تک لاکھوں انسانوں کا خون بہا کر کیا حاصل کیا؟ اس وقت جب امریکہ اپنی معیشت خود اپنے ہاتھوں تباہ کرنے کے بعد افغانستان کو ایک ٹوٹے پھوٹے ہوئے ملک کی صورت میں چھوڑ کر بھاگ رہا ہے تو اس نے افغان نوجوانوں کی زندگی کا خاتمہ کر کے اور خود اپنے امریکی نوجوانوں کو مردہ حالت میں ملک واپس لے جا کر کیا حاصل کیا؟ وہ امریکی نوجوان جن کی بہت بڑی تعداد جسمانی طور پر معذور ہے، جسمانی معذوروں کے ساتھ ساتھ جو ذہنی معذور بن گئے ہیں، ان نوجوانوں کے بارے میں امریکہ سے کون پوچھے ؟

اگر عالمی ضمیر زندہ ہوتا تو وہ نا صرف امریکہ بلکہ نیٹو کے ان یورپی ممالک کے ان نوجوانوں کے بارے میں بھی ایسے الفاظ لکھتا، جیسے الفاظ دوسری جنگ عظیم کے دوران روس کے گم نام سپاہیوں کے قبرستان پر لکھے گئے تھے۔ ان میں کوئی نوجوان جرمن تھا اور کوئی اطالوی، کوئی انگریز تھا اور کوئی فرینچ۔ اب ان کے گھروں میں صرف ان کی تصویریں آویزاں ہیں۔ مغربی میڈیا کا فرض ہے کہ اپنے لوگوں کو بتائے کہ ''مردہ بچے گھر نہیں لوٹتے''۔ اور ان بچوں کو افغان مجاہدین نے خوامخواہ نہیں مارا تھا۔ مغربی نوجوان اپنی مجرم حکومتوں کے حکم پر افغانستان کی آزادی سلب کرنے آئے تھے۔ ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے جو شریعت کے دشمن سے ہوتا ہے۔

جنگ میں کیے گئے جرائم پر ان الفاظ کا پردہ ڈالنے کی ہر کوشش مجرمانہ ہے کہ ''جنگ مین تو ایسا ہوتا ہے''۔ جنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے، مگر ہر جنگ ایک سی ہیں ہوتی۔ یہ جنگ نہیں تھی، یہ تو حملہ تھا۔ امریکہ اور افغانستان کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی۔ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر کے اس پر جنگ مسلط کی تھی۔ افغان مجاہدین نے تو صرف اپنے دین اور سرزمین کا تحفظ کیا۔ وہ اپنی غیرت دینی کے سبب لاکھوں کی تعداد میں شہید ہوئے۔

مگر انہوں نے ایک سال، ایک ماہ، ایک ہفتہ اور ایک دن تو کیا ایک پل کے لیے بھی نہیں پچھتایا کہ انہوں نے دین کے لیے اتنی جانیں قربان کر کے غلط تو نہیں کی!!!

امریکہ اگر اس بات کا اعتراف کرے کہ اس نے اپنی جدید ترین جنگی ٹیکنالوجی کے ساتھ ان مجاہدین سے شکست کھائی ہے جن کو ABC بھی نہیں آتی، امریکہ نے ان پر کون سا ہتھیار نہیں آزمایا؟ کروز میزائل سے لے کر ڈیزی کٹر بم اور ڈرون حملے! امریکہ نے افغانستان کے مجاہدین کو ہر طرح سے تباہ کرنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو پایا۔

اب جب سترہ برس قبل والی باتیں یاد آتی ہیں تو ایک عجیب کیفیت جی کو جکڑ لیتی ہے۔ وہ مشرف تھا جو اپنے آپ کو کمانڈو کہتا تھا۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں کہا کرتا تھا کہ ''میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں ہوں''۔ جب اس نے امریکی صدر بش کا ٹیلی فون اٹینڈ کیا، تب وہ خوف کے مارے کانپ اُٹھا اور وہ شیخ رشید جو اپنے آپ کو بڑا بہادر کہتا پھرتا ہے، وہ ان دنوں بار بار کہا کرتا تھا کہ اگر امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو ہمارا حشر بھی تورا بورا جیسا ہو جاتا! اب وہ کیا کہتا ہے ؟

یہ لوگ جن پر ڈیزی کٹر بموں سے کارپٹ بم باریاں کی گئیں، وہ لوگ جو تورا بورا سے نکلے اور انہوں نے امریکہ سے سترہ برس تک مقابلہ کیا اور وہ بھی کسی ظاہری سپلائی لائن کے بغیر! ان کی تو ''عالمی ضمیر'' نے بھی مدد نہیں کی۔ ان پر تو ہر طرف سے تنقید ہوتی رہی۔ وہ ملامت کی طرف دھیان دیے بغیر لڑتے رہے اور ان کے پاس کوئی بڑا ہتھیار نہیں تھا۔ ان کے پاس کوئی میزائل، کوئی ہیلی کاپٹر، کوئی ڈرون نہیں تھا۔ ان کے پاس وہ AK47 تھی، جس سے ان کے ہاتھ گفتگو کرتے تھے، جو ان کے ہاتھوں کی زبان سمجھتی تھی۔ اس کلاشن کوف کے ساتھ انہوں نے ایک اور سپر پاور کو شکست فاش دی۔ افغان مجاہدین نے امریکیوں کو وہ سبق سکھائے ہیں کہ انہیں واپس گھر جا کر بہت ساری کتابیں لکھنے کا مواد مل گیا ہے۔ وہ ''پہاڑوں کی پکار'' سے لے کر ''میں نے جلال آباد کو جلتے دیکھا'' تک بہت ساری کتابیں لکھ پائیں گے۔ وہ اپنے ملک کی شکستِ فاش پر ''امریکہ کیوں ہارا؟'' کے عنوان سے بھی ایک بہترین کتاب تحریر کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو ضمیر مجبور کرے تو وہ ایک ایسی کتاب بھی لکھ سکتے ہیں، جس کا عنوان ہوگا:

''مردہ بچے گھر نہیں لوٹتے''

☆☆☆☆☆

افغان باقی... کہسار باقی

محمد منصور

ذرا یاد کریں اُس وقت کو، جب پوری دنیا افغان طالبان کا حقہ پانی بند کرنے کے لیے متحد ہو رہی تھی۔ ۸ دسمبر ۱۹۹۸ء کو اقوام متحدہ نے طالبان حکومت کے خلاف ایک قرارداد منظور کی، جس کے تحت افغانستان پر سخت ترین پابندیاں عائد کرتے ہوئے طالبان کے اثاثوں کو منجمد کرنے، انہیں کسی بھی قسم کی بیرونی امداد کی فراہمی اور ان کے ساتھ بین الاقوامی تجارت پر پابندی کا اعلان کیا گیا۔ ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اقوام متحدہ نے طالبان حکومت کے خلاف ایک اور قرارداد منظور کی، جس کے تحت اُن کے ہوائی سفر اور اُن کی حکومت کے ساتھ کسی بھی قسم کی تجارت کو ممنوع قرار دیتے ہوئے عالمی برادری کو افغانستان سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی ہدایت کی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ یہ اقدامات اُس افغان حکومت کے خلاف کر رہی تھی، جس نے اپنے قیام کے بعد بڑے مختصر عرصے میں افغانستان کو اسلحے سے پاک کرتے ہوئے وہاں مثالی امن قائم کیا۔ علاوہ ازیں پوست کی کاشت پر پابندی عائد کی اور اپنے ملک کو کرائم فری اسٹیٹ بنانے کی طرف قدم بڑھائے اور یہی بات خرمنِ باطل پر برق بن کر گری، کیونکہ مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب کے مابین تصادم جاری ہے اور مغربی تہذیب کے عَلَم بردار استعماری قوتیں یہ بات کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھیں کہ اسلامی تہذیب کا روشن چہرہ دنیا کے سامنے آئے۔ چنانچہ اس کے بعد نائن الیون کے بعد جو کچھ ہوا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔

نائن الیون کے بعد امریکہ نے صرف یہ سوچ کر افغانستان پر یلغار کی مٹھی بھر طالبان کو ملیامیٹ کرنے کے لیے بی باون طیارے سے گرائے جانے والے چند ڈیزی کٹر بم ہی کافی ہوں گے، جب کہ سادہ لوح افغان عوام کو وہ ڈالروں کی چمک، تعمیرِ نو کے کھوکھلے وعدوں اور چند حامد کرزئیوں اور اشرف غنیوں کے ذریعے رام کر لیں گے، لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شد!

امریکی سیانے یہ بھول گئے کہ جو معاشرہ "پختون ولی" جیسے شاندار ضابطہ و قار کو اپنے دل و جان سے عزیز رکھتا ہو، جہاں بندوق مرد کا زیور تصور کیا جائے، جہاں کے مشکلات سے بھرپور موسمی حالات افغان نوجوانوں میں نو عمری میں ہی دلیری، جفاکشی، مضبوط جسمانی سخت، مصائب و تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے اور دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے جیسے اوصاف پیدا کر دیتے ہیں، جو انہیں چلتا پھرتا گوریلا جنگجو بنا دیتے ہیں۔ ایسے میں مزاحمتی قوتوں کو عوام کی بھرپور حمایت بھی حاصل ہو جائے تو پھر قابض غیر ملکی افواج کے خلاف مزاحمت کا نشہ دو آتشہ نہیں، بلکہ سہ آتشہ ہو جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ چند گندے انڈوں کو چھوڑ کر باقی افغان معاشرے نے اپنی دینی، تہذیبی و سماجی اقدار پر کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ افغانستان کے تاریخی شہر ہرات سے متعلق ہمارے روشن خیال حلقے یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ہرات شروع سے ہی ایک تاریخی روشن خیال شہر رہا ہے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ سوویت یونین کے خلاف سب سے پہلے مزاحمت یہیں سے شروع ہوئی تھی۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر ریاض احمد شیخ اپنی کتاب "افغانستان: گریٹ گیم سے نیو ورلڈ آرڈر تک" میں لکھتے ہیں کہ سوویت یونین کی مدد سے قائم افغان کمیونسٹ حکومت کے خلاف پہلا مزاحمتی عمل ہرات میں دیکھنے کو ملا، کیونکہ افغان معاشرہ دیہی علاقوں میں متعارف کروائے گئے حکومتی پروگرام، خواتین کے ملازمتوں میں حصہ لینے، بچیوں کے لیے لازمی تعلیم، مخلوط نظام تعلیم، ریاست سے مذہب کو الگ کرنے اور افغان پرچم کا رنگ سبز سے سرخ میں تبدیل کرنے جیسے اقدامات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

اگر چالیس برس پہلے "روشن خیال" ہرات کا یہ حال تھا تو "انتہاپسندی" کا گڑھ خیال کیے جانے والے قندھار، زابل، اورزگان، پکتیا، ننگرہار، ہلمند اور قندوز جیسے صوبوں میں عوام غیر ملکی قابض افواج، ان کے دیسی ٹاؤٹوں اور نام نہاد اصلاحاتی پروگراموں سے کس قدر نفرت کرتے ہوں گے، اس کو سمجھنے کے لیے افلاطون کے دماغ کی ہرگز ضرورت نہیں۔ آج اگر افغانستان کے افق پر طالبان فاتح بن کر ابھر رہے ہیں تو بلاشبہ یہ لاکھوں افغانوں کی بے پناہ قربانیوں کا ثمر ہے، کیونکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کوئی بھی مزاحمتی تحریک عوامی حمایت کے بغیر کامیاب نہیں ہوتی۔

سینئر صحافی مقدر اقبال نے اپنی کتاب "طالبان کی واپسی" میں افغنستان کی کیا خوب صورت تعریف کی ہے:

> "افغانستان سنگلاخ پہاڑوں، گنگناتے چشموں، سونا اگلتے کھیتوں، لہلہاتے درختوں اور قیمتی معدنیات کی کانوں سے مالامال ملک ہے۔ یہ نورِ ایمانی سے چمکتی آنکھوں، سجدوں کے لیے بے تاب پیشانیوں، قوت وطاقت سے

بھرپور بازوؤں اور شہادتوں کے لیے بے قرار گردنوں کی قربان گاہ ہے۔
لاکھوں اپاہجوں، یتیموں، بیواؤں، غازیوں اور شہیدوں کے وارثوں کا نشیمن
ہے۔ بھوک سے بلکتے بچوں، اعضاء بریدہ زخموں، مفلوک الحال انسانوں،
ٹوٹی پھوٹی سڑکوں، تباہ حال عمارتوں، داغ داغ دیہات اور زخم زخم شہروں
کا وطن ہے۔ یہود وہنود کی سازشوں اور دشمنانِ دین کی خباثتوں کا اولین
ہدف ہے۔ تاریخ کی بے مثال اور طویل ترین جنگیں یہیں لڑی گئیں"۔

جنگوں سے یاد آیا کہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ آج امریکہ کو افغانستان میں جس تاریخی رسوائی کا سامنا ہے، اس میں اُس کا سب سے بڑا اتحادی برطانیہ بھی برابر کا شریک ہے، جس نے امریکیوں کو افغانوں کے جنگجویانہ مزاج، مزاحمتی صلاحیتوں اور ان کے وطن پر قبضے کے خواب دیکھنے والی غیر ملکی استعماری قوتوں سے نفرت کی بابت بے خبر رکھا۔ برطانیہ کو افغانوں سے لڑنے کا پرانا تجربہ ہے۔ اس سلسلے میں پہلی برٹش افغان جنگ (۱۸۳۹ء تا ۱۸۴۲ء) کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ ۱۸۳۸ء میں والیٔ افغانستان امیر دوست محمد نے جب روس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو برطانیۂ عظمیٰ نے انہیں سبق سکھانے کے لیے ہندوستان میں پناہ گزین معزول افغان والی شاہ شجاع کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لیے کارروائی ضروری تھی۔

چنانچہ برطانوی فوجی دستے ۱۰ دسمبر ۱۸۳۸ء کو افغانستان پر حملے کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوئے اور ۲۵/ اپریل ۱۸۳۹ء کو قندھار پہنچ کر وہاں اپنا قبضہ قائم کرلیا۔ اسی برس ماہِ اگست میں برطانوی فوجیں جب کابل پہنچیں تو امیر دوست محمد نے ان کا مقابلہ کرنے کے بجائے اقتدار چھوڑ دیا اور ان کی جگہ شاہ شجاع تختِ کابل پر براجمان ہوگیا۔ لیکن برطانیہ کا یہ مُہرہ افغان عوام کے دلوں میں اپنی جگہ نہ بنا سکا، کیونکہ ڈاکٹر ریاض احمد شیخ کے بقول:

"افغان عوام اسے فرنگیوں کا ایجنٹ اور اسلام کا دشمن سمجھنے لگے۔ ان کے
خیال میں شاہ شجاع نے اسلامی و پختون روایات سے انحراف کرتے ہوئے
اسلام دشمن فرنگیوں کی مدد سے کابل پر قبضہ حاصل کیا تھا"۔

برطانیہ کا منصوبہ یہ تھا کہ شاہ شجاع کو تختِ کابل پر بٹھانے اور افغانستان میں قیامِ امن کے بعد برطانوی فوجی دستے ہندوستان واپس چلے جائیں گے۔ لیکن جب برٹش فوجی قیادت نے دیکھا کہ اُن کی افغانستان میں موجودگی کے باوجود بھی اُن کے "حامد کرزئی" کی بادشاہت محض صدارتی محل تک ہی محدود ہے اور اُن کی واپسی کے فوراً بعد شاہ شجاع کے خلاف بغاوت ہوسکتی ہے تو برطانیہ نے فیصلہ کیا کہ افغانستان میں امن کی مکمل بحالی تک کابل میں فوجی چھاؤنی قائم کی جائے، جہاں برطانوی فوجی دستے طویل مدت تک قیام پذیر رہیں۔ چنانچہ اسی منصوبے کے تحت برطانوی فوجیوں نے اپنی **families** کو بھی کابل بلوا لیا۔ لیکن برطانوی فوج کو افغانستان میں "امن کی بحالی" کی یہ کوشش بہت مہنگی پڑی اور صرف آٹھ مہینوں بعد ہی شاہ شجاع اور برطانوی فوجوں کے افغانستان میں قیام کے خلاف ملک بھر میں نفرت کے جذبات دیکھے جانے لگے۔

ڈاکٹر ریاض احمد نے افغانستان پر قابض برطانوی فوج کے خلاف کھڑی ہونے والی مزاحمت کی چھ وجوہات بیان کی ہیں:

اولاً: افغان عوام برطانوی تسلط کو پشتون خود مختاری پر کاری ضرب خیال کرتے تھے۔ وہ برطانیہ کی غلامی کسی صورت برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔

ثانیاً: وہ شجاع پاشا کی حکومت کو کافروں کی حکومت تصور کرتے تھے، جو غیر شرعی اور اسلامی اصولوں کے خلاف تھی۔

ثالثاً: افغانستان پر قابض برطانوی فوجیوں اور ان کے اہل خانہ کے بے باکانہ طرزِ بود وباش نے بھی افغانوں کے غصے کو ہوا دی۔

رابعاً: شاہ شجاع نے اقتدار سنبھالتے ہی حکومتی اخراجات پورے کرنے کے لیے عوام پر کئی ٹیکس عائد کیے، جن کے باعث مہنگائی اس قدر بڑھی کہ اشیائے خورد ونوش بھی عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہونے لگیں۔

خامساً: انگریز عورتوں کی کھلے عام بے پردگی اور بعض مقامات پر انگریز فوجیوں کی طرف سے افغان خواتین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نے بھی افغانوں کی غیرت کو مزید جوش دلانے کی کلیدی کردار ادا کیا۔

سادساً: شاہ شجاع کا اقتدار مضبوط کرنے کے لیے مختلف قبائل کی قیادت کو جبراً تبدیل کر دیا گیا اور برطانیہ مخالف قبائلی سرداروں کو ہٹا کر نئے لوگ ان کی جگہ بٹھا دیے گئے۔ قبائلی نظام میں برطانیہ کی اس مداخلت نے افغان قبائل میں بھی بے چینی پیدا کی"۔

اس عوامی نفرت اور بے چینی کا فائدہ امیر دوست محمد کے بیٹے اکبر خان نے اٹھایا، جس کی تحریک پر افغان مزاحمتی قوتیں قابض برطانوی فوجوں کے خلاف درونِ خانہ صف آرائی کرنے لگیں اور پھر ۲مارچ ۱۸۴۱ء کو کابل میں افغان مزاحمت کاروں نے ایک افغان سردار عبداللہ اچکزئی کی قیادت میں پہلی گوریلا کارروائی کی، جس میں کابل میں تعینات برطانوی ریذیڈنٹ سر الیگزنڈر برنس کا بھائی چارلس برنس اور کچھ دیگر برطانوی فوجی افسر مارے گئے۔ اس کے ساتھ ہی انگریز فوجیوں پر کھلے عام حملے شروع ہوگئے اور نوبت بایں جارسید، کہ دن کے وقت بھی انگریز فوجیوں کے لیے چھاؤنی سے باہر نکلنا مشکل ہوگیا۔ اگلے نو دس ماہ کے دوران میں افغان مزاحمتی تحریک نے اس قدر زور پکڑا کہ برطانوی فوجی قیادت' اکبر خان کے ساتھ مذاکرات پر مجبور ہوگئی۔

۱۱دسمبر ۱۸۴۱ء کو کابل شہر میں موجود برطانوی فوجیوں کے پاس صرف دو دن کا راشن باقی تھا۔ چنانچہ مذاکرات میں طے پایا کہ برطانوی فوجی دستے فی الفور افغانستان سے نکل جائیں اور دوبارہ اِدھر کا رُخ نہ کریں، بصورتِ دیگر ان کے قتلِ عام کی ضمانت نہیں دی جاسکے گی۔ اس معاہدے کے تحت ۱۵دسمبر ۱۸۴۱ء کو برطانوی فوجی دستوں کی واپسی شروع ہونا تھی۔ ڈاکٹر ریاض احمد شیخ کے مطابق اسی دوران ایک برطانوی اعلیٰ افسر **Sir William Macnayahten** نے امیر دوست محمد کے مخالفین کے ساتھ مل کر اکبر خان کے خلاف سازش شروع کردی تاکہ افغان مزاحمتی گروپوں کو تقسیم کیا جاسکے۔ مذکوہ سازش کا راز کھلنے پر افغان مجاہدین نے سازشی کو قتل کرڈالا۔ دوسری طرف شدید سرد موسم بھی برطانوی فوجوں کی واپسی کی راہ میں حائل تھا، لیکن مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق بالآخر ۶جنوری ۱۸۴۲ء کو برطانوی فوجی قافلہ کابل سے ہندوستان کے لیے روانہ ہوا، ۶۹۰ برطانوی فوجی، ۳۸۰۰ہندوستانی فوجی، ۳۶برطانوی عورتیں اور بچے، ۱۲۰۰۰خدمت گار، پیدل لڑاکا سپاہی اور ان کے خاندان شامل تھے۔ دوسری طرف کابل سے جلال آباد تک کے رستے میں آنے والے تمام پہاڑی درّوں پر مجاہدین پوزیشنیں سنبھال چکے تھے، جو اس سات روزہ سفر کے دوران جابجا قافلے پر حملے کرتے رہے۔

کابل سے روانہ ہونے والے اس قافلے کے شرکا کی تعداد سولہ ہزار تھی، لیکن ۱۳جنوری کو جلال آباد پہنچنے تک پورا قافلہ گوریلا کارروائیوں میں مارا گیا۔ افغانوں کی نفرت اور انتقام کی یہ بھیانک داستان سنانے کے لیے صرف ایک شخص ڈاکٹر ولیم بریڈون زندہ جلال آباد پہنچ سکا تھا۔ اس پوری کہانی میں اگرچہ امریکہ ''بہادر'' کے لیے کئی سبق پنہاں ہیں... لیکن طالبان کے لیے سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ مغربی استعماری قوتیں آخری لمحات میں بھی سازش کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔ لہٰذا طالبان کے سفارتی نمائندوں کو امریکیوں سے مذاکرات میں بے حد چوکنا رہنا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ امریکی آخر وقت میں کوئی ایسا داؤ کھیل جائیں، جس کے نتیجے میں طالبان کی متوقع فتح کا بھی وہی حشر ہو، جو سوویت یونین کے خلاف مجاہدین کی فتح کا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: کلیسائے صلیب' بدکاری اور بے راہ روی کے اڈے بن چکے ہیں

کتاب میں لکھا ہے کہ بیشتر پادری نو عمر لڑکوں اور جسم فروش عورتوں کو بھاری ادائیگیاں کرتے ہیں جبکہ متعدد پادریوں نے چوری چھپے شادیاں بھی رچائی ہوئی ہیں اور ان کے بچے بھی ہیں۔ ادھر امریکی ریاست ٹیکساس کے چرچ نے بھی ہم جنس پرستی اور زیادتیوں میں ملوث ۵۰۰ پادریوں کے نام اور گرجاگھروں کی فہرست جاری کردی ہے۔ تاہم ان کے خلاف مقدمہ درج کرانے یا پولیس سے مدد لینے سے گریز کیا گیا ہے۔ یہ تمام پادری ٹیکساس کے شہری ہیں۔ ان کی اتنی بڑی تعداد اس بات کا ثبوت ہے کہ امریکہ میں ہزاروں بد کردار پادری موجود ہیں۔ لیکن دیگر امریکی ریاستوں کے کلیسائی حکام ایسے پادریوں کی فہرستیں جاری کرنے اور ان کو کلیسائی خدمات سے الگ کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں۔ واضح رہے کہ امریکی کلیسائی حکام نے گزشتہ تین دہائیوں میں پادریوں کی زیادتیوں کا نشانہ بننے والے ایک ہزار سے زیادہ بچوں کو کروڑوں ڈالر کا ہرجانہ ادا کیا ہے۔ ٹیکساس کے اٹارنی جنرل کے ترجمان مارک ریلانڈر کا کہنا کہ زیادتیوں میں ملوث ۵۰۰ سے زیادہ پادریوں کے خلاف کوئی مقدمہ درج کیا جائے گا اور نہ ہی انکوائری کی جائے گی۔

بھارت میں کم عمر لڑکی سے زیادتی پر پادری کو ۲۰ سال قید کی سزا:

بھارت کی ریاست کیرالا کی عدالت نے کم عمر لڑکی سے زیادتی کا الزام ثابت ہونے پر سابق پادری روبن کو ۲۰ سال قید کی سزا سنادی۔ ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت نے پادری کو ۲۰ سال قید کی سزا سنائی جبکہ کیس کے دیگر ۶ ملزمان کو ناکافی شواہد پر رہا کرنے کا حکم دیا۔ خیال رہے کہ بھارت میں کسی بھی پادری کو ریپ کے الزام میں دی جانے والی یہ پہلی سزا ہے، پولیس تفتیش کے مطابق روبن نامی پادری، جو اس وقت چرچ کے منتظمین میں شامل تھے نے نابالغ لڑکی کے ساتھ ریپ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

افغان مذاکرات اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی شر انگیزیاں

مصدر: ’الامارہ اردو‘ امارتِ اسلامیہ افغانستان کی اردو ویب سائٹ

تلخ ماضی اور شیریں مستقبل:

عاد وثمود کے بقایا جات اور فرعون کے جانشینوں نے لوہے کی بمباری اور گندھک کی بارشیں کرکے مٹھی بھر فاقہ مستوں کو فنا کرنا چاہا۔

مگر تہی دامن مومنوں نے اسباب کے پجاریوں کو ناکوں چنے چبوانے پر مجبور کر دیا۔

مگر امریکی جنگی تجربات سے متاثر اور ٹیکنالوجی کے مدح سرائیوں میں مصروف آج امریکی مریل فوجیوں کی ہدی خوانی سے کترا کر وسائل سے تہی پگڑی پوشوں کی سیاسیات کے سامنے انگشت بدنداں محوِ حیرت بنے ہوئے چپ کا سادھ لیے غموں سے نڈھال ہیں۔

لیکن قانونِ ربانی نے افغانی سرزمین کے مظلوم عوام کو بیک وقت کئی نعمتوں سے سرفراز کیا۔ منتشر قبائل کو ایک نقطہ پر متفق کیا اور ۴۰ سالہ جنگوں میں متکبر دین بے زاروں کو صفحۂ ہستی سے مٹایا۔ اور ان کے ہاتھوں سے وقت کی دو عیسائی طاقتوں آرتھوڈکس روسی اور پروٹسٹنٹ وکیتھولک مغربی ممالک کو شکست فاش دے دی۔

کیونکہ خوں ریز جنگوں کے ہر عالمی کھلاڑی کی طاقت کا سیلاب یہاں آکر رک جاتا ہے۔

بنو عباس کو حکومت دینے والے ابو مسلم خراسانی افغانی مسلمان تھے۔

تاتاری یلغار کے سامنے سدِ سکندری باندھنے والے جلال الدین خوارزم شاہ کی فوج اسی سرزمین سے اٹھی۔ اور برطانوی فوج کو نکیل دینے والے یہی غیور عوام تھے۔ اور آج عالمی ساز وسامان سے لیس، نیٹو اور نان نیٹو ممالک کے تعاون سے مستعد ہزاروں تربیت یافتہ مسلح فوجیوں کو چند بے سروسامان اور نہتے عوام نے ایمانی طاقت اور یقین کی کوشش سے ایسا سبق سکھایا، جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر نظر آتی ہے۔

تاہم سیاسی میدان میں بصیرت کے جوہر دکھانے کے بعد چار دانگ عالم کی صحافی دنیا اس بات ماننے پر مجبور ہوئے کہ امارتِ اسلامی نہ صرف گوریلا جنگ کے ماہر ہیں، بلکہ ہر ٹیکنالوجی کو مات دینے اور سیاست کے داؤ پیچ کو بھی بخوبی سمجھتے ہیں۔

ہاں البتہ اب عوام وخواص کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ہر میدان میں اس کو حقیقت سے لوگوں کو خبردار کریں اور دھوکہ باز میڈیا کے چالوں سے دور رہے۔

ہماری جدوجہد کسی کے احسان کی محتاج نہیں:

دشمن مسلسل کوشش کر رہا ہے کہ امارت اسلامیہ کی جدوجہد کو دوسروں کی طرف منسوب کرے۔ مجاہدین کے خلاف عوام میں غلط فہمیاں پیدا کرے۔ اپنا ظلم و ستم چھپائے۔ مختلف بہانوں کے ذریعے افغان عوام پر ظلم ڈھانے کا سلسلہ جاری رکھے۔ تاہم افغان عوام مجاہدین کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کیوں کہ عوام نے مجاہدین کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رکھا ہے۔ وہ مجاہدین کے بے داغ کردار کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ مجاہدین کے خلاف دشمن کا پروپیگنڈا ناکام جنگ کی آخری کوشش اور حربہ ہے۔

کچھ عرصہ سے کابل انتظامیہ الزام لگا رہی ہے کہ چند ہمسایہ ممالک مجاہدین کی فوجی اور مالی معاونت کر رہے ہیں۔ دشمن بے بنیاد اور من گھڑت الزامات کے ذریعے اپنی فوجی اور سیاسی ناکامی، باہمی اختلاف اور کرپشن کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ تاکہ وہ عوام کی توجہ کسی اور جانب مبذول کرائے۔ اٹھارہ برس کے دوران مجاہدین نے افغانستان بھر میں اہم فتوحات حاصل کی ہیں۔ دشمن مجاہدین کی کامیابی ہضم نہیں کر سکتا۔ اس لیے ان کی کامیابی کو دوسروں کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔ کئی بار دعویٰ کیا گیا ہے کہ مجاہدین کے ساتھ ہمسایہ ملک کے فوجی اور کمانڈر شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں۔

الحمد للہ امارتِ اسلامیہ کی قیادت میں عوام کی مزاحمت اور جہاد کامیابی کی جانب گامزن ہے۔ ہمارا جہاد کسی ملک، ادارے یا گروپ کے احسان کا محتاج نہیں ہے۔ مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہے۔ ہم اللہ کی مدد پر یقین رکھتے ہیں۔

کوئی ملک بھی امارتِ اسلامیہ کے ساتھ فوجی اور مالی تعاون نہیں کر رہا۔ یہ بات درست ہے کہ امارت اسلامیہ نے علاقے، ہمسایہ اور دنیا کے مختلف ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات اور رابطے بحال رکھے ہے۔ مختلف اجلاسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کی ہے۔ اپنا موقف دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ آزادی اور افغان عوام کی ترقی اور خوش حالی کے لیے سیاسی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ تاہم ان سفارتی تعلقات کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ طالبان کسی بھی ملک، ادارے یا گروپ کے ماتحت ہیں۔ دنیا کو واضح رہنا چاہیے کہ طالبان اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ انہیں کسی کے کندھے کی ضرورت نہیں ہے۔

امارتِ اسلامیہ جارحیت کے خاتمے، ملک کی آزادی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ہر ممکن طریقے سے جدوجہد کر رہی ہے۔ بڑے پیمانے پر مسلح جدوجہد کے ساتھ سیاسی کوشش بھی جاری ہے۔ دشمن جتنا بھی پروپیگنڈا کر لے، دنیا کے ساتھ امارتِ اسلامیہ کے سفارتی تعلقات کو فوجی اور لاجسٹک امداد کا نام دے کر اسے بدنام کرنے کی کوشش کر لے، آخر کار عوام جان ہی جائیں گے کہ یہ صرف ایک پروپیگنڈا تھا۔ جس کی ناکامی پر ہمارا دشمن اب بھی شرمندہ ہو رہا ہے اور مزید ہو گا۔ ان شاء اللہ

امارتِ اسلامیہ کی سیاسی اور عسکری برتری:

امارتِ اسلامیہ نے عسکری میدان میں ثابت کر دیا ہے کہ دشمن مجاہدین کے خلاف جتنی بھی طاقت کا استعمال کر لے۔ تاہم شکست اور ناکامی اُس کا مقدر ہے۔ امارتِ اسلامیہ ‘اللہ تعالیٰ کی مدد پر یقین رکھتی ہے۔ وہ اپنے مجاہد عوام کی حمایت سے جدوجہد کر رہی ہے۔

امارتِ اسلامیہ کی عسکری جدوجہد ملک کے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جاری ہے۔ افغانستان میں آباد تمام برادر اقوام اور قبائل امارتِ اسلامیہ کے مقصد کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ امارتِ اسلامیہ کی قیادت میں قابض فوج اور کابل انتظامیہ کے خلاف مقدس جہاد میں مصروف ہیں۔ ملک کے کونے کونے میں مجاہدین ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط ہو رہے ہیں۔ وہ وسیع علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم کرکے غنیمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ عام لوگ افغانستان بھر میں مجاہدین کی حمایت میں اجتماعات منعقد کر رہے ہیں، یہ عوامی حمایت کی ایک مثال ہے۔ غیر جانب دار بین الاقوامی تحقیقی مراکز کے اعداد وشمار اور دشمن کے اعتراف کے مطابق افغانستان کے نصف سے زائد حصے پر امارتِ اسلامیہ کا کنٹرول ہے۔ کابل سمیت جن شہروں میں جہاں مجاہدین کا کنٹرول نہیں ہے، اس کے

باوجود وہ وہاں ہر وقت حملہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ امارتِ اسلامیہ عسکری سرگرمیوں کے ساتھ سیاسی جدوجہد بھی کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے رہنماؤں نے مختلف ممالک کے دورے کیے ہیں۔ بین الاقوامی کانفرنسوں میں حصہ لیا ہے۔ مختلف حلقوں اور شخصیات کے ساتھ ملاقاتیں کی ہیں۔ مختلف اجلاسوں اور کانفرنسوں میں اپنا اصولی موقف دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ امارتِ اسلامیہ نے افغان عوام کی حقیقی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے حقوق کے لیے عسکری سرگرمیوں کے ساتھ سیاست اور دعوت کے ذریعے بھی اپنی جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ امارت کے اعلامیوں اور بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر ممکن طریقے سے آزادی اور لاکھوں شہدا کی امنگوں کے مطابق اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے جدوجہد جاری ہے۔ دشمن نے امارتِ اسلامیہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے یا کم از کم کمزور کرنے کے لیے ہر قسم کے ظلم و جبر کا سہارا لیا۔ امارتِ اسلامیہ کو بدنام کرنے کے لیے منفی پروپیگنڈا کیا گیا۔ امارتِ اسلامیہ کا وجود ختم ہوا اور نہ ہی عوام نے اس سے اپنا رشتہ توڑا۔

ماسکو میں منعقدہ کانفرنس میں شریک مختلف افغان سیاست دانوں نے امارتِ اسلامیہ کے موقف کی حمایت کی، جس سے ثابت ہوتا ہے امارتِ اسلامیہ ایک مضبوط ملیؔ، اسلامی تحریک کا نام ہے، جس کی فوجی اور سیاسی قوت سے انکار ممکن نہیں ہے۔

دوحہ مذاکرات بارے ترجمان کا بیان:

مملکت قطر کے دارالحکومت دوحہ شہر میں امارت اسلامیہ کی مذاکراتی ٹیم اور امریکی فریق کے درمیان گفتگو کے سلسلے میں بیرونی افواج کے انخلا پر واضح اور گہری بحث ہوئی۔

دوسری جانب امارتِ اسلامیہ کے سیاسی نائب جناب ملا الحاج عبدالغنی برادر اخوند نے مملکت قطر کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ جناب محمد عبدالرحمن الثانی، سلامتی امور کے مشیر جناب محمد المسند، امریکی وزارت خارجہ کے خصوصی ایلچی زلمے خلیل زاد اور افغانستان میں استعماری افواج کے کمانڈر جنرل سکاٹ ملر سے ملاقات کی۔ مذکورہ ملاقاتوں میں مذاکرات کے جاری سلسلے اور افغانستان سے تمام بیرونی افواج کے انخلا پر گفتگو ہوئی۔

جناب ملا برادر اخوند نے بیرونی افواج کے انخلا اور افغانستان میں آئندہ تبدیلیوں کے متعلق امارتِ اسلامیہ کے مؤقف کو بیان کیا اور کہا کہ ہم مذاکرات کے موجودہ سلسلے اور افغانستان میں امن وامان اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے وفادار ہیں۔

ذبیح اللہ مجاہد، ترجمان امارت اسلامیہ

امریکی جنرل کے دعوؤں کے متعلق ترجمان کا بیان:

امریکی غاصب ملک کے سینٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل جوزیف ووٹل نے بدھ کے روز میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے پروپیگنڈے کو پروان چڑھایا کہ افغانستان میں داعش نامی گروہ بڑا خطرہ ہے اور گویا افغانستان سے امریکا پر براہ راست حملہ کر سکتا ہے۔

داعش فتنہ گر گروہ کو ہوا دینا اور پھر اس سے پروپیگنڈے کے طور پر فائدہ اٹھانے کی وجہ یہ ہے، تاکہ افغانستان کی جارحیت کو طول دینے کے لیے راہ ہموار کریں اور یہ اکثر امریکی جنرلوں کی ذمہ داری ہے۔

امریکی جنرلز افغانستان میں مسائل کے اصل سبب کو معلوم کرنے کے بجائے اپنی بار بار غلطیوں کو دہراتے ہیں اور افغان سرزمین کو امریکہ کے لیے بڑا خطرہ متعارف کرواتا ہے۔

اٹھارہ برسوں کے دوران امریکی جنرلز متعدد جنگی پالیسیوں کے باوجود ناکام ہو چکے ہیں اور امریکا کو عالمی اور تاریخی شرم سے روبرو کیا ہے، اب تک جنگ کو طول دینے پر اصرار کر رہا ہے اور اس طرح افواہات پھیلانے سے جنگ کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔ ان کے مافیائی مفادات کو محفوظ کرتے ہیں، تاکہ ان کے اسلحہ کی فیکٹریاں شب وروز چلتی رہ سکے۔

اس امریکی جنرل کے دعوے کی امارت اسلامیہ شدید الفاظ میں تردید کرتی ہے، افغان سرزمین سے کسی کو بھی خطرہ ہے اور نہ ہی افغان عوام کسی کو اس طرح عمل انجام دینے کی اجازت دیتی ہے۔

داعش نامی گروہ افغان سرزمین کے ایک محدود علاقے میں غاصب امریکی فضائیہ کی حمایت کے ساتھ مجاہدین کے حملوں اور محاصرے کی زد میں ہے، جو عنقریب صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہو جائے گی۔ ان شاءاللہ

امریکی استعمار لگاتار داعشی پروجیکٹ کی حمایت کر رہی ہے، اس کے مفاد میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین پر فضائی حملے کر رہے ہیں، داعشی محصور جنگجوؤں کی رہائی کے لیے ہیلی کاپٹر روانہ کر رہے ہیں اور داعشی قیدیوں کی رہائی کے لیے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جیلوں پر چھاپے مار رہے ہیں۔

داعش گروہ کو ہوا دینے سے امریکی جنرلز خطے کے ممالک میں تشویش ایجاد کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس امریکی عوام کو خوفزدہ کر رہا ہے، جو افغانستان میں امریکی جارحیت اور موجودگی کے مخالف اور جنگ کا خاتمہ چاہتے ہیں۔

ذبیح اللہ مجاہد، ترجمان امارت اسلامیہ

شوراب ایئر بیس پر مجاہدین کا عظیم الشان حملہ:

شوراب ایئر بیس المعروف بیسٹین کیمپ پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین کا حملہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ ۴۶ گھنٹے جاری رہنے والے اس لڑائی میں ۱۳۷؍ امریکی و دیگر غیر ملکی فوجی ہلاک جن میں جنگی طیاروں کے ۱۵ پائلٹ اور ۱۱۸ انجینیرز بھی شامل ہیں باقی ۱۹ غیر ملکی زخمی ہیں، جبکہ غلام کٹھ پتلی افواج کے ۲۶۰ عناصر جن میں ۱۴۲ عام فوجی جبکہ ۱۱۸ کمانڈوز شامل ہیں ہلاک ہوئے، شوراب اڈے کے سب سے بڑے کمانڈر سراج اور کمانڈوز کا سربراہ منصور بھی ان شامل ہیں، جبکہ ۷۳ زخمی اس کے علاوہ ہیں۔

افغان فوج کے ۲ ہیلی کاپٹر جبکہ بیرونی افواج کے بھی کئی جہاز ناکارہ یا جزوی منہدم ہوئے، ۳۳ ہموی گاڑیاں جبکہ ۱۹ M117 بکتر بند گاڑیاں تباہ، ۲۶ رینجر پک اپ، بیرونی افواج کے زیر استعمال ۲۱ گاڑیاں، ۷ فوجی ایمبولینس، ۱۱ تیل کے ٹینکر، اسلحے کے ڈپو، طیاروں کے مرمت کے ورکشاپ، ریڈار سسٹم، کئی فوجی عمارتیں، کھانے کے ذخائر و دیگر لاجسٹکس بڑی تعداد میں تباہ ہوئے۔ مجموعی طور پر کئی کلومیٹر پر مشتمل شوراب ایئر بیس جن میں بیک وقت ۳۲ ہزار فوجی رہائش پذیر ہو سکتے ہیں کا ۴۰ فیصد حصہ مکمل تباہ ہو گیا۔

اور فدائی مجاہدین بھی اپنے مقصدِ حقیقی (شہادت) کو پانے میں کامیاب ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

مذاکرات اور طالبان کو درپیش مشکلات

حافظ عبدالقدیر قریشی

ماسکو میں ۵ اور ۶ فروری کو منعقدہ کانفرنس میں افغان سیاست دانوں نے مطالبہ کیا تھا کہ دوسرا اجلاس ازبکستان میں منعقد کیا جائے، ازبکستان بظاہر روس کے زیر اثر ہے لیکن اس ملک کا امریکہ کے ساتھ بہت قریبی تعلقات ہیں اور امریکہ کا وسطی ایشیا میں یہ قریبی ملک تصور کیا جاتا ہے۔ تاہم طالبان کے نمائندوں نے کہا کہ ان کے سیاسی دفتر اور مذاکراتی ٹیم کے کچھ ارکان سفری پابندیوں کی وجہ سے قطر سے باہر نہیں جاسکتے ہیں، اس لیے پھر فیصلہ کیا گیا کہ بین الافغانی مذاکرات کا اگلا دور قطر میں ہوگا۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ بلیک لسٹ میں شامل طالبان کے تمام ارکان سفری پابندیوں کی وجہ سے کسی ملک بھی نہیں جاسکتے ہیں، بلکہ امریکا اور اقوام متحدہ کے نام نہاد بلیک لسٹ میں شامل طالبان رہنماوں نے ماسکو کانفرنس میں شرکت کی۔

گوانتاناموبے سے رہا کیے گئے طالبان رہنماوں ملا محمد فاضل اخوند، ملا خیر اللہ خیر خواہ، ملا نور اللہ نوری، ملا عبدالحق وثیق اور مولوی محمد نبی عمری کا مسئلہ کوئی اور ہے، امریکی دباؤ کی وجہ سے انہیں قطر سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان پانچ رہنماوں کو رہائی کے کئی سال بعد اکتوبر ۲۰۱۷ء میں افغانی پاسپورٹ جاری کر دیے گئے تاہم سفری پابندیوں کی وجہ سے وہ قطر سے باہر نہیں جاسکتے ہیں جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔

باوثوق ذرائع کے مطابق ۱۷ اور ۱۸ دسمبر ۲۰۱۸ء کو ملا محمد فاضل اخوند اور ملا خیر اللہ خیر خواہ کو دوحہ کے ایئرپورٹ پر تین گھنٹے تک روکے رکھا گیا کیوں کہ انہیں قطر سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی، پھر امریکہ کی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ زلمے خلیل زاد مجبور ہوا کہ یہ مسئلہ حل جس کی مداخلت پر اعلیٰ امریکی حکام کو مذکورہ طالبان رہنماؤں کی دستاویزات پر دستخط کرنے کے لیے قطر جانا پڑا۔ جس کے بعد انہیں ابوظہبی مذاکرات میں شرکت کرنے کے لیے جانے کی اجازت دی گئی۔

اسلام آباد میں پاکستانی حکام کے ساتھ طالبان کے سیاسی دفتر کے رہنماوں نے ملاقات کی تیاریاں مکمل کی تھیں لیکن اس دوران ملا فاضل اخوند اور ملا خیر اللہ خیر خواہ پر امریکہ کی جانب سے عائد سفری پابندیوں کی وجہ سے طالبان کو یہ ملاقات ملتوی کرنی پڑی، مذاکرات سے دو دن پہلے طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ایک مختصر اعلامیہ جاری کیا جس کے مطابق سفری پابندیوں کی وجہ سے طالبان نے پاکستان کا دورہ ملتوی کر دیا، قطر میں مقیم پانچ رہنما حج اور عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی نہیں جا سکتے۔

امریکہ اور اقوام متحدہ کی جانب سے گوانتاناموکے سابق پانچ قیدیوں پر سفری پابندی، کچھ رہنماوں کے پاسپورٹ کے اجراء اور بعض رہنماوں کے نام بلیک لسٹ میں شامل ہونے کی وجہ سے طالبان رہنماوں کو مشکلات کا سامنا ہے، ملا برادر اخوند کے پاسپورٹ کا مسئلہ بھی ابھی تک برقرار ہے۔

زلمے خلیل اور اس کے دوستوں کو چاہیے کہ وہ امن مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے بلیک لسٹ سے طالبان رہنماوں کے نام ہٹانے، سیاسی دفتر کو تسلیم کرنے اور غیر ملکی افواج کے انخلا جیسے اہم مسائل اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں۔

امریکہ نے طالبان سے جنگ بندی کا مطالبہ کیا ہے جبکہ طالبان کا کہنا ہے کہ جنگ بندی افغان عوام کا اندرونی معاملہ ہے، جس میں امریکہ کو مداخلت کا حق نہیں ہے، اگر طالبان اور امریکہ کے درمیان فوجی انخلا پر اتفاق ہوا اور ان کے درمیان معاہدہ ہو گیا تو طالبان فوری طور افغانوں کے ساتھ جنگ بندی اور مستقبل کے نظام پر بات چیت کریں گے۔

کابل انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی ان دنوں شدید دباو کا شکار ہیں، انہیں خدشہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ انہوں نے جو معاہدہ کیا تھا اس کی پاسداری کرنے کے بجائے امریکہ اب طالبان کے ساتھ فوجی انخلا کے حوالے سے نیا معاہدہ کر رہا ہے، جو انہیں متوازی حکومت تسلیم کرنے کے مترادف ہے جبکہ ہمسایہ ممالک کی جانب سے بھی طالبان کو سرکاری سطح پر مدعو کیا جاتا ہے جو کابل انتظامیہ کی حیثیت کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے، ان خدشات کی بنیاد پر اشرف غنی نے اقوام متحدہ سے اپیل کی کہ وہ بلیک لسٹ میں شامل طالبان رہنماوں کے دوروں پر پابندی عائد کرے تاہم اس اقدام سے طالبان کو زیادہ نقصان ہونے سے کابل انتظامیہ زیادہ بدنام ہوئی اور ایسے ہتھکنڈوں سے اس نے خود کو بے نقاب کر دیا اور سیاست دانوں نے بھی اس امر پر تشویش کا اظہار کیا کہ کابل انتظامیہ امن عمل کی راہ میں کیوں رخنہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے اگر طالبان نے مایوس ہو کر امن مذاکرات سے بائیکاٹ کا اعلان کیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری کابل انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

☆☆☆☆☆

شہری نقصانات کے متعلق مختلف اداروں کے نام کھلا خط!

مصدر: 'الامارہ اردو' امارتِ اسلامیہ افغانستان کی اردو ویب سائٹ

عالمی برادری گواہ ہے حالیہ دنوں نیٹو فوج اور ان کے افغان حامیوں نے افغانستان میں عام شہریوں، اسکولوں، دینی مراکز، مساجد، ہسپتالوں اور بازاروں پر بار بار حملے کیے ہیں۔ جن کے نتیجے میں ہزاروں افغان شہری مارے گئے اور انہیں بھاری مالی نقصان پہنچا ہے۔ مذکورہ فوج نے ایسے حالت میں عام شہریوں کے خلاف اپنا وحشیانہ پَن جاری رکھا ہوا ہے کہ زلمے خلیل زاد کی قیادت میں امریکا کے سیاسی نمائندوں اور امارت اسلامیہ کے درمیان مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے۔ امریکا نے عسکری میدان میں امارت اسلامیہ سے شکست کھائی ہے۔ وہ اس شکست کو سفارتی میدان میں فتح میں بدلنے کے لیے افغان عام شہریوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ امریکا اس جنگی جرم کو امارت اسلامیہ کے خلاف سفارتی دباؤ کے ذریعے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر ہم صرف حالیہ دوماہ میں غیر افغان اور افغان فوج کے ہاتھوں ان کے انسانیت سوز جرائم کے چند دلخراش واقعات اسی خط کے ذریعے اقوام متحدہ۔ اسلامی کونسل۔ انسانی حقوق کے دفاع کی عالمی تنظیم اور جنگی جرائم کے عالمی اداروں کو دکھانا چاہتے ہیں۔ جس کے آخر میں ہمارا ایک مطالبہ پیش بھی پیش کیا گیا ہے۔

☆۱۸ فروری کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے علاقے بدراب میں غاصب امریکی فوج نے سکیورٹی اہلکاروں کے ہمراہ 'حمید المدارس' نامی معروف دینی درسگاہ کو مکمل طور پر نذرآتش کر دیا۔ قریبی بازار میں بھی عوام کی دکانوں اور مکانوں کو تباہ کیا گیا ہے۔

☆۱۳ فروری کو صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے رنج میں کابل انتظامیہ کے بندوق برداروں نے ایک مقامی کلینک پر چھاپہ مارا۔ غوث الدین نامی ویکسینیٹر اور احمد نامی ڈاکٹر کو حراست میں لے لیا گیا۔ مذکورہ کلینک ایم آر سی نامی رفاہی ادارے سے منسلک ہے۔

☆۹ فروری کو صوبہ لوگر کے مربوطہ علاقے میں مقامی جنگجوؤں نے ایک سرکاری اسکول کے استاد نورالدین ستانکزئی کو عوام کے سامنے نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔

☆۹ فروری کو صوبہ لوگر کے ضلع ازرہ کے علاقے تنگی پر امریکی و کٹھ پتلی فوج کی کاروائی کے دوران ایک ڈاکٹر شہید اور ۲/ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

☆۳ جنوری کو صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب کے علاقے اسحاق زئی میں کٹھ پتلی فوج کے مارٹر گولوں سے ایک دارالحفاظ کے 5 حافظ القرآن طلبا شہید ہو گئے۔

☆ ۳ جنوری کو صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے علاقے شرافت میں نیٹو و کٹھ پتلی فوج کے چھاپے کے دوران عوام کی ۱۳ دکانیں لوٹنے کے بعد نذرِ آتش کر دی گئیں۔

☆ ۵ جنوری کو صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے علاقے لوہڑ شاہ ولیکوٹ اڈہ پر نیٹو فوج کی بمباری کے نتیجے میں ۶ خواتین اور ۷/ افراد شہید، جب کہ ۳ زخمی ہو گئے۔

☆۷ جنوری کو صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے علاقے سفار میں نیٹو و افغانفوج نے عوام کے گھروں پر چھاپہ مار۔ جس کے نتیجے میں درجنوں دکانیں، برک رفاعی ادارے کا کلینک اور عوام کی درجنوں گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ دو ڈاکٹر، ایک خاتون اور دو افراد شہید ہو گئے۔ عینی شاہدین کے مطابق عوام کو چھاپے اور بمباری میں چار سو لاکھ سے بھی زیادہ افغان کرنسی کا مالی نقصان پہنچا۔

☆۱۲ جنوری کو صوبہ بادغیس کے ضلع جوند کے علاقے پنج بز پر نیٹو اور افغانفوج نے چھاپہ مارا۔ جس میں مکانوں کے دروازے تباہ کر دیے اور 10 شہری شہید کر دیے گئے۔

☆۱۴ جنوری کو صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئے کے علاقے گاجوئے میں نیٹو ڈرون طیارے نے کھیل کے میدان کو نشانہ بنایا۔ جس میں دو نوجوان کھلاڑی شہید ہو گئے۔

☆ 14 / جنوری کو نیٹو اور افغان فوج نے کو صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر کے قصبے 'محمد نبی خان' پر چھاپہ مار۔ جس کے نتیجے میں ۲/ افراد شہید، جب کہ ۲۵/ افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ اسی طرح مشترکہ فوج نے اس چھاپے میں عوام کی ۳۶ دکانیں مکمل طور پر نذرِ آتش کر دیں۔ اُن میں کتب خانے، پی سی اوز، فوٹو اسٹیٹ، اشیائے خوردونوش، پرزہ جات کی دکانیں، ایک پٹرول پمپ اور ایک کلینک بھی شامل تھا۔ علاوہ ازیں عوام کی درجنوں گاڑیاں بھی مکمل طور پر نذرآتش کر دیں۔

☆۱۵ جنوری کو صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کے علاقے عزیز آباد میں نیٹو اور افغان فوج نے نورالمدارس نامی مدرسے پر چھاپہ مارا۔ طلبا کو نکال کر مدرسے کی عمارت کو تمام کتب وغیرہ کے ہمراہ نذرآتش کر دیا۔

☆۱۶ جنوری کو صوبہ قندھار کے ضلع میوند کے سرہ بغل کے کینٹینیر بازار اور لوئے کاریز نامی علاقوں میں غاصب نیٹو اور کٹھ پتلی فوج نے طالبان کے خلاف جنگ کے بعد خواتین اور بچوں سمیت ۲۰ افراد کو شہید، جب کہ ۴ کو زخمی کر دیا۔

☆۲۳ جنوری کو صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے علاقے زاڑہ بازار پر نیٹو اور افغان فوج نے شدید بمباری کی، جس کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت ۱۷ شہری شہید، جب کہ ۵ زخمی ہو گئے۔

☆۲۶ جنوری کو صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر کے علاقے پائے ناوہ پر نیٹو اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ جس میں ۸ شہری شہید، ۶ گرفتار، ایک مسجد اور متعدد مکانات تباہ ہونے کے علاوہ ۲۰ سے زائد گاڑیاں اور موٹر سائیکل نذرآتش کر دیے گئے۔

☆۳۱ جنوری کو صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے ہفتادر پر نیٹو اور افغان فوج نے چھاپہ مارا۔ گھروں کے دروازے تباہ کیے گئے اور مسجد اور چار طلبا شہید کیے گئے، جب کہ 12 افراد حراست میں لے لیے گئے۔

☆۳۱ جنوری کو صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے چرخکیان ماندہ کے علاقے دوبندی پر نیٹو ڈرون طیارے نے سویلین کی گاڑی کو نشانہ بنایا اور اس میں سوار 5 شہری شہید ہوگئے۔

عالمی برادری کی ذمہ داری:

امارت اسلامیہ کے کمیشن برائے شہری نقصانات کے پاس درج بالا انسانیت سوز جرائم کے ہر واقعہ کا مصدقہ ریکارڈ موجود ہے۔امریکی اور افغان فوج کی جانب سے یہ جرائم ایسے حالت میں سامنے آرہے ہیں، جب کہ دنیا میں انسانی حقوق کی دفاعی کمیٹی سمیت درجنوں دیگر انسانی ادارے موجود ہیں۔امن و صلح کے استحکام کے بہانے افغانستان آنے والی امریکی فوج یہاں انسانیت کے خلاف جرائم ایسے بے دھڑک انجام دے رہی ہے گویا دنیا میں انسانی حقوق کے دفاع کے نام سے کوئی تنظیم موجود ہے اور نہ ہی جنگی جرائم کے نام سے کوئی عالمی ادارہ اپنا وجود رکھتا ہے۔امارت اسلامیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ اقوام متحدہ کے دستور کے مطابق یہاں آنے والی فوج سے متعلق اقوام متحدہ سے پوچھ گچھ کرے کہ کیا نیٹو فوج کے ہاتھوں افغانوں کا یہی قتل آپ کے قانون کے مطابق امن وامان کا استحکام کہلاتا ہے؟!کیا آپ کے خیال میں عام شہریوں، معصوم بچوں، خواتین کا قتل عام اور مذہبی مراکز، اسکولز اور ہسپتالوں پر بمباری انسانی جرائم تصور نہیں کیے جاتے؟!کیا آپ کی نظر میں افغان شہری انسان نہیں ہیں یا انسانی حقوق کی دفاعی کمیٹی کے بنیادی مسودے میں افغانوں کے قتلِ عام بارے کوئی خصوصی رعایت کا قانون موجود ہے؟!جن کا قتل عام، قید اور ان کے گھروں کو نذرآتش کرنے والے امریکی فوجی عدالت کے کٹہرے میں نہیں لائے جاتے؟!

آخر انسانی ضمیر کہاں ہے، جو امریکی فوج کے ان دلخراش جرائم کی روک تھام کے لیے صدا بلند نہیں کرتا؟عالمی اسلامی کونسل دنیا میں مسلمانوں کے حقوق کے دفاع کی غرض سے قائم کی گئی تھی، وہ افغانستان میں امریکی فوج کے ہاتھوں افغانوں کے قتلِ عام اور مذہبی مراکز کی تباہی پر کیوں خاموش ہے؟ کیا افغانستان اس تنظیم کا رکن نہیں ہے؟ کیا افغانستان میں نیٹو فوج کے ہاتھوں مارے جانے والے مظلوم افغان شہری اسلامی معاشرے کا حصہ نہیں ہیں؟! افغانوں کی اس مظلومیت پر خود کو باخبر رکھیں اور ان کی مظلومانہ زندگی کی صدا عالمی برادری تک پہنچائیں۔

امارت اسلامیہ کا مطالبہ:

امارت اسلامیہ اسلامی کونسل، اقوام متحدہ، انسانی حقوق کے دفاع کی تنظیم، انسانیت کے خلاف جرائم کے عالمی ادارے اور غیر جانبدار ذرائع ابلاغ سے مطالبہ کرتی ہے کہ افغانستان میں استعماری فوج اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے ہاتھوں انسانیت کے خلاف جرائم کی مذمت کے ساتھ ان کے فی الفور سدباب کا عملی اقدام کیا جائے۔ ان جرائم کے مرتکب عناصر کو انسانی جرائم کے ادارے کے ذریعے عالمی عدالتی کٹہرے میں کھڑا کیا جائے۔اگر مذکورہ تنظیمیں امریکا کی جانب سے افغانستان میں جنگی جرائم کے خلاف اسی طرح خاموشی اختیار کیے رکھیں گی تو یہ خاموشی ظالم قاتلوں کے لیے افغانوں کے قتل عام، گرفتاریوں اور ان کے گھروں کی تباہی کا جواز بنے گی۔

امید ہے اس خط میں مذکور تمام انسانی تنظیمیں انسانی ہمدردی کی رُو سے مذکورہ مدعا بارے اپنی ذمہ داری کا ادراک کریں گی۔ وہ قاتل امریکا اور اُس کے افغان حمایتی مجرموں کو مظلوم افغانوں کے قتل عام سے روکیں گی۔

سویلین نقصانات سے متعلق یوناما کی رپورٹ پر ترجمان کا ردعمل:

افغانستان کے لیے اقوام متحدہ کی ذیلی شاخ یوناما نے ایک بار پھر سویلین نقصانات کے حوالے سے مغرضانہ رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ میں یادآوری کی گئی ہے کہ گذشتہ سالوں کی نسبت شہری نقصانات میں اضافہ ہوا ہے اور اس بار پھر کسی مؤثق دلیل کے بغیر شہری نقصانات کی ۳۷فی صد ذمہ داری مجاہدین پر ڈالی گئی ہے۔ہم یوناما کی رپورٹ کی شدید تردید کرتے ہیں۔بدقسمتی سے یوناما سمیت متعدد انسانی ادارے سویلین نقصانات کے انسانی موضوع کو امریکی مفادات کے دائرے میں لاتی ہے۔افغانی گواہ ہیں کہ گذشتہ سال امریکی غاصبوں نے اعتراف کیا کہ سات ہزار سے زائد بم افغانوں پر برسائے گئے ہیں اور ہر رات دو سے پانچ سویلین علاقوں پر چھاپے مارتے ہیں، جس سے کافی نقصانات بھی سامنے آتے ہیں۔اگر ایک امریکی بم کی وزن کو ۲۰ کلوگرام فرض کیا جائے، تو امریکا کی جانب سے افغان عوام کے گھروں، گاؤں، بازاروں، مساجد، صحت کے مراکز اور عام مقامات پر تمام ایک لاکھ چالیس کلوگرام بارود برسائے گئے ہیں۔اتنی عظیم وحشت پر چشم پوشی کرنا اور ساتھ ہی ۳۷فی صد سویلین نقصانات مجاہدین کو راجع کرنا، اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رپورٹ ناقص مرتب کیا گیا ہے اور یوناما کی ٹریبیون سے نفع اٹھاتے ہوئے میڈیا کو پروپیگنڈہ کے مواد کے طور پر اختیار میں دیا جارہا ہے۔

امارت اسلامیہ یوناما کی اس طرح انصاف سے بعید رپورٹ کو شہری نقصانات کی طرح حساس انسانی موضوع سے ناجائز فائدہ اٹھانا سمجھتی ہے اور اس عمل کو اقوام متحدہ کے تمام تسلیم شدہ اصول اور بذات خود اقوام متحدہ کی تاسیس کے جذبے کے خلاف عمل سمجھتی ہے۔شہری نقصانات کی ۸۳فی صد واقعات امریکی بمباری، عوام کے گھروں پر چھاپے، کابل انتظامیہ کی جانب سے بھاری ہتھیاروں کا استعمال اور مقامی جنگجوؤں کی جانب سے ہونیوالے اعمال کے نتیجے میں سامنے آتے ہیں، جنہیں افغان عوام مشاہدہ کررہا ہے۔

عام شہریوں کی زندگی سے آخری حد تک مجاہدین احتیاط کرتی ہے اور یوناما ایسی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتی، جس سے ثابت ہوجائے کہ مجاہدین نے کس حملے میں جان بوجھ کر عوام کو اتنافی صد نقصان پہنچایا۔

☆☆☆☆☆

احمد جواد

آج کافی عرصے کے بعد دوبارہ اس وادی میں آنا ہوا ہے۔ اس پہاڑی چشمے کے پاس کچھ دیر آرام کے لیے رُکا ہوں، جس کے ساتھ بنے معسکر میں میں نے اپنی عسکری تربیت کے مراحل مکمل کیے تھے۔ یہاں بہت کچھ بدل چکا ہے۔ بہت سے نئے چہرے نگاہوں کے سامنے ہیں اور بہت سے چہروں کی تلاش ہے مگر وہ چہرے کہیں نظر نہیں آتے۔

میری نگاہوں کے سامنے وہ سب پرانے مناظر ایک ایک کرکے تازہ ہونے لگے ہیں۔ ہم چار ساتھی دشوار گزار پہاڑوں کے درمیان بہتے ہوئے برساتی نالے میں کافی دیر تک چلنے کے بعد اس سے باہر نکل کر ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے پر چڑھے۔ سامنے ہی پتھروں سے بے چھت کے کمروں کے طرز پر بنی ہوئی مضبوط دیواریں تھیں۔ ان دیواروں کا آدھا حصہ ٹیلے کو تھوڑا سا کھود کر اس کے اندر اور آدھا باہر تعمیر کیا گیا تھا۔ دُور سے یہ کھنڈرات ہی محسوس ہوتے تھے۔ ہماری باتوں کی آواز سن کر دیواروں کے درمیان سے دو نوجوان اپنے کندھوں پر کلاشن کوف لٹکائے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے باہر نکلے۔

سامنے شبیر بھائی اور اُسید بھائی کے ساتھ چند نئے ساتھیوں کو دیکھ کر ان کے آہستگی سے اُٹھنے والے قدم تیز ہو گئے اور سنجیدہ چہرے خوشی سے کِھل اُٹھے۔ بڑی گرم جوشی اور محبت سے گلے لگایا اور ہمارے ہاتھ پکڑ کر چند قدم کی دوری پر موجود دیواروں کی طرف چل دیے۔ جیسے ہی ہم دیواروں کے درمیان پہنچے تو سامنے کا منظر عجیب سحر انگیز تھا۔ دونوں دیواروں کے درمیان ایک خیمے کو کھول کر چھت کے طور پر ڈالا ہوا ہے۔ سامنے کی دیوار کے ساتھ ایک طرف ترتیب سے پیکا، مارٹر گن اور اینٹی ٹینک گن (**RR82**)، راکٹ لانچر، اور بی ایم لانچر رکھے ہوئے ہیں۔ دروازے کے دائیں جانب کی دیوار کے ساتھ راکٹ لانچر کے گولے اور بی ایم (بلیسٹک میزائل) پڑے ہوئے ہیں۔ کمرے کے درمیان میں زمین پر بچھی ایک بڑی چٹائی پر خوبصورت داڑھیوں سے مزین نورانی چہروں والے مختلف عمروں کے آٹھ دس نوجوان حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ سب کے کندھوں پر اسلحے کے پاؤچ لٹک رہے تھے اور کچھ کی کلاشن کوفیں ان کے سامنے اور کچھ کی دیوار کے سہارے کھڑی ہوئی تھیں۔

پہاڑی چشمے کے پتھروں سے ٹکرا کر شور مچاتے چھینٹے اُڑاتے شفاف پانی کے شور اور درختوں کے پتوں سے ٹکرا کر آہستہ آہستہ چلتی ہوا کے جھونکوں نے مجھے تین سال پہلے اس وادی میں گزرے وقت میں پہنچا دیا۔ بہت سے بچھڑ جانے والے ساتھی مجاہدین ایک ایک کرکے یاد آنے لگے۔ جن کو میں نے ایک ہاتھ میں کلاشن کوف اور دوسرے میں قرآن لیے، ایمان ویقین اور صبر واستقامت کے اسلحے سے لیس، اللہ کے دین کی سربلندی اور اُمت کے دفاع کے لیے سربکف، راتوں کے تہجد گزار اور دن میں محاذوں پر کفر سے برسرِپیکار پایا تھا۔ ان کی باتیں، ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور ان کے ساتھ محاذوں پر گزرے یادگار لمحات کی کلیاں ایک ایک کرکے میرے ذہن میں چٹخنے لگیں ہیں۔

درمیانے قد، مضبوط جسم، انتہائی سنجیدہ چہرے، بارعب اور مسحور کُن شخصیت کے مالک، یہ نوجوان عبد السلام بھائی (تنویر بھائی) ہیں۔ سنتوں پر عمل کرنے میں ہر دم منہمک، مجاہد ساتھیوں کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ مارٹر چلانے کے ماہر اور انتھک طبیعت کے مالک ہیں۔ پہلی دفعہ ملنے سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید مسکراتے نہیں ہوں گے، مگر مسکراتے بھی ہیں اور ہنستے ہنساتے اور گپ شپ بھی کرتے ہیں۔

رات کو پہرہ دینے کے بعد صبح نمازِ فجر، ذکر واذکار اور تعلیم سے فارغ ہوتے ہی نیند کا غلبہ کچھ زیادہ ہی ہونے لگتا تھا اور معمولاتِ فجر اور ورزش کے درمیان ایک گھنٹے کے وقفے کے دوران بے اختیار سو جانے کا دل چاہتا تھا۔ ہم میں سے کوئی اس پتھر پر سر رکھے اونگھ رہا ہوتا تھا تو کوئی اُس درخت کے ساتھ ٹیک لگائے، چادر اوڑھے، سر جھکائے نیند سے جھوم رہا ہوتا تو عبد السلام بھائی باہر بیٹھے دھیمی آواز میں تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے اور روزانہ فجر کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتے تھے۔ ساتھیوں کے اُٹھنے سے پہلے ہی برتن دھو کر ناشتے کی تیاری میں مشغول ہو جاتے۔

ایک دفعہ موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے عبد السلام بھائی کا پاؤں گرم سلنسر سے لگ کر جل گیا اور پاؤں پر بڑا سا زخم بن گیا۔ ایک ساتھی نے ان سے کہا کہ بھائی یہ دوائی زخم پر لگالیں جلنے کے زخم کے لیے بڑی اچھی دوائی ہے۔ کہنے لگے نہیں بھائی میں یہ دوائی نہیں لگاتا...کیوں نہیں لگاتے؟؟ بھائی میں اس زخم پر شہد لگاتا ہوں، کیونکہ شہد کا استعمال سنت بھی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق شہد میں شفا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ امیر صاحب نے مجھے کہا کہ ڈرم میں پانی ختم ہو گیا ہے، آپ چشمے سے پانی بھر لائیں۔ میں کسی کام میں مصروف تھا تو میں نے سوچا کہ تھوڑا یہ کام کر کے جاتا ہوں، بس پانچ منٹ۔ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے عبد السلام بھائی خاموشی سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ پانچ منٹ بعد جب میں پانی لینے کے لیے باہر نکلا تو اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا مگر پانی کے گیلن کہیں نظر نہ آئے۔ مگر جیسے ہی سامنے نظر پڑی تو دیکھا کہ نیچے نالے میں چشمے کی طرف سے عبد السلام بھائی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آرہے ہیں۔ کندھے پر پانی کا سولہ لیٹر والا گیلن رکھے اور بائیں ہاتھ میں پانی کی بالٹی پکڑے پانی بھر کر لا رہے تھے۔ میں جلدی سے نیچے نالے میں اُتر کر ان کی طرف بڑھا کہ بھائی یہ پانی کا بڑا گیلن مجھے دے دیں۔ یہ کہتے ہوئے میں نے پانی کا بڑا گیلن لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انھوں نے مجھے گیلن دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ چھوٹی بالٹی لے لو میں نے بڑی منت سماجت کی کہ آگے چڑھائی ہے اور آپ کا پاؤں بھی زخمی ہے، مگر نہ مانے۔ مجبوراً میں چھوٹی بالٹی لیے ان

کے پیچھے پیچھے چل دیا اور سوچنے لگا کہ عجیب آدمی ہیں کہ پاؤں زخمی ہے اور پھر بھی آرام سے نہیں بیٹھتے کہ کہیں خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔

چند روز بعد امیر صاحب نے عبد السلام بھائی سے کہا کہ کل شام مچہ داد کے امریکی کیمپ پر مارٹر فائر کرنا ہے۔ آپ اپنے ساتھ کچھ ساتھیوں کو لے جائیں اور آج اس کو نصب کر دیں تاکہ کل شام مناسب انداز میں کارروائی ہو سکے۔ جس جگہ پر مارٹر نصب کر کے چلانا تھا وہاں تک پہنچنے کے لیے ۲۵ کلو وزنی مارٹر کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پانچ چھ گھنٹے پیدل چل کر جانا ہوتا تھا۔ پہلے وہاں پر مورچہ کھودنا ہوتا تھا کہ دشمن کی جوابی بمباری سے بچا جا سکے اور پھر مورچہ کھودنے کے بعد وہاں پر مارٹر نصب کرنا ہوتا تھا۔

جب آدھا گھنٹہ پہلے عبد السلام بھائی نے اپنے زخم پر شہد لگانے کے لیے پاؤں پر بندھی پٹی کھولی تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک بالشت بڑا زخم تھا۔ مگر آپ نے مارٹر کی بیرل اور اسٹینڈ اٹھائے، کپڑا اور مٹی کا تیل لے کر بیرل کی صفائی میں مصروف ہو گئے۔ دو ساتھی آگے بڑھے کہ ہم صاف کر دیتے ہیں۔ آپ تھوڑا سا آرام کر لیں کہ ابھی سفر پر بھی نکلنا ہے۔ کہنے لگے میں کیسے آرام کر سکتا ہوں جب کہ ہم اس وقت حالتِ جنگ میں ہیں۔ اگر ہم تھوڑے سے مجاہدین بھی چھوٹے چھوٹے زخموں سے گھبرا کر سست پڑ جائیں اور آرام کرنے لگیں تو ان صلیبی حملوں کے آگے بند کون باندھے گا؟

عبد السلام بھائی کی شہادت سے کچھ دن پہلے ہم دونوں اپنے مرکز سے ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لینے اور کارروائیوں کے لیے مناسب جگہیں دیکھنے نکلے۔ واپسی پر اپنے مرکز سے کچھ دور اونچے اونچے پہاڑوں سے اتر کر جب ہم ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ایک چھوٹی سی خوبصورت وادی میں اترے تو بہت زیادہ تھک گئے تھے۔ چنانچہ ہم پہاڑ کے دامن میں بہنے والے پہاڑی چشمے کے پاس ایک درخت کے سائے میں کچھ دیر آرام کے لیے رُک گئے۔ اسی دوران سامنے سے کوچی (خانہ بدوش) کی جھونپڑی سے ایک چھوٹا سا بچہ اپنے گھر کے قریب مجاہدین کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ہاتھ میں چائے کی کیتلی لیے دوڑتا آیا اور چائے کی کیتلی اور کپ ہمارے سامنے رکھ دیے۔ ہم لوگ چائے پینے لگے اور وہ بچہ اسلحے سے اپنی محبت کے اظہار کے لیے عبد السلام بھائی کی کلاشن کندھے پر لٹکا کر اِدھر اُدھر چکر لگانے لگا۔ یہاں کے لوگ عجیب مہمان نواز ہیں۔ اپنی غربت اور تنگی کے باوجود مہمان نوازی اور مجاہدین کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

اس وقت آپ نے سر پر کالی پگڑی باندھ رکھی تھی۔ بیٹھے بیٹھے آپ نے سر سے پگڑی کھولی اور دوبارہ باندھنے لگے۔ ایک دو دفعہ کی کوشش کے بعد آپ نے بہت خوب صورت انداز میں باندھی اور اس پر بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ الحمد للہ آج میں نے ایک اور سنت پوری کر لی ہے۔ میں نے پوچھا بھائی آپ نے بیٹھے بیٹھے کون سی سنت پوری کر لی ہے؟ کہنے لگے کہ بغیر آئینہ دیکھے سر پر پگڑی باندھنا۔

چائے پینے کے بعد عبد السلام بھائی نے اس بچے کا شکریہ ادا کیا اور پیار سے رخصت کر دیا۔ اسی دوران ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم نے اسی چشمے کے ٹھنڈے اور زور و شور سے بہتے شفاف پانی سے وضو کیا، دو رکعات نماز پڑھی اور اپنے مرکز کی طرف روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے آپ نے ترانہ پڑھنا شروع کیا۔

یاحوار الخلود قد اتا ک الشہید

میں خاموشی سے ان کی خوبصورت آواز سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اس سے پہلے کبھی میں نے ان کو ترانہ پڑھتے نہیں سنا تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ بھائی آپ تو چھپے رستم نکلے۔ مگر میں نہیں جانتا تھا کہ وہ واقعی ہی حوروں کو مخاطب کر کے ان کو اپنے استقبال کی تیاری کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ پھر کافی دیر تک وہ یہی ترانہ پڑھتے رہے۔

مجاہدین کے معسکر میں آئے ہوئے میرا دوسرا دن تھا۔ جیسے ہی شام کے سائے طویل ہوئے معسکر سے کچھ دور توپوں کی شدید بمباری، مارٹر شیلنگ اور بھاری اسلحے سے فائرنگ کی آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔ مجھے پریشان دیکھ کر خیمے میں موجود ساتھی کہنے لگے کہ بھائی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ابھی دو دن پہلے کارروائی سے واپس آتے ہوئے مارٹر شیلنگ سے جو ساتھی شہید ہوئے ہیں، ان کا انتقام لینے کے لیے آج رات مجاہدین مشترکہ طور پر سرحد کے بالکل ساتھ واقع امریکی کیمپ (مچاداد)، کینیڈین کیمپ (رخا) اور افغانی کیمپ (مدے شامی) پر بیک وقت کارروائی کرنے گئے ہوئے ہیں۔ جب کبھی مجاہدین کی کارروائی کے نتیجے میں ان صلیبیوں کا نقصان ہو جائے تو یہ اسی طرح شدید جوابی بمباری کرتے ہیں تاکہ کارروائی کرنے والے مجاہدین کو نشانہ بنا سکیں۔ دو تین گھنٹے بعد بمباری رُک جائے گی۔ بس یوں سمجھیں کہ جوابی بمباری صلیبیوں کے نقصان کا تھرما میٹر ہے۔ کارروائی پر جانے والے ساتھیوں کی تعداد پچیس سے تیس کے درمیان تھی اور انہوں نے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر مختلف سمتوں سے چھوٹے بڑے ہتھیاروں سے ان کیمپوں پر حملہ کرنا تھا۔

دو تین گھنٹے گزر گئے مگر بمباری اور فائرنگ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدید سے شدید ہوتی چلی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد فضا میں امریکی بمبار جیٹ طیارے کان پھاڑ دینے والی آواز کے ساتھ چکر کاٹنے لگے۔ میرے دل کی دھڑکنیں بھی بمباری کے ساتھ ساتھ تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ ساتھی کہنے لگے لگتا ہے آج ان صلیبیوں کا کوئی بہت بڑا نقصان ہو گیا ہے کہ آج کی جوابی بمباری کچھ زیادہ ہی شدید اور طویل ہو گئی ہے۔ کارروائی پر جانے والے ساتھیوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ میں خاموشی سے لیٹ گیا مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ مضطرب دل کے ساتھ اللہ سے ساتھیوں کی حفاظت اور ان بخیر و عافیت واپسی کی دعائیں مانگتا رہا۔

بم باری اور فائرنگ ساری رات جاری رہی اور فجر کی نماز سے کچھ پہلے بالآخر تھمتے تھمتے تھم گئی۔ دن چڑھ آیا سارا دن کارروائی پر جانے والے ساتھیوں کے انتظار میں گزر گیا۔

مخابرے (وائرلیس) پر رابطہ بھی نہیں ہو رہا تھا۔ رات کو ریڈیو پر خبریں سنیں تو رپورٹر بتا رہا تھا کہ دو سے تین سو مجاہدین نے بیک وقت تین کیمپوں پر کا بڑا حملہ کیا اور امریکیوں کی جوابی فائرنگ سے ڈیڑھ سو مجاہدین شہید ہو گئے ہیں۔ پریشانی بڑھتی جا رہی تھی کہ کارروائی پر جانے والے ساتھی ہی بے چارے پچیس تیس ہیں، یہ سب ہی شہید نہ ہو گئے ہوں۔ چلو سب شہید نہیں تو کچھ شہید اور باقی زخمی تو لازمی ہوئے ہوں گے۔ ساری رات پریشانی میں گزری۔ اگلی صبح کوئی دس گیارہ بجے میں ایک ساتھی کے ساتھ نیچے چشمے پر پانی لینے گیا ہوا تھا کہ پہاڑی ٹیلے کے پیچھے سے آنے والے راستے پر اچانک سات آٹھ نوجوان اپنے سینے پر کلاشن کوف ن سجائے اور کندھوں پر راکٹ لانچر اٹھائے ہنستے مسکراتے نمودار ہوئے۔ ساتھیوں کو زندہ سلامت واپس آتا دیکھ کر دل خوشی سے کِھل اُٹھا۔ ہم سب ساتھیوں سے باری باری گلے ملے، ان کو کامیاب کارروائی پر مبارک باد دی اور دیگر ساتھیوں کی خیریت اور ان سے اتنی دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ ساتھی کہنے لگے سب ساتھی خیریت سے ہیں۔ اصل میں کل صبح واپسی پر راستے میں آتے ہوئے مقامی لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کر کے ہمیں روک لیا تھا کہ پہلے ہمارے پاس کھانا کھائیں، آرام کریں پھر اپنے مرکز کی طرف جائیں۔ مجبوراًرکنا پڑا، تھکے تو ہوئے ہی تھے سو خوب آرام کیا۔ حیرت انگیز طور پر شدید بمباری کے باوجود کوئی بھی ساتھی زخمی یا شہید نہیں ہو اتھا۔ بس ایک ساتھی بچھڑ گیا تھا وہ بھی اگلے دن بخیر و عافیت واپس پہنچ گیا۔ اس کارروائی کے حقیقی احوال اور میڈیا رپورٹنگ نے میڈیا کے دجل و فریب اور جھوٹ کے جال کا ایک اور پردہ چاک کر دیا۔

کارروائی سے واپس آنے والے ساتھیوں میں ایک دُبلا پتلا چھوٹی عمر کا ساتھی بھی شامل ہے۔ چہرے پر ابھی مکمل داڑھی نہیں آئی، صاف رنگت، آنکھوں پر عینک لگائے، پُر رونق چہرے پر ہر وقت خوبصورت مسکراہٹ سجائے، نفیس طبیعت کے مالک یہ سترہ سالہ عبدالرحمٰن بھائی ہیں۔ سترہ سال...ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔ اس کے تو ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں۔ مگر یہ نوجوان اس عمر میں بھی یہ جانتا ہے کہ اس وقت ہم پر جہاد فرضِ عین ہے... بس اللہ کے سامنے جوابدہی کا احساس اس کو اس فرضِ عین کی ادائیگی کے لیے تیسری جنگ عظیم کے میدانِ کارزار خطہ خراسان میں لے آیا ہے۔ عجیب ایمان افروز شخصیت کا مالک تھا۔ نماز کا وقت ہے، ساتھیوں نے نماز کے لیے صفیں ترتیب دے لیں اور کہا کہ عبدالرحمٰن بھائی آپ جماعت کروائیں۔ سب سے چھوٹے ہیں مگر حافظ قرآن ہیں۔ نماز کی پہلی رکعت تھی۔ عبدالرحمٰن بھائی نے خوبصورت انداز میں سورۃ الرحمن کی تلاوت شروع کی۔ مگر آواز رِندھنے لگی اور پھر ہلکی ہلکی سسکیاں بھی بلند ہونے لگیں۔ کچھ ہی دیر بعد یہ سسکیاں باقاعدہ رونے میں بدل گئیں اور مزید تلاوت کا جاری رکھنا مشکل تھا۔ یہ نوجوان نماز میں تلاوت قرآن کے دوران رو رہا تھا...اس قدر چھوٹی عمر میں یہ خشوع!

سبحان اللہ!!!ہماری عسکری تربیت کے دوران ہی مختلف کارروائیوں کے لیے تشکیلات بھی جاری رہتی تھیں۔ دشوار گزار پہاڑی راستوں پر پیدل کئی گھنٹوں کا سفر طے کر کے کارروائی کے مقام پر پہنچنا ہوتا تھا۔ راستے کی مشکلات کا اِدراک رکھنے کے باوجود عبدالرحمٰن بھائی خواہش رکھتے تھے کہ ہر کارروائی کے لیے ان کی بھی تشکیل کی جائے۔ عسکری علوم کی کلاس کے بعد کچھ دیر آرام کا وقفہ ہوتا تھا۔ مگر عبدالرحمٰن بھائی آرام کرنے کے بجائے جن ساتھیوں کی تجوید ٹھیک نہیں ہوتی تھی ان کو بڑے دل نشین انداز میں تجوید سیکھانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔

ہر ساتھی کے ساتھ انتہائی ادب سے پیش آتے تھے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے مگر اس کا سلیقہ بھی جانتے تھے۔ اتنی سی عمر میں دینی کتب کا زبردست مطالعہ کر رکھا تھا۔ اور بہت سے موضوعات پر گفتگو کے دوران اپنی بات کو قرآن و حدیث سے دلائل کی روشنی میں پیش کرتے تھے۔ عربی زبان میں بھی اچھی گفتگو کر لیتے تھے۔ ساتھیوں کو اکثر عربی ترانے اور ان ترانوں کا ترجمہ کر کے سناتے رہتے تھے۔ عبدالرحمٰن بھائی کا پسندیدہ عربی ترانہ تمنّى بنفس الأبي الأبية وأمنية الحر لقيا المنية تھا، جو وہ اکثر دھیمی آواز میں پڑھتے رہتے تھے۔ کسی ساتھی نے ان کو غصے کی حالت میں نہیں دیکھا تھا اور نہ کسی ساتھی کو ان سے کوئی شکایت تھی۔ سب ساتھیوں نے عبدالرحمٰن بھائی کو سنتوں پر ہر دم عمل پیرا اور نیکیوں میں سبقت کرنے والا پایا۔

ان پہاڑوں کے کچے راستوں پر موٹر سائیکل پر سفر بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ ایک ہی سفر کرنے کے بعد جھٹکے کھا کھا کر جسم کا ایک ایک جوڑ درد کرنے لگتا ہے۔ راستے میں موٹر سائیکل گر جائے تو چوٹیں تو لازمی ہی لگیں گی۔ اگر کبھی موٹر سائیکل پنکچر ہو جائے تو بس پھر خود بھی پیدل چلو اور موٹر سائیکل کو بھی ساتھ گھسیٹ کر لاؤ۔ مگر جب بھی عبدالرحمٰن بھائی کو موٹر سائیکل پر ساتھ چلنے کا کہا جاتا بے چون و چرا اس چلنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ باوجود اس کے کہ موٹر سائیکل سے گر کر چوٹیں بھی کھائیں اور کئی دفعہ موٹر سائیکل خراب ہو جانے پر گھنٹوں پیدل بھی چلنا پڑا۔ جب کسی سفر کے دوران صلیبی اتحادیوں کے کیمپ کے پاس سے گزرنا ہوتا تو امریکی غلاموں سے دشمنی اور نفرت کے اظہار کے لیے اپنی کلاشن کوف کندھے سے اتار کر اس کا رخ ان کی طرف کر لیتے، جیسے ان سے کہہ رہے ہوں: ”اے امریکی غلامو! تمہارے علاج کے لیے سب سے موزوں چیز یہ کلاشن کوف ہی ہے“۔ یہ عبدالسلام اور عبدالرحمٰن دونوں ہی بھائی ۱۲/ اگست ۲۰۰۸ء کی ایک شام ڈرون طیاروں کی بمباری میں شہید ہو گئے۔ برمل کے علاقے شینہ وانہ کا یہ چھوٹا سا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں کئی عرب اور مقامی مجاہدین کی قبریں موجود ہیں۔ اِنہی قبروں میں سے دو قبریں عبدالسلام بھائی اور عبدالرحمٰن بھائی کی بھی ہیں۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ فروری ۲۰۱۹ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.alemarahurdu.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم فروری:

☆صوبہ سرپل کے ضلع سوزمہ قلعہ میں مرکز میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، اور 7 اہل کار ہلاک۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ژڑ صاحب کے علاقے میں واقع یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے مرکز فتح، 10 اہل کار ہلاک اور 7 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 3 کار ملی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں فوجی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں دس روز پہلے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے آپریشن کا آغاز کیا، ان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 17 ٹینک تباہ، 5 امریکیوں سمیت 56 کٹھ پتلی ہلاک، 19 زخمی ہوئے

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں خاک چوپان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع پشتون زرغون میں کٹھ پتلی افواج نے امریکی طیاروں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس سے 4 کمانڈوز ہلاک، 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں ضلعی مرکز پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

2 فروری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں قریب روضہ کے علاقے میں پولیس رینجر گاڑی پر ہونے والے دھماکہ سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 2 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں زاوہ کے علاقے میں داعش کے خلاف مجاہدین کی فرنٹ لائن پر امریکی و کٹھ پتلی افواج نے چھاپہ مارا، جس کے بعد دشمن پر مجاہدین کی نصب کردہ بموں کے شدید دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 6 کمانڈو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں مرکز میں چوکی کے اندر مجاہدین کی نصب کردہ بم سے حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے 3 مخبر ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب کے میں مورچاق کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیار اور لیزر گن سے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشن گن، ایک رائفل گن اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، اہل کار ہلاک، 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مرکز کے قریب واقع فوجی یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے 6 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں سیدان کے علاقے میں پیدل فوجی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 3 پولیس ہلاک ہوئے۔

3 فروری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں نرئی ماندہ، نوروزں گاؤں، شاول اور مانگئی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز میں زیولات بیس کے قریب حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ نے 3 فوجیوں کی جان لی۔

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں کاریز کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار حمید اللہ کو قتل کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں فوجی کاروان پر حملے میں 4 فوجی مارے گئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں دشمن پر یکے بعد دیگرے بم دھماکے ہوئے، جس سے ٹینک ورینجر گاڑی تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ میں عرب آقسایہ کے علاقے میں لیزر گن سے جنگجو کمانڈر (عبدالرؤف) محافظ سمیت ہلاک ہوا۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع گرسفندئی کے مربوطہ علاقے میں مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں افسر (طاہر عزیزی) ہلاک ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں شاول کے علاقے میں گشتی پارٹی پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع گلران میں کاریز الیاس کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، 8 اہل کار ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگئی میں مجاہدین نے سپلائی کرنے والا ٹینکر غنیمت کرلیا۔

4 فروری:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چار بولک میں نام نہاد قومی لشکر کے 11 جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں عینک کے علاقے کے واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 6 اہل کار ہلاک اور زخمی، جبکہ رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں بیلر کے علاقے میں پولیس اہل کاروں پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 14 اہل کار موقع پر ہلاک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔

صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب اور تریخ ناور کے علاقوں میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں حاجی اسحاقزئی کے علاقے میں دشمن پر بم دھماکے ہوئے، جس سے 2 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع میزان میں آتش نامی چوکی پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے ایک فوجی ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں سور بغل کے علاقے میں واقع چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں حلقہ نمبر ایک کے علاقے میں مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں 2 جاسوس ہلاک ہوئے۔

5 فروری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں عاشق وال کے علاقے میں فوجی بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 5 کٹھ پتلی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان میں مرکز کے قریب مجاہدین نے جنگجوؤں کی گاڑی پر حملہ کرکے تباہ کردی اور اس میں سوار 3 شرپسند ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع صبری میں خلبسات نامی فوجی کمپائن اور انٹیلی جنس افسر پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں واقع جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر گل محمد سمیت 2 جنگجو ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں گورتپہ کے قریب تیلاوکی کے مقام پر واقع کٹھ پتلی فوجوں کی 5 چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 چوکیاں مکمل طور پر فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 30 ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور فرار ہوئے۔ مجاہدین نے 3 امریکی ہیوی مشین گنیں، ایک امریکی سنائپر گن، ایک ہینڈ گرنیڈ، تین راکٹ لانچر، سات امریکی ایم 16 گنیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں مجاہدین کے حملے میں ضلع آقتاش کا سیکورٹی افسر کمانڈر نور خان اور ضلعی نائب سربراہ 2 محافظوں سمیت شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں جنگجوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 10 شرپسند ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں کوپکئی کے علاقے میں واقع چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 2 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

6 فروری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں کج قلعہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح، 2 ٹینک تباہ، کمانڈر (مجید) سمیت 20 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں شاہ گل خیل کے علاقے میں کاروان پر لیزر گن حملے کے دوران 6 فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں بیلر کے علاقے میں دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں زقوم چارراہی کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں کنسک کے علاقے میں مجاہدین نے 3 اہل کار گرفتار کرکے ان کے مقدمہ شرعی عدالت کے حوالے کردیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر سے امریکی افواج فرار ہوگئے۔ دو مہینے پہلے امریکی غاصبین صوبہ فراہ کے صدر مقام اور آس پاس کے علاقے میں آئے تھے، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور مجاہدین نے دشمن پر خونریز حملے وبارودی سرنگوں کے دھماکے کیے، جس کے نتیجے میں بالآخر ناکام دشمن فرار ہوگیا۔

7 فروری:

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں آب خورما کے علاقے میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ٹینک سمیت 15 گاڑیاں تباہ اور 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ نیمروز کے ضلع چخانسور میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح، 5 پولیس اہل کار ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ٹینک، ایک اینٹی ائیر گرافٹ گن اور 2 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں سرخدوز کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں بیلر وھزار گان کے علاقوں میں پولیس اور فوجیوں پر حملہ اور دھماکہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں ارزو اور اس سے متصل ضلع دہ یک کے شاہ گل خیل کے علاقے میں فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

8 فروری:

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں مجاہدین نے 13 پولیس اہل کار سمیت گرفتار کرکے ان کے مقدمہ شرعی عدالت کے حوالے کردیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں نکڑ خیل کے علاقے میں مجاہدین نے کمانڈو پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں شہباز کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے اور 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع ارغستان میں دوام کے علاقے میں آپریشن کرنے والے فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک ٹینک، 2 گاڑیاں تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

9 فروری:

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں واقع چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 7 پولیس ہلاک اور مجاہدین نے 7 کلاشنکوف، ایک ہیوی مشن گن، ایک مارٹر توپ اور 2 راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں دشمن کے مراکز پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح اور 19 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، ایک راکٹ لانچر اور ایک کلاشنکوف غنیمت کرلی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ٹانگان گودر کے علاقے میں دشمن پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 6 جنگجو ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں شوراب ائیر بیس میں امریکی رہائش گاہ پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں وزیروں ماندہ کے علاقے میں گشتی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 2 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں مرکز کے قریب واقع پولیس چوکی پر حملہ کیا، جس میں 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

10 فروری:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں مبارک شاہ کے علاقے میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 13 اہل کار موقع پر ہلاک، 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع صیاد میں مرکز کے قریب واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 3 چوکیاں فتح، 12 اہل کار ہلاک اور مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمرئی میں مبارک شاہ کے علاقے میں فوجی کاروان پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 10 اہل کار ہلاک، جبکہ 8 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے خاکسار جامعہ کے علاقے میں واقع چوکیوں میں تعینات 3 رابط مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 9 جنگجو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے میں دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ٹینک ورینجر گاڑی تباہ اور 12 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں لوئی ماندہ کے علاقے میں دشمن پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 8 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں تریخ ناور کے علاقے میں دشمن پر گھات کی صورت میں حملہ ہوا، جس سے 10 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں قلعہ بلند کے علاقے میں مجاہدین نے بگرام جیل کمانڈر شیر محمد باشندہ کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع خاص بلخ میں شہاب عربی کے علاقے میں واقع جنگجوؤں کے مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں سفاک جنگجو کمانڈر سردار سمیت 5 جنگجو ہلاک جب کہ 3 زخمی اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن اور ایک کلاشنکوف بھی غنیمت کرلی۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں مربوطہ علاقے میں انٹیلی جنس چیف معاون سعید الرحمن عرف فیچر کو محافظ سمیت حکمت عملی کے تحت قتل کردیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں شہرک کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس میں 8 اہل کار ہلاک ہوئے اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع دائی چوپان میں شوئی رادہ کے علاقے میں مجاہدین نے دشمن کے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا اور اس میں سوار متعدد کمانڈوز موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں شاہ منصوروں کے علاقے میں امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 12 امریکیوں سمیت متعدد کٹھ پتلی ہلاک اور 2 ٹینک تباہ ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشتون کوٹ میں عرب آقسائی کے علاقے میں پولیس گشتی پارٹی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 ٹینک تباہ، 6 پولیس ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان کے ضلع دھراود میں زرتال کے علاقے میں دشمن پر حکمت عملی کے تحت بم دھماکے ہوئے، جس سے 4 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

11 فروری:

☆صوبہ بادغیس میں ضلع مرغاب کے آکازوں کے علاقے میں واقع دشمن کی چوکیوں پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، ایک فوجی ہلاک، 3 زخمی، جبکہ مجاہدین نے مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ میں چکاب کے علاقے میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک، جبکہ 4 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں کٹھ پتلی فوجوں نے چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس میں 4 فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں ھزار خیل کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 6 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 3 گاڑیاں تباہ، اہم افسر (صفی اللہ) سمیت 16 اہل کار ہلاک، جبکہ مجاہدین نے ایک کار، 2 کارمولی اور ایک امریکن ہیوی مشن گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں چکاب کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح، 12 اہل کار ہلاک، 6 زخمی، 4 گرفتار، جبکہ مجاہدین نے ایک اینٹی ائیر کرافٹ گن، 2 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، 12 کلاشنکوف اور 3 بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

12 فروری:

☆صوبہ اورزگان کے ضلع چھارچینہ میں سرتخت کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 چوکیاں فتح، 4 اہل کار ہلاک، جبکہ مجاہدین نے 4 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں بیلر اور لوئی ماندہ کے علاقوں میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 8 پولیس اور فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب دشمن سے جھڑپیں ہوئیں، جس سے 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے میں دشمن پر حملہ اور دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں ژڑ صاحب کے علاقے میں واقع یونٹ پر لیزر گن حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 8 پولیس ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں خاشہ بازار اور زابر سر کے علاقوں میں دشمن سے جھڑپیں جاری رہیں، جس سے اہم افسر سمیت 6 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں واقع چوکی پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 15 اہل کار ہلاک، ٹینک تباہ، جبکہ مجاہدین نے 15 عدد ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد میں ضلعی مرکز کے قریب واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، ایک فوجی، 2 جنگجو ہلا، جبکہ 7 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں آکازوں کے علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 چوکیاں فتح، 12 اہل کار ہلاک ہوئے۔ جبکہ مجاہدین نے 4 ہیوی مشن گن، اور 5 کارمولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ تخار کے ضلع دشت قلعہ میں شہر کہنہ کے علاقوں میں واقع دیسی توپ نامی چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح ہوئی، 4 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی اور مجاہدین نے اسلحہ وغیرہ بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں تناوچہ کے علاقے میں فوجی مرکز پر حملہ ہوا، جس سے 4 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں شوراباد کے علاقے میں واقع اہم مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 4 اہل کار ہلاک، جبکہ 5 زخمی ہوئے۔

13 فروری:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ھزارگان کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک، رینجر ولوکسل گاڑیاں تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ بہاؤالدین میں شورتپہ کے علاقے میں فوجی کاروان کو مجاہدین کی کمین گاہ کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علینگار میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں ایک رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار ایک اہل کار ہلاک جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع دوشی میں قرہ کہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار ایک اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں ڈاکٹر پٹرول پمپ کے علاقے میں گشتی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 2 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں فقیر کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

14 فروری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں سنگبر، جوگرم اور اشخاباد کے علاقوں میں دشمن پر حملہ اور دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ، اور 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 ٹینک تباہ، 15 اہل کار ہلاک، جبکہ اہم افسر (توریالی) سمیت 5 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب اخندزادہ اڈہ کے مقام پر مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار کو قتل کر دیا۔

15 فروری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں بدوان اور عالم وال کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے ڈنڈ شہاب الدین کے علاقے خلازئی کے مقام پر مجاہدین کے حملے میں 3 انٹیلی جنس سروس اہل کار ہلاک اور اس کی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ کابل کے ضلع کابل شہر میں کمپنی کے علاقے میں مجاہدین نے فہیم فوجی اسٹاف کالج کے اعلیٰ عہدے دار کرنل حاجی نقیب اللہ وردک کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شورابک میں مربوطہ علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح اور 20 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں شور آباد پل کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے 5 ٹینک تباہ، 7 اہل کار ہلاک، جبکہ 9 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شورابک میں مربوطہ علاقے میں واقع اہم یونٹ پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح، ٹینک و رینجر گاڑی تباہ، 23 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 12 رائفل گن، 8 کلاشنکوف، 2 ہیوی مشن گن، ایک مارٹر توپ، ایک بم آفگن، ایک رینجر گاڑی اور ایک پستول سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس سے 5 ٹینک تباہ، 10 اہل کار ہلاک، جبکہ 16 زخمی ہوئے۔

16 فروری:

☆صوبہ تخار کے ضلع دشت قلعہ کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 کمانڈو اور پولیس ہلاک جب کہ 10 زخمی اور 2 بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندھار شہر میں حلقہ نمبر 3 کے علاقے میں مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں کمانڈر (سورداود) محافظ سمیت ہلاک ہوا۔

17 فروری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں بدوان، عالم وال اور ضلع دہ یک کے شاہ گل خیل کے علاقوں میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 17 فوجی ہلاک جب کہ 11 زخمی اور 3 ٹینک بھی بم دھماکوں سے تباہ ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں سرآسیا کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں سفاک جنگجو کمانڈر نجیب گاؤ اور کمانڈر اسد سمیت 7 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہونے کے علاوہ ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے 72 سیکورٹی اہل کاروں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مخالفت سے دستبردار ہونے کا اعلان کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب دشمن پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 4 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں مجاہدین نے صوبائی اپیل کورٹ جج میرویس کو چھاپہ مار حملے کے دوران موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں حیدر آباد، نہر سراج، سیدان، کووک، سیمنار، یخچال اور مہاجر کے علاقوں میں دشمن پر حملہ اور دھماکہ ہوا، جس سے 2 ٹینک و گاڑی تباہ اور 16 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں سرخ سنگ کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے لیزر گن حملہ کیا، جس سے 5 فوجی ہلاک، جبکہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان میں ضلع خاص اورزگان میں کیمپ کے علاقے میں دشمن کے مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 14 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک امریکن ہیوی مشن گن اور 6 کار مولی بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

18 فروری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں واقع مرکز پر مجاہدین نے چھاپہ مارا، جس سے کمانڈر (ملیک) اور کمانڈر (لور کوکوز) سمیت 10 اہل کار ہلاک، جبکہ 8 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر اور سات کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشترود میں گجگین کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ گرا، مجاہدین نے طیارے کو محفوظ مقام پر منتقل کر دیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں کلا نکیچئ، سنگبر اور لشکر گاہ دوراہی کے علاقوں میں دشمن پر حملے و دھماکے ہوئے، جس سے 2 ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

19 فروری:

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں زیر کوہ کے علاقے کوہک کے مقام پر جارح امریکی فوجوں نے کٹھ پتلی کمانڈوکے ہمراہ چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 امریکی اور 2 کمانڈو ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ میں فارم سہ کے علاقے لاچپور کے مقام پر مجاہدین نے جنگجوؤں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 جنگجو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے یخچال، سیدان اور حیدر آباد کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 10 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

20 فروری:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے شہباز اور ضلع شلگر کے عاشق وال اور چغارو کے علاقوں میں ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 بکتر بند ٹینک اور 8 بڑی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 20 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

21 فروری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف میں نیکونامی چوکی کے علاقے میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 2 کاماز گاڑیاں اور ایک ٹینک تباہ، ان میں سوار اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں زیر کوہک میں امریکیوں اور نام نہاد کمانڈوز نے چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے جوابی کاروائی کی، جس سے 2 غاصب اور 2 کمانڈو ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں قلف کے علاقے میں گشتی پارٹی پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں شمس خیل کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

22 فروری:

☆صوبہ قندھار کا ضلع معروف گزشتہ دو سال سے مجاہدین کے محاصرے میں تھا، ۲۲ فروری کو ناکام دشمن نے مجاہدین کے ممکنہ حملوں کی خوف سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آس پاس چوکیاں چھوڑ کر فرار کی راہ اپنالی۔ صوبہ قندہار کے چار اضلاع (ریگستان، شورابک، میانشین اور غورک) پر اس سے پہلے امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے قبضہ جمالیا تھا۔

23 فروری:

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں امریکی رہائش گاہ پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سبب بنے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں چرخکیان ماندہ اور موبائل کیمپ کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگجوؤں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ٹینک تباہ اور 15 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

24 فروری:

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں سفید سنگ کے علاقے میں مجاہدین نے کمانڈو پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 وحشی ہلاک اور ان کی گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس میں ایک آئل ٹینکر اور ایک بڑی گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 3 فوجی بھی مارے گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ضلعی مرکز کے قریب اور زقوم چارراہی کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر پر سنائپر گن حملہ ہوا، جس سے 4 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں نہر سراج کے علاقے کے یخچال کے مقام پر دشمن پر بم دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ میں مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے چوکی پر اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی مکمل فتح اور وہاں تعینات جنگجو کمانڈر سراج سمیت 3 شرپسند ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں گرماوک کے علاقے میں دشمن پر یکے و بعد دیگرے بم دھماکے ہوئے، جس سے 3 ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک ٹینک اور 2 گاڑیاں تباہ اور 4 اہل کار ہلاک، جبکہ 2 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں مربوطہ علاقے میں پولیس اہل کاروں، فوجیوں اور جنگجوؤں نے امریکی طیاروں ہمراہ آپریشن کا اغاز کیا، جن پر مجاہدین نے جوابی کاروائی کی، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

25 فروری:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں ضلعی مرکز میں مجاہدین نے دشمن پر ہلکی وبھاری ہتھیار سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ اور 12 اہل کار ہلاک، جبکہ 6 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قرغان میں یک پوستہ اور بوستان کے علاقوں میں 6 پولیس وجنگجو نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں بیلرئی، ماتکئی اور ٹانگان گودر کے علاقوں میں پولیس وجنگجوؤں پر حملہ ہوا، جس سے موٹر سائیکل تباہ اور 13 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ھزارگان کے علاقوں میں دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 7 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں چرخکیان ماندہ، بارگزوں، مجید چورنگی اور موبائل کیمپ کے علاقوں میں امریکیوں، پولیس اہل کاروں، جنگجوؤں اور فوجیوں پر حملے ودھماکے ہوئے، جس سے ٹینک تباہ اور 15 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

26 فروری:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں زنگتان کے علاقے میں دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں کیمپ، بارگزوں، خاشو گاؤں اور مجید چورنگی کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگجوؤں نے حملہ کیا، جن سے امریکی طیارے بھی ساتھ تھے، مجاہدین نے ان پر جوابی حملہ کیا، جس سے ٹینک تباہ اور 6 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں آپریشن کرنے والے دشمن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے 9 اہل کار موقع پر ہلاک، جبکہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں حاجی عبدالعزیز پٹرول پمپ، آب پاشک ماندہ اور حیدر آباد کے علاقوں میں دشمن پر لیزر گن حملہ ہوا، جس سے 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں ھرات-قندہار شاہراہ پر فوجی کاروان پر حملہ ہوا، جس سے 3 ٹینک اور ایک کاماز گاڑی تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

27 فروری:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں بند سردرہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے فوجی بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار 7 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں خوشقارتپہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہوئے اور متعدد فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں شالالان کے علاقے میں ہونے والے بم دھماکہ سے امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار غاصبین ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں کٹھ پتلی فوجیوں نے امریکی طیاروں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے جوابی حملہ کیا، جس سے متعدد ٹینک وگاڑیاں تباہ، 10 اہل کار ہلاک، جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں زیرکوہ کے علاقے کے سیاسار کے مقام پر کٹھ پتلی فوجیوں نے امریکی فوجیوں سمیت چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے جوابی کاروائی کی، جس سے 3 ٹینک تباہ، 4 کمانڈوز ہلاک، جبکہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں عبداللہ خیل کے علاقے میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک 2 کاماز گاڑیاں تباہ اور 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

28 فروری:

☆صوبہ بلخ کے ضلع کشندہ کے مربوطہ علاقے میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر غلام رسول سمیت 5 پولیس ہلاک جب کہ ایک زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، ایک امریکی گن، تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں سبزکار کے علاقے میں واقع وحشی جنگجو کمانڈر کریم کی چوکی پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کرکے اس پر قابض ہوئے اور کمانڈر ہلاک جب کہ 6 جنگجو زخمی ہوئے ۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ملکی سطح پر جارح امریکی فوجوں کے سب سے بڑے اڈے بگرام ایئربیس پر مجاہدین نے میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر استعماری دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کے سبب بنے۔

☆☆☆☆☆

قصہ ایک بچے کا

قاری احمد شاہ

اس قصے سے صلیبیوں اور ان کے دُم چھلوں مرتدین کے گھٹیا پن کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں جو صبح و شام مجاہدین پر الزام تھوپتے ہیں کہ وہ اپنے مقاصد کے لیے چھوٹے نابالغ بچوں کو استعمال کرتے ہیں...اور وہ کفار و مرتدین اس پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کرسکتے...

ایک نظر ادھر ڈالیے...یہ یمن کے علاقے آب کا گاؤں ''سمحان'' ہے یہ وہی علاقہ ہے جہاں یمن کا صلیبی غلام علی عبد اللہ صالح بھی رہائش پذیر رہا تھا۔ اس علاقے کے باسی شیخ عدنان القاضی ہیں جو پہلے علی عبد اللہ صالح کے فوجی اراکین میں سے تھے اور خود ایک بڑے فوجی افسر تھے ۔

ایک مرتبہ رسمی وفد سمیت آل سلول سے ملاقات کے لیے گئے چونکہ وہ پہلے سے جان چکے تھے کہ آل سلول صلیب کے غلام ہیں ، مسلمانوں کے قاتل ہیں، جب ان کے وفد کے ہر آدمی کو ۵۰ ھزار ریال بطور تحفہ واکرام کے دیے گئے تو ان کو اڑھائی لاکھ ریال دیے گئے لیکن انہوں نے ٹھکرا دیے۔

یہ قصہ ان کی انصار الشریعۃ میں شمولیت سے قبل کا ہے، پھر اللہ نے ان کو ہدایت دی تو مجاہدین سے جا ملے ،وہ شیخ عمر احمد سیف کے شاگرد تھے اور شیخ لطفی بحر تقبلہ اللہ کے ہم درس۔لہٰذا دونوں نے یمن میں موجود امریکی سفارت خانے پر حملہ کرنے کا ارادہ بنایا، غور وفکر کے بعد طے یہ پایا کہ شیخ لطفی بحر اور ان کے شاگرد حملہ کریں گے اور شیخ عدنان قاضی،تقبلہ اللہ ان کی مالی معاونت...چنانچہ انہوں نے علی عبد اللہ صالح کے دو بیٹوں احمد اور عمیر سے ان کی گاڑیاں مانگ لیں۔

جن میں سے ایک استشہادی حملے کے لیے استعمال ہوئی اور دوسری انغماسی، حملے کے لیے طویل غور وفکر کے بعد طے پایا کہ شیخ عدنان کو اس مبارک حملے میں شریک نہیں ہونا چاہیے،وہ پیچھے رہیں اوراستشہادیین کی وصیتیں ویڈیوز وغیرہ الملاحم میڈیا تک پہنچائیں...لیکن عدنان قاضی اس پر راضی نہ ہوئے وہ کہنے لگے یا تو میں اس حملے میں شریک ہو کر شہید ہو جاؤں گا یا پھر اپنے گھر میں ہی ٹھہروں گا تاوقتیکہ مجھے گرفتار کرلیا جائے...

خیر بڑی بحث کے بعد شیخ لطفی بحر نے اپنے ایک شاگرد کو پیچھے ٹھہرایا تاکہ وہ ان کی وصیتیں اور دیگر ضروری چیزیں الملاحم میڈیا تک پہنچادیں...اور خود قیادت کرتے ہوئے امریکن سفارت خانے پر چڑھ دوڑے اور اللہ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوگئے۔

نحسبه كذالك والله حسيبه...

امریکی سفارت خانے پر لگنے والی اس ضرب نے امریکا کا دماغ گھما کر رکھ دیا اور پھر جیسے جیسے تحقیق جاری رہی تو امریکا اور اس کے دُم چھلے مرتدین کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکنے لگی...ساری تحقیق کے بعد جب حملے میں استعمال ہونے والی گاڑیوں کے بارے تحقیق کی گئی تو وہ علی عبد اللہ صالح کے بیٹوں کی نکلیں ۔ان سے جب امریکن سی آئی اے والے تفتیش کرنے لگے تو عقدہ کھلا کہ وہ تو شیخ عدنان قاضی نے مانگی ہوئی تھیں!!!

چنانچہ شیخ کو گرفتار کرکے وزارت داخلہ کی خصوصی جیل میں بند کرلیا گیا اور ان سے امریکن انٹیلی جنس اور یمنی انٹیلی جنس تفتیش کرنے لگیں اور علی عبد اللہ صالح بھی۔

اس ضرب نے صلیبیوں اور مرتدین کا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا لہٰذا امریکا نے یمنی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ شیخ عدنان کو ان کے حوالے کردیں!لیکن علی عبد اللہ صالح جتنا بھی گھٹیا ہو لیکن کوئی پاکستانی فوجی جرنیل یا مشرف نہیں تھا کہ اپنے ملک کے ایک شہری کو فٹافٹ حوالے کردیتا...چونکہ اس پر ان کے خاندان کا کافی دباؤ تھا اور چونکہ شیخ ایک اعلیٰ فوجی عہدیدار تھے اس لیے فوجی بغاوت کا بھی خطرہ تھا ...چنانچہ طے یہ پایا کہ انہیں یمن کے اندر ہی کسی طریقے سے قتل کردیا جائے...

بالآخر کچھ عرصے بعد انہیں رہا کردیا گیا وہ مجاہدین کی قیادت کے پاس پہنچے اور شیخ ابو بصیر رحمہ اللہ سے مطالبہ کیا کہ میں اپنے علاقے ''سمحان''ہی میں رہنا چاہتا ہوں اور اپنے گھر کے اوپر مجاہدین کا جھنڈا لگا کر رکھوں گا تاکہ اس کے نیچے مجھے شہادت ملے اور تاکہ دیگر مسلم خطوں کی طرح اس علاقے کو بھی صلیبی نشانہ بنائیں تاکہ اس علاقے کو بھی اعزاز و شرف حاصل ہو......اور پھر مجھے اسی توحید کے جھنڈے میں کفن دے کر دفن کردیا جائے...اللہ اکبر!

اب آیئے دوسری طرف...یہ اسی علاقے کا رہنے والا تقریباً دس سال سے بھی کم ایک بچہ ہے جس کا نام ''برق'' ہے،اس کے والد کا ایک دوست خالد علیس کے نام سے یمنی انٹیلی جنس افسر ہے اس نے ایک دن برق کے باپ کو کہا کہ اپنے اس نابالغ بیٹے کو یمنی استخبارات میں بھرتی کروادو تاکہ وہ ملک و وطن کی کوئی خدمت کرسکے۔

چنانچہ برق کا باپ اسے بھرتی کرانے ساتھ لے کر چل پڑا....اس سے آگے برق اپنا قصہ خود بیان کرتے ہوئے گویا ہوتا ہے:

> ''بھرتی والے ہوٹلوں کے بعد مجھے ایک کمرے میں لے جایا گیا ایک دن انٹیلی جنس افسر خالد کہنے لگا :''برق!میں آپ کی تصویریں بنانا چاہتا ہوں،میں نے کہا،کیمرہ کدھر ہے؟؟؟کہنے لگا کل لاؤں گا!اگلے دن وہ کیمرہ لایا تو میرے قریب ایک عورت بیٹھی تھی کہنے لگا!!اس کی تصویر کھینچو...
>
> چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اسے کہا کہ میں تمہاری تصاویر کھینچنا چاہتا ہوں،اس نے کہا میں تمہارے کپڑے اتاروں گی!چنانچہ اس نے اس طرح کیا اور تصاویر بنالیں،پھر خالد نے مجھے ایک کمرہ دیا اور کہنے لگا،یہ تمہارا کمرہ

ہے!میں تمہاری لیے لڑکی بھی لاتا ہوں!!!چنانچہ وہ لے آیا اور میں اسکے ساتھ سویا پھر میرے لیے ایک بڑی سی شراب کی بوتل لایا!!!سرخ رنگ کی،جو میں نے پی اور مغرب سے لے کر اگلے دن تک سویا رہا!!پھر جاگا... اوریوں ہماری انٹیلی جنس تربیت جاری رہی...ہم ۲۰ سے بچے تھے سب غیر اخلاقی حرکات کے عادی ہوگئے،عورتیں آتیں اور ہمارے پوشیدہ اعضا کو ٹٹولتیں....اور ہمارے ساتھ بری حرکات کرتیں...

چنانچہ جب برق کی بچگانہ فطرت جو کہ گناہوں سے انکاری ہوتی ہے مکمل مسخ ہوگئی ،جیسے پانی کھڑا رہ کر اپنے اوصاف تبدیل کرلیتا ہے!!!تب اسے ایک قومی اور وطنی خدمت سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔وہ اس طرح کہ سرکاری افسر خالد آیا اور اسے کہنے لگا کہ برق تم نے ایک وطن کی بہت بڑی خدمت سرانجام دینی ہے...برق نے پوچھا وہ کیا؟؟

تو اسے بتادیا گیا کہ اس نے ''سمحان'' جانا ہے چنانچہ اسے ایک یتیم کی شکل میں سمحان پہنچادیا گیا... اور اس نے ایک ڈھونگ رچایا ،وہ راستے پر بیٹھا رونے گا...جیسے وہ یتیم ہو اور اسے خاندان والوں نے گھر سے نکال دیا ہو...

اسی اثناء میں راستے سے شیخ عدنان قاضی کا گزر ہوا،یمن جیسا غریب علاقہ اور ایک بچہ راستے پر بیٹھا رو رہا ہو تو ایک مسلمان کا دل ھل جاتا ہے چنانچہ شیخ عدنان قاضی نے اپنے کریمانہ اخلاق سے اسے محبت سے اٹھایا اپنے گھر لے گئے اور اچھا لباس،پہنایا اچھے کپڑے پہنائے،اور اپنے بچوں کے ساتھ اسے مدرسہ،میں داخل کروادیا...لیکن برق کو نہیں معلوم کہ اس کے لیے ایک نئی مصیبت آنے والے ہے...

وقت گزرتا گیا...برق کے باپ کے پاس سیکورٹی افسر خالد علیس چند اور افسران کے ساتھ آتا ہے اور اسے اس ہوٹل پر لے جاتا ہے جہاں برق مقیم رہا تھا اور اسے برق کی وہ حیاباختہ تصاویر دکھاتے ہوئے کہتا ہے... تمہارے گھر میں یہ سب کچھ ہورہا ہے ہماری بات مانو وگرنہ ان سب کو وائرل کردیں گے۔

برق کا باپ ڈر گیا اور برق کو ان کے پاس لے گیا انہوں نے سبز باغ دکھائے کہ تمہیں بنگلہ بھی دیں گے ،یورپ کی سیر کرائیں گے اور اعلیٰ گاڑی بھی دیں گے(جبکہ یہ سبز باغ خواب ہی رہتے ہیں، کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتے اور جواسیس 'خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنتے ہیں انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا)

خیر برق پہلے تو انکاری ہوا لیکن باپ نے تشدد کیا تو وہ مان گیا پھر خالد وغیرہ نے اسے جاسوسی چپ دی اور اسے استعمال کا طریقہ بھی بتایا کہ اسے عدنان قاضی رحمہ اللہ کے لیے لگانا ہے،برق نے دو میں سے ایک چپ شیخ کی جیب میں لگادی اور دوسری گاڑی کے نیچے...اور دوسری ان کے کمرے کی الماری میں لگائی...چنانچہ شیخ عدنان اپنے ایک ساتھی شیخ رضوان کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہونے ہی والے تھے کہ انہیں ڈرون طیارے نے نشانہ بنایا اور وہ یوں خالق لم یزل کی ملاقات کا ارمان پورا کرتے روزے کی حالت میں شہید ہوگئے...نحسبهما كذالك والله حسيبهما''۔

بعد میں جزیرۃ العرب کے مجاہدین نے برق اور اسکے باپ کو گرفتار کرلیا اور ان کا مقدمہ مجاہدین کے شعبہ استخبارات نے شرعی محکمہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل حکم سنایا:

برق کے باپ کو قتل میں ملوث ہونے کی وجہ سے بطورِ حد قتل کردیا جائے!!!

اور برق کو چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ سن بلوغت تک پہنچ جائے...بعد اس کے بارے میں فیصلہ ہوگا...!!

اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ حمداکثیرا...

بھائیو!یہ قصہ کوئی پرانے دور کا نہیں بلکہ اسی زمانے کا ہے!اندازہ لگائیں مرتدین کی خباثت کا کہ وہ اپنے مقاصد کے لیے ایک سلیم الفطرت بچے کی فطرت مسخ کرکے اس کے باپ کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاکر اسے وطن کی خدمت کا نام دے کر کس طرح استعمال کرتے ہیں!

یمن سے پاکستان تک جاسوسی کا گھٹیاپن ایسے پس پردہ ہزاروں واقعات رکھتا ہے...

پھر جب مجاہدین ان بدبختوں کو ٹھکانے لگاتے ہیں تو ہمارے سادہ لوح مسلمان مجاہدین سے پوچھتے ہیں:ان کا کیا قصور تھا؟

ٹیکنالوجی پر غرور کرنے والو!مسلمانوں کو اس ٹیکنالوجی سے دوری کا طعنہ دینے والو! یہ ہے تمہاری ٹیکنالوجی جو ہدف تک تو پہنچتی ہے لیکن ایک سلیم الفطرت بچے کی فطرت ''مسخ''کرکے !ایک مجاہد تک پہنچنے کے لیے ایک بچے کا سہارا لیتی ہے جو سن بلوغ تک ہی نہیں پہنچا ہوتا!!!

اللہ تمام مجاہدین کی ان جواسیس کے شر سے حفاظت فرمائیں...!!!

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!

زاہد مصطفیٰ

مسجد اقصیٰ باب الرحمۃ کے مقام پر صیہونی اہلکاروں کی اشتعال انگیز کاروائی:

مسجد اقصیٰ پر صیہونی قبضے کے تسلسل کی ایک نئی کڑی قبلۂ اول کے تاریخی دروازے ''باب الرحمۃ'' بھی شامل ہے، جسے صیہونی ریاست کی طرف سے نشانہ بنایا گیا ہے۔ 'مرکز اطلاعات فلسطین' کے مطابق قابض صیہونی ریاست فوجیوں، پولیس اہلکاروں اور دیگر اداروں کے اہلکاروں نے ''باب الرحمۃ'' کو تالے لگانے کے بعد وہاں پر موجود نمازیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور انہیں بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ مقدس مقام میں گھسیٹا گیا۔ اس سارے اشتعال انگیز واقعے کا مقصد مسجد اقصیٰ کی زمانی اور مکانی تقسیم کی راہ ہموار کرنا اور مسلمانوں کے قبلہ اول کو یہودیت میں تبدیل کرنا ہے۔ باب الرحمۃ مسجد اقصیٰ کے جنوب میں باب الاسباط اور مشرقی دیوار سے ۲۰۰ میٹر دور ہے۔ اسے خلافتِ بنو امیہ کے دور میں تعمیر کیا گیا۔ اس کی اونچائی ۱۱/اعشاریہ ۵ میٹر ہے۔ اس تک پہنچنے کے لیے مسجد اقصیٰ کے اندر سے ایک سیڑھی جاتی ہے۔ اس دروازے کے دو پاٹ ہیں اور ان دونوں کے درمیان پتھر کا ایک ستون قائم ہے۔ مسجد اقصیٰ کے تاریخی دروازے باب الرحمۃ کے کئی اور نام بھی ہیں۔ ان میں البوابۃ الدہریہ، باب توما، باب الحکم، باب القضاء اور فرنگی اور مغربی باب الذہبی کا نام دیتے ہیں، جب کہ باب الرحمۃ اور باب التوبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ''باب الرحمۃ'' کے سامنے دو جلیل القدر صحابہ کرامؓ حضرت شداد بن اوسؓ اور عبادہ بن صامتؓ بھی مدفون ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی مغربی سمت میں داخل ہوتے ہی ''باب الرحمۃ'' کی عمارت آتی ہے۔ یہ جگہ ذکر اذکار، نماز، دعاؤں اور دیگر عبادات کے لیے مختص ہے۔ امام غزالیؒ جب بیت المقدس میں کچھ عرصہ قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے اسی جگہ اقامت اختیار کی تھی۔ وہ مسجد اقصیٰ میں تدریس کے فرائض انجام دیتے۔ انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''احیاء العلوم'' کا بیشتر حصہ مسجد اقصیٰ میں تصنیف کیا۔ ۱۹۹۲ء کو اسلامک کلچرل کمیٹی قائم ہوئی تو اس کا دفتر دعوتی سرگرمیوں کے لیے ''باب الرحمۃ'' ہی کو مختص کیا گیا۔ ۲۰۰۳ء میں صیہونی ریاست نے اس کمیٹی پر پابندی عاید کر دی تھی۔ باب الرحمۃ صرف دروازہ ہی نہیں، بلکہ اس عمارت میں ایک بڑا ہال، ایک لائبریری اور دیگر دفاتر بھی ہیں، مگر سنہ 2003ء میں صیہونی فوج نے اس جگہ پر ''دہشت گردانہ'' سرگرمیوں کا الزام عاید کرکے فلسطینیوں کو وہاں کسی بھی قسم کی سرگرمی سے روک دیا تھا۔ فلسطینی اوقاف کے شعبۂ تعلقات عامہ و اطلاعات کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی فوج کی بھاری نفری نے مسجد اقصیٰ کے تاریخی دروازے باب الرحمۃ میں گھس کر مقدس مقام کی بے حرمتی کی۔ اس موقع پر یہودی آبادکاروں کے دھاووں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ صیہونی فوج، پولیس اور بارڈر سیکورٹی فورسز کی بھاری نفری نے باب الرحمۃ میں گھس کر مقدس مقام کو فوجی چھاؤنی میں تبدیل کر دیا۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ صیہونی فوج کے ساتھ ساتھ یہودی آباد کاروں کی بھی بڑی تعداد نے مسجد اقصیٰ میں گھس کر مقدس مقام کی بے حرمتی کی۔ صیہونی فوج کی بھاری نفری فلسطینی نمازیوں کا تعاقب کرتے ہوئے قبلہ اول میں داخل ہوگئی۔ دوسری جانب باب المغاربہ سے یہودی آباد کار مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور مقدس مقام کی بے حرمتی کے ساتھ فلسطینی نمازیوں پر حملہ کیے۔ باب الرحمۃ اور مسجد اقصیٰ کے دیگر مقامات پر فلسطینی نمازیوں اور صیہونی فوج کے درمیان ہاتھا پائی ہوئی۔ کشیدگی کے بعد اسرائیلی فوج نے ۱۹ نمازیوں کو حراست میں لینے کے بعد نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا۔ عینی شاہدین کے مطابق صیہونی فوج کی بھاری نفری نے مسجد اقصیٰ کے تمام داخلی اور خارجی راستوں کی ناکہ بندی کرنے کے بعد مسجد میں موجود نمازیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ اسرائیلی فوج نے وحشیانہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نمازیوں پر لاٹھیاں برسائیں اور مسجد میں گھس کر انہیں گھسیٹا گیا۔ مقامی ذرائع کے مطابق اسرائیلی فوج کی غنڈہ گردی کے بعد القدس شہر میں متعدد مقامات پر فلسطینیوں اور اسرائیلی فوج میں جھڑپیں ہوئیں۔ باب الحطہ، باب الاسباط، باب الرحمۃ اور باب المغاربہ کے اطراف میں یہودی فوجیوں اور فلسطینیوں کے درمیان کئی گھنٹے تک تصادم جاری رہا۔

یورپ میں دہشت گرد حملوں کی نئی لہر شروع ہو سکتی ہے: انٹرپول کا انتباہ

بین الاقوامی پولیس ''انٹرپول'' کے سیکرٹری جنرل یورگن سٹوک نے شدت پسندوں کی یورپ واپسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ یورپی ملکوں میں دہشت گرد حملوں کی نئی لہر شروع ہو سکتی ہے۔ برطانوی اخبار گارڈین کے مطابق انٹرپول کے سیکرٹری جنرل یورگن سٹوک نے کہا ہے جلد ہی داعش سے وابستہ گروہوں کے افراد کے ذریعے دہشت گرد حملوں کی دوسری لہر کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ''دہشت گرد گروہوں سے وابستہ ۴۵ ہزار افراد موجود ہیں لیکن ان کے ٹھکانوں کا پتہ لگانا پولیس اور سیکورٹی اداروں کے لیے مشکل ہے''۔

داعش کو شکست نہیں ہوئی؛ جرمن چانسلر انجیلا میرکل

جرمن چانسلر انجیلا میرکل نے شدت پسند تنظیم داعش کو شکست سے دوچار کرنے سے متعلق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا دعویٰ مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ داعشی جنگجوؤں کو شام اور عراق میں منتشر ضرور کیا گیا مگر تنظیم کو شکست نہیں دی جا سکی۔ اس نے ان خیالات کا اظہار برلن میں بیرون ملک انٹیلی جنس ہیڈکوارٹر کے افتتاح کے موقع پر خطاب میں کیا۔ جرمن چانسلر نے کہا کہ شام سے علاقے کھو دینے کے بعد داعش ایک غیر منظم جنگجو تنظیم میں تبدیل ہو چکی ہے جو اب بھی سلامتی کے لیے خطرہ ہے۔ اس نے کہا کہ ۲۰۱۵ء کو سرحدیں کھولنے کے بعد ساڑھے پانچ لاکھ شامی پناہ گزینوں کو جرمنی میں پناہ دی گئی۔

امارات نے مندر کے لیے ۲۵/ایکٹر اضافی زمین وقف کر دی

عرب امارات کی حکومت نے بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی درخواست پر ابوظہبی میں "رام مندر" نامی ہندوؤں کی پہلی عبادت گاہ کی تعمیر کے لیے مزید ۱۲۵یکڑ اراضی وقف کر دی ہے۔ خلیج ٹائمز کے مطابق ایک شاندار تقریب میں اماراتی اور بھارتی اعلیٰ حکام ۲۰ اپریل کو ابوظہبی میں رام مندر کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ بھارتی جریدے کا کہنا ہے کہ رام مندر کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھنے کی اس تقریب میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی بھی شرکت کرنا چاہتا ہے تاکہ ۲۰۱۹ء کے الیکشن میں وہ انتہاپسند ہندوؤں کے ووٹ حاصل کر سکے۔ واضح رہے کہ اس مندر کی تعمیر کے لیے مودی نے خود بڑی دلچسپی دکھائی ہے اور گجرات میں اپنی زیر سرپرستی چلائی جانے والی تنظیم "سوامی نارائن سنستھا" کو اس مندر کی تعمیر کا نگراں بنایا ہے۔ بھارتی میڈیا نے بتایا ہے کہ ابوظہبی کے رام مندر کا سنگ بنیاد ہندو رسومات اور تاریخ کے مطابق رکھا جائے گا، جس کے لیے بھارتی سفیر اور ہندو افراد کے لیے ۱۳/اپریل ۲۰۱۹ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے لیکن اس میں کوئی غیر ہندو شرکت نہیں کر سکے گا جبکہ اماراتی حکمرانوں کو خوش کرنے کے لیے ۲۰ اپریل کو بھی سنگ بنیاد کی رسمی کارروائی انجام دی جائے گی۔ بھارتی جریدے "سیاست" نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ وزیر اعظم مودی ہندو ووٹرز کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ وہ نہ صرف بھارت کے اندر بابری مسجد کو رام مندر بنانا چاہتے ہیں بلکہ ابوظہبی میں بھی رام مندر کی تعمیر کرا رہا ہے۔

گلف نیوز کے مطابق ابوظہبی کورٹ نے ۹ فروری کو جاری کیے جانے والے ایک نوٹیفکیشن میں عربی اور انگریزی کے بعد ہندی زبان کو بھی ابوظہبی کی آفیشل عدالتی زبان تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ خلیج ٹائمز کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ متحدہ عرب امارات کے حکمراں محمد بن زید النہیان نے رام مندر کی تعمیر کے لیے پہلے سے دی گئی ۵۵۰۰۰ مربع میٹر کی زمین کے بعد مزید ۱۳/ایکڑ زمین مندر کی پارکنگ اور ۱۲/ایکڑ اراضی اس مندر کی تعمیر کے لیے منگوائے جانے والے تعمیراتی سامان اور مشینری کے لیے وقف کر دی ہے۔ دوسری جانب برطانوی جریدے "الاعرابی" نے بتایا ہے کہ دنیا بھر کے اور بالخصوص عرب ممالک کے مسلمانوں نے سماجی رابطوں کی سائٹس پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور رام مندر کو جزیرہ عرب میں اسلام کے مقابلے میں شرکیہ قوتوں کو اجاگر کرنے کی سازش قرار دیا ہے۔ مندر کی تعمیر پانچ سال میں مکمل ہو گی۔ تعمیراتی اخراجات کا تخمینہ ۴۰۰ ملین درہم (پندرہ ارب بائیس کروڑ پاکستانی روپے) لگایا گیا ہے جو مزید بڑھ سکتا ہے۔

سوشل میڈیا نے لوگوں کی زندگیاں زہر بنا دیں

اسلام آباد ہائی کورٹ کے فاضل جج جسٹس محسن اختر کیانی نے ایک مقدمے کی سماعت کے دوران ریمارکس دیئے ہیں کہ سوشل میڈیا نے لوگوں کی زندگیاں زہر بنا دی ہے اور پورا معاشرہ اس گند میں پڑ گیا ہے۔ اس نے ایک خاتون کے فیس بک دوستی کیس کی سماعت کی۔ دوران سماعت سدرہ کے وکیل نے موقف اختیار کیا کہ فیس بک دوستی کے بعد لڑکی جھنگ سے اسلام آباد آئی، لیکن کچھ دن بعد لڑکے نے چھوڑ دیا۔ لڑکے کی درخواست ضمانت مسترد کی جائے۔ لڑکے ضیا مسعود نے عدالت میں بیان دیا کہ وہ ۲۵ برس کا ہے اور اب میٹرک کر رہا ہے، جسٹس محسن اختر کیانی نے لڑکے کی سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ توبہ کرو، عدالت نے مبینہ زیادتی پر خاتون کی طرف سے ملزم ضیا مسعود کی ضمانت خارج کرنے کی استدعا مسترد کر دی۔ دوران سماعت جسٹس محسن اختر کیانی نے ریمارکس دیئے کہ جو کچھ نوجوان لڑکے لڑکیاں کر رہے ہیں، سارا معاشرہ وہی کر رہا ہے، معاشرہ فیس بک اور واٹس ایپ میں پھنسا ہوا ہے، لوگوں کو سیلفیاں کھنچوا کر اپ لوڈ کرنے کا شوق ہے۔ سوشل میڈیا نے لوگوں کی زندگیاں زہر بنا دیں، لوگوں کو پتہ ہی نہیں کیسے ان کی زندگیاں زہر بنا دی گئیں ہیں، سوشل میڈیا سے لوگوں کی ذاتی زندگیاں بھی محفوظ نہیں، پتہ نہیں کیوں معاشرہ گند میں پڑ گیا ہے۔

پاکستان نے اقوام متحدہ کی امن فوج میں خدمات سرانجام دینے والی خواتین اہلکاروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا

اقوام متحدہ میں پاکستان کی مستقل مندوب ڈاکٹر ملیحہ لودھی نے امن آپریشنز سے متعلق خصوصی کمیٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے اقوام متحدہ امن دستوں میں خواتین فوجیوں کی تعداد بڑھا کر ۱۵ فیصد کر دی ہے، پاکستانی فوجی دستے اقوام متحدہ کی قیام امن کوششوں میں سب سے آگے رہے ہیں اور خواتین اہلکار مختلف ممالک میں فوجی مبصرین اور اسٹاف آفیسرز کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ ملیحہ لودھی نے بتایا کہ پاکستان نے صرف ۱۵ ماہ کی قلیل مدت میں خواتین کی تعداد صفر سے ۱۵ فیصد تک کرتے ہوئے اقوام متحدہ مشنز میں خواتین کی شمولیت کا ہدف حاصل کر لیا ہے۔

کراچی پولیس منشیات فروشی روکنے میں ناکام

ایک سروے کے مطابق کراچی کے تمام ۶/اضلاع میں مجموعی طور پر ۳۰ تھانوں کی سرپرستی میں ۴۰ سے زائد مقامات پر ہیروئن اور دیگر اقسام کی منشیات فروخت کی جارہی ہے۔ دوسری جانب میڈیا میں خبر شائع ہونے کے بعد افسران بالا کو کارکردگی دکھانے کے لیے پولیس اہلکار منشیات فروشوں کے بجائے ہیروئنچیوں کی پکڑ دھکڑ میں لگ جاتے ہیں۔ سروے کے مطابق کراچی کی ساحلی پٹیوں پر بلوچستان سے سمندری راستے کے ذریعے منشیات کراچی اسمگل ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے منشیات فروشوں نے ساحلی پٹی پر ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ چنانچہ نشے کے عادی افراد زیادہ تر ضلع ویسٹ، ملیر اور کورنگی کا رخ کرتے ہیں۔

ضلع ویسٹ علاقے کے پی ٹی، ڈاکس، ماڑی پور، جیکسن، موچکو، منگھوپیر اور اورنگی ٹاؤن

میں بڑے پیمانے پر منشیات فروخت کی جارہی ہے۔مذکورہ علاقوں میں چرس، آئس، کرسٹل اور تریاک کا نشہ کرنے والے افراد کو باآسانی منشیات مل جاتی ہے۔اسی طرح ڈسٹرکٹ سینٹرل کے علاقوں تیموریہ، شارع نور جہاں، لیاقت آباد، پاپوش نگر، خواجہ اجمیر نگری اور گبول ٹاؤن میں بھی یہ مذموم دھندا عروج پر ہے۔لیاقت آباد کی بندھانی کالونی میں جبکہ پاپوش نگر قبرستان میں کھلے عام چرس اور ہیروئن کے ٹوکن فروخت کیے جاتے ہیں۔ضلع ساؤتھ میں محمود آباد، کلری، چاکیواڑہ اور کلاکوٹ کے علاقوں میں گینگ وار کے کارندے منشیات کا نیٹ ورک چلارہے ہیں۔معین آباد سے متصل ریلوے لائن پر مغرب کے اوقات میں مانسہرہ کالونی اور فیوچر کالونی کے راستے سے منشیات فروشوں کے کارندے ریلوے لائن پل کے نیچے نشہ کرنے والوں کو منشیات فروخت کرتے ہیں۔ابراہیم حیدری اور سکھن تھانوں کے حدود منشیات فروشوں کے حوالے سے سرفہرست بتائی جاتی ہے۔سکھن کے علاقے بھینس کالونی روڈ نمبر ۹، ریڑھی گوٹھ اور مویشی منڈی کے عقب میں قائم لال بلڈنگ کے اطراف میں بھی یہ نیٹ ورک چل رہا ہے۔ابراہیم حیدری کے علاقوں چشمہ گوٹھ، الیاس گوٹھ میں بدنام زمانہ منشیات فروش 'منشیات فروخت کرتے ہیں۔ضلع کورنگی کے 5 تھانوں لانڈھی، عوامی کالونی، کورنگی صنعتی ایریا، شاہ فیصل کالونی اور زمان ٹاؤن تھانوں کی حدود میں بھی منشیات فروشی جاری ہے۔زمان ٹاؤن تھانے کی حدود میں تین مقامات پر منشیات فروخت کی جاتی ہے۔ضلع ایسٹ میں پی آئی بی، گلستان جوہر، مبینہ ٹاؤن اور سولجر بازار کے علاقوں میں پولیس کی سرپرستی میں منشیات فروخت ہو رہی ہے۔دوسری جانب جناح اسپتال کی ہیڈ، ڈاکٹر سیمی جمالی نے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ حکومت نشے کے عادی افراد کی بحالی کے ساتھ ساتھ منشیات کی نقل وحمل روکنے کے لیے بھی موئثر اقدامات اٹھائے تو تسلی بخش نتائج سامنے آسکتے ہیں۔بالخصوص سرنج کے ذریعے ہیروئن استعمال کرنے والوں میں سے ۵۸ فیصد ایڈز کا شکار ہو جاتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ شہر میں کئی ایسے میڈیکل اسٹور بھی ملوث ہیں جو ممنوع ادویات نشے کے عادی افراد کو فروخت کرتے ہیں۔

کینیڈا نے آسیہ کو پناہ دے دی

توہین رسالت کے مقدمے میں سپریم کورٹ سے بری ہونے والی آسیہ مسیح کو کینیڈا نے پناہ دے دی۔ملعونہ کی بیرون ملک روانگی کی تیاریاں مکمل کرلی گئی ہیں تاہم اس کا ٹھکانہ خفیہ رکھا جائے گا۔حساس معاملے میں ''شاندار تعاون'' پر مغرب نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کا شکریہ ادا کیا ہے۔یورپی پارلیمنٹ کے صدر نے ٹوئٹر پر ایک بیان میں کہا کہ میری پاکستانی وزیراعظم عمران خان سے آسیہ کیس پر بات ہوئی ہے اور میں نے اس معاملے پر ''شاندار تعاون'' پر ان کا شکریہ ادا کیا۔انتونیو تجانی کا کہنا تھا کہ ہم پاکستان کی ان کوششوں کی حمایت کرتے ہیں کہ آسیہ محفوظ مقام پر اپنے خاندان کے ساتھ نئی زندگی شروع کرسکے۔کینیڈا میں مسیحی تنظیموں کی خبر ایجنسی کیتھولک نیوز سروس نے کہا ہے کہ وزیراعظم جسٹن ٹروڈر نے پناہ دے دی ہے، تاہم اس کا ٹھکانہ خفیہ رکھا جائے گا۔مقامی مسیحی جریدے کیتھولک ویکلی کے مطابق آسیہ بہت جلد کینیڈا میں ہوگی جہاں اسے ایک گاؤں میں رکھنے کے انتظامات مکمل کرلیے گئے ہیں۔جریدے نے ایک بشپ کے حوالے سے بتایا کہ آسیہ اور اس کے خاندان کے ٹھکانے کو کچھ عرصے کے لیے خفیہ رکھا جائے گا، کیونکہ بیرون ملک بھی انہیں خطرہ ہوسکتا ہے۔

کیتھولک نیوز سروس کے مطابق اگر آسیہ اپنی شناخت بدلنا چاہے گی تو اس میں بھی اس کی معاونت کی جائے گی۔آسیہ کی بیٹیاں کئی سال قبل خاموشی سے کینیڈا پہنچ چکی ہیں، جس کا انکشاف برطانوی اخبار ٹیلی گراف نے کیا تھا۔آسیہ کی دونوں بیٹیوں کے ساتھ اس خاندان کی معاونت کرنے والا ندیم جوزف بھی اپنے خاندان سمیت کینیڈا منتقل ہوا ہے۔پاکستانی دفتر خارجہ کا کہنا ہے کہ آسیہ کے معاملے پر سپریم کورٹ کا فیصلہ لاگو کیا جائے گا۔وہ آزاد شہری ہے اور کہیں بھی جاسکتی ہے۔ملعونہ کیخلاف احتجاج دبانے اور تحریک لبیک کی ہڑتال ناکام بنانے کے لیے وفاق اور صوبائی سطح پر سخت انتظامات کیے گئے۔بالخصوص جڑواں شہروں پولیس کی اضافی نفری تعینات کی گئی ہے۔اٹک سمیت کئی علاقوں سے تحریک لبیک کے کارکنان کو گرفتار کرنے کی اطلاعات ملیں۔وفاقی وزیر اطلاعات فود چوہدری نے میڈیا سے گفتگو کے دوران ایک صحافی کے سوال پر کہا کہ آسیہ بی بی ملک سے کب باہر جانا چاہیں گی، یہ ان کے اپنے فیصلے پر منحصر ہے۔وہ آزاد شہری ہیں۔ڈاکٹر شفیق امینی نے کہا کہ آسیہ ملعونہ کی رہائی کے خلاف ہمارے پرامن دھرنوں میں پولیس اور فورسز نے ہنگامہ آرائی کی، پرامن اور نہتے مظاہرین پر سیدھی گولیاں برسائی گئیں، ملک کے مختلف علاقوں سے تحریک لبیک سے تعلق رکھنے والے سیکڑوں علمائے کرام اور تنظیمی عہدے داروں کو دوبارہ غیر قانونی حراست میں لیا گیا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے ثابت شدہ گستاخ کو شک کا فائدہ دے کر گستاخوں کی سہولت کاری کی، ہم یہ فیصلہ کبھی تسلیم نہیں کرسکتے۔سپریم کورٹ کے جج اس کیس میں کسی بھی گواہ کی شہادت کو غلط ثابت نہیں کرسکے، انہوں نے اپنے فیصلے میں ایک بھی گواہ کی گواہی کو غلط قرار نہیں دیا، اسی لیے ہم سوال کرتے ہیں کہ ثابت شدہ مجرمہ کو شک کا فائدہ کس بنیاد پر دیا گیا؟ تحریک لبیک رہنما کا کہنا تھا کہ اس ایک متنازع فیصلے سے پاکستان کے پورے جوڈیشل سسٹم کی ساکھ داؤ پر لگ چکی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ گستاخ رسول آسیہ ملعونہ کو رہا کرکے ہمارے آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی گئی ہے، ہم یہ کبھی معاف نہیں کرسکتے۔ناموس رسالتؐ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے، اس مسئلے پر کوئی ہم سے سیاسی بارگیننگ یا سمجھوتے کی توقع ہرگز نہ رکھے۔انہوں نے کہا کہ آسیہ ملعونہ کیس کے فیصلے سے ثابت ہوگیا کہ حکومت نے ٹی ایل پی کے خلاف کریک ڈاؤن آسیہ ملعونہ کو بھگانے کے لیے کیا تھا، کیوں کہ آسیہ ملعونہ کے

بیرون ملک فرار میں سب سے بڑی رکاوٹ علامہ خادم حسین رضوی تھے۔ڈاکٹر شفیق امینی نے کہا کہ پہلے تو حکومت نے برابر کے فریق کی حیثیت سے تحریک لبیک کے ساتھ معاہدہ کیا، لیکن اس کے بعد ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپا، یہ حکومت لائق اعتبار نہیں۔

نجی تعلیمی اداروں کی لوٹ مار:

ملک بھر کے لاکھوں نجی تعلیمی اداروں نے ذریعہ تعلیم کو مکمل طور پر کمرشل کر دیا ہے۔ نجی تعلیمی ادارے غیر نصابی سرگرمیوں کے نام پر بھی لاکھوں روپے بٹور رہے ہیں۔ فیئرول پارٹیز کے نام پر نویں اور دسویں کلاسوں کے طلبا سے ۲ہزار روپے فی طالب علم وصول کیے جاتے ہیں۔ ''گرین ڈے، یلو ڈے، فروٹ ڈے اور ویجی ٹیبل ڈے'' سمیت مختلف ایام کے نام پر بھی ایونٹ منعقد کرا کر والدین پر اضافی مالی بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ محکمہ تعلیم کی جانب سے ٹھوس بنیادوں پر تاحال کارروائی نہیں کی جاسکی ہے۔ حکومت اور محکمہ ایجوکیشن کی غفلت کے باعث پرائیویٹ تعلیمی اداروں بالخصوص نجی اسکولوں میں والدین اور طلبہ کو باقاعدہ ''گاہک'' کے طور پر ٹریٹ کیا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ سپریم کورٹ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے کہ نجی اسکولوں کی فیسوں میں نمایاں کمی کی جائے۔ تاہم عدالتی حکم پر اب تک عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ شہر میں بڑی چین رکھنے والے اسکول گروپس نے ٹیکس سے بچنے کے لیے پرانی فائلوں اور نئی درخواستوں کے ذریعے سوسائٹی کے بجائے ٹرسٹ کے اسکول ظاہر کرنا شروع کر دیا ہے۔ حیرت انگیز طور پر عدالتوں کے حکم کے باوجود نہ صرف اسکول کی تعلیمی ٹیوشن فیسوں میں کمی نہیں کی گئی، بلکہ گزشتہ برس کی جون یا جولائی کی فیسیں بھی واپس نہیں کی گئی ہیں۔ دوسری جانب اسکولوں کے مالکان کی جانب سے طلبہ سے داخلوں کی مد میں سالانہ بھاری فیسیں بھی وصول کی جارہی ہیں، طلبہ سے جنریٹر کی مد میں بھی فیس وصول کی جاتی ہے، جو کم از کم ۵۰۰ روپے مہینہ سے لے کر ۲ہزار روپے تک ہے۔ سیکورٹی کی مد میں بھی طلبہ اور والدین سے فیسیں لی جاتی ہیں۔ سالانہ چارجز کے نام پر علیحدہ سے فیس مقرر ہے۔ جس کے بارے میں کوئی بھی اسکول تسلی بخش جواب دینے سے قاصر ہوتا ہے۔

نجی اسکولوں کی جانب سے یونیفارم اور مونوگرام کے نام پر بھی کمیشن لیا جاتا ہے۔ ۸۰ فیصد نجی اسکولوں کی جانب سے اپنے مونوگرام کے نام پر کاپیاں بھی خود ہی تیار کروائی جاتی ہیں، جن کی قیمتیں عام بازار سے زائد ہوتی ہیں۔ معلوم رہے کہ تعلیمی سال کے دوران ہر دوسرے ہفتے طلبہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ کل گرین ڈے ہے۔ اس روز سب نے گرین رنگ کا سوٹ پہن کر آنا ہے۔ گرین کلر والے فروٹس بھی لانے ہیں۔ دیگر اشیا بھی گرین ہی منگوائی جاتی ہیں۔ دو ہفتے بعد یلو ڈے کے نام پر اسی رنگ کا لباس اور اسی رنگ کے پھل فروٹ وغیرہ طلب کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سال بھر اسی نوعیت کے اخراجات کے بعد دسویں کلاس کے طلبہ کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی جاتی ہے، جس کو فیئرول کا نام دیا گیا ہے۔ فیئرول کے نام پر نویں اور دسویں کے ہر طالب علم سے ۱۵۰۰ روپے سے ۲۰۰۰ روپے وصول کیے جاتے ہیں۔ دی ایجوکیٹرز اسکول کی جانب سے نویں کلاس کے طلبہ سے ۲ ہزار اور دسویں والوں سے ۱۸ سو روپے وصول کیے جارہے ہیں۔ حیرت انگیز طور پر جن طلبہ سے ۱۸۰۰ اور ۲۰۰۰ روپے وصول کیے جارہے ہیں، انہیں پک اینڈ ڈراپ کی سہولت بھی نہیں دی جارہی۔ اس حوالے سے اکثر والدین کی جانب سے شکایتیں کی جارہی ہیں کہ انہیں نجی اسکولوں نے اپنا گاہک بنا لیا ہے۔ آئے روز کوئی نہ کوئی نیا نام استعمال کر کے پیسے لیے جاتے ہیں۔ ملک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باعث والدین پہلے ہی سفید پوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ جبکہ اسکول کی فیسوں میں ہر سال اضافے سے ان کے گھریلو اخراجات پر مزید منفی اثرات پڑتے جارہے ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل پرائیویٹ انسٹیٹیوشن ڈاکٹر منسوب حسین صدیقی کا کہنا تھا کہ ''ہم نے فیسیوں میں کمی کے لیے اسکولوں کو ہدایات جاری کی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی اسکول فیس میں کمی نہیں کر رہا تو ہم سے والدین رجوع کریں۔ ہم ایسے اسکولوں کے خلاف کارروائی کریں گے۔ ہم نے اپنی ٹیمیں تشکیل دے رکھی ہیں کہ وہ اسکولوں میں وزٹ کریں اور وہاں پر ایسی کسی بھی چیز کا نوٹس لیں، جس کی وجہ سے والدین پر مالی بوجھ بڑھایا جارہا ہو''۔

غیر ملکی جاسوس نیٹورک کا سربراہ پاکستان کا دفاعی اتاشی رہا

پاکستان میں غیر ملکی انٹیلی جنس ادارے کے لیے کام کرنے والے ایک ایسے نیٹ ورک کے ارکان کو گرفتار کیا گیا ہے، جو سیکورٹی امور کے حوالے سے حساس معلومات اپنی ایجنسی کو فراہم کرتے تھے۔ معتبر ذرائع کے مطابق پاکستان میں بے نقاب ہونے والے اس غیر ملکی مغربی انٹیلی جنس نیٹ ورک کا مبینہ سربراہ برطانیہ میں پاکستانی سفارتخانے کا دفاعی اتاشی رہا ہے۔ اس انکشاف کے بارے میں جلد ہی فوج کے ترجمان سرکاری طور پر تفصیلات اور فوج کے موقف سے ذرائع ابلاغ کو آگاہ کریں گے۔ ان ذرائع کے مطابق پاکستان میں غیر ملکی مغربی انٹیلی جنس کو کام کرنے کا موقع جنرل پرویز مشرف کے دور میں ۲۰۰۴ء میں دیا گیا، جب پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کا آغاز ہوا تھا۔ ۱۴ سال پہلے امریکی وزیر دفاع ڈونلڈ رمز فیلڈ نے پرویز مشرف سے ملاقات کے دوران اپنی پتلون کی عقبی جیب سے ایک فہرست نکالی اور دھمکی آمیز لہجے میں کہا کہ وہائٹ ہاؤس کے ایک حالیہ اجلاس میں صدر بش نے اس بات پر ناراضی اور مایوسی کا اظہار کیا کہ اس فہرست میں شامل زیادہ تر دہشت گرد امریکہ کے ایک اتحادی پاکستان کی سرزمین میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ مشرف نے اس معاملے پر توجہ دینے کا وعدہ کیا اور ایک ماہ سے کم عرصے میں پاکستان میں اس فہرست کے سب سے اہم فرد کو گرفتار کرلیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکہ نے پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسی پر اعتماد نہیں کیا اور پرویز مشرف سے قبائلی علاقوں میں سی آئی اے کو کنٹرول دینے کی اجازت مانگی۔ پاکستان کی انٹیلی جنس کے لیے

خدمات دینے والے ایک سابق افسر نے بتایا کہ پرویز مشرف کے دور میں ڈاکٹر ملیحہ لودھی امریکہ اور برطانیہ میں پاکستان کی سفیر رہی ہے۔ یکم اپریل ۲۰۰۳ء سے ۱۴ جون ۲۰۰۸ء تک وہ برطانیہ میں سفیر رہی تو اسی دوران برطانوی انٹیلی جنس ایجنسی ایم آئی سکس نے پاکستانی سفارتخانے میں جاسوسی کے آلات نصب کر دیئے تھے۔ جو بعد میں پکڑے جانے پر نکال دیئے گئے۔ امریکہ نے جنرل پرویز مشرف کے تعاون کے باجود کبھی بھی پاکستان پر اعتماد نہیں کیا۔

پاکستان کے سابق آرمی چیف اسلم بیگ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "پرویز مشرف کے دور میں امریکہ نے بہت زیادہ اپنی باتیں منوائیں۔ پرویز مشرف نے امریکیوں کے لیے ویزے کی پابندیاں تک ختم کر دی تھیں۔ یہاں تک کہ بلیک واٹر کو بھی اسلام آباد میں کام کرنے کی کھلی آزادی مل گئی تھی۔ پرویز مشرف نے امریکیوں کے لیے افغانستان کی سرحد کھول دی اور وہاں سے سی آئی اے، موساد، را، برطانوی انٹیلی جنس ایجنسی ایم آئی سکس سمیت کئی مغربی ممالک کے جاسوس اداروں کے اہلکار پاکستان کے قبائلی علاقوں میں داخل ہوگئے۔ غیر ملکی نیٹ ورک کے حوالے سے ایک سابق انٹیلی جنس افسر نے بتایا کہ آج کل فوجی افسران کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہر قسم کے واٹس ایپ گروپ سے نکل جائیں اور کوئی کمنٹ کرنے سے گریز کریں۔ کیونکہ مغربی انٹیلی جنس ایجنسیاں خفیہ طور پر بہ آسانی ان واٹس ایپ گروپس میں شامل ہو کر فوجی افسران کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہیں۔

ملکی قوانین ڈالروں اور ریالوں کے سامنے بے وقعت:

امریکی ریاست ٹیکساس کے ایک رئیس کو ایک لاکھ دس ہزار ڈالر کے عوض پاکستان کے قومی جانور مارخور کے شکار کی اجازت دیدی گئی۔ امریکی شہری برائن ہارلن نے گلگت بلتستان کے علاقے وادیٔ استور میں ایک نادر و کم یاب مارخور کو نہ صرف گولی کا نشانہ بنایا، بلکہ اپنے شکار کے ساتھ وڈیو اور تصاویر نہایت فخر سے سوشل میڈیا پر شیئر بھی کیں۔ یو ٹیوب اور دیگر سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی وڈیو میں جوان مارخور ایک پہاڑی پر سر اٹھائے کھڑا نظر آتا ہے۔ پھر شکاری مارخور پر گولی چلاتا ہے اور اس کے بعد نشانہ بننے والے جانور کو اچھل کر گرتے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد شکاری فاتحانہ انداز میں اپنی شکاری پارٹی کے ایک رکن کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ پھر انہیں مارخور کو گھسیٹ کر ایک پہاڑی پر لے جاتے دکھایا گیا ہے، جہاں وہ سب مارخور کی لاش کے پاس پوز بنا کر تصویریں بنواتے ہیں۔ اس وڈیو اور مذکورہ تصاویر سے ایک طرف اسے شہرت ملی، تو دوسری جانب پاکستانیوں کا امیج خراب ہوا کہ اس نے پابندی کے باوجود ایک نایاب جانور کے شکار کی اجازت دی۔ یقیناً اب امریکہ کے نو دولتیے ہی نہیں، یورپ اور باقی ترقی یافتہ دنیا کے امرا بھی برائن کنسل ہارلن نامی اس بنک کار کی طرح شکار کی مطلوبہ بھاری فیس ادا کر کے بل کھائے ہوئے عالی شان سینگوں والے اس جانور کی لاش گرا کر اور اس کے پاس تصویر کھنچوانے کے لیے مچل اٹھے ہوں گے۔ واضح رہے کہ مارخور کے بے دریغ ہلاک کیے جانے کی وجہ سے ۲۰۱۱ء میں مارخور کی تعداد ڈھائی ہزار رہ گئی تھی اور اس کو معدومی کے خطرے سے دوچار جانور قرار دے دیا گیا تھا۔ حکومتِ پاکستان نے مقامی شکاریوں کے لیے مارخور کا شکار ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ لیکن غیر ملکی شکاریوں کو ہر سیزن میں بارہ مارخور شکار کرنے کا پرمٹ دیا جاتا ہے۔ ایک پرمٹ کے تحت صرف ایک مارخور شکار کرنے کی اجازت ہے۔ حکام کے مطابق شکار پر پابندی کے نتیجے میں ۲۰۱۵ء تک مارخور کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا، جس کے نتیجے میں انہیں معدومی کے خطرے سے دوچار جانوروں کے درجے سے نکال کر صرف خطرے کی زد میں (Endangored) کے درجے میں شامل کر دیا گیا۔

پاکستان کی وفاقی حکومت نے خلیجی ریاستوں کے شاہی خاندان کے افراد کو بھی سندھ میں تلور کے شکار کے لیے خصوصی اجازت نامے جاری کر دیے ہیں۔ تلور کا شمار ان پرندوں میں کیا جاتا ہے جن کی نسل کو بقا کے خطرات لاحق ہیں۔ یہ خوبصورت پرندہ سریوں کے موسم میں ہزاروں میل کی پرواز کے بعد پاکستان کے مختلف علاقوں میں پہنچتا ہے جہاں سردیاں گزارنے کے بعد وہ واپسی کے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بڑے پیمانے شکار کیے جانے کی وجہ سے ان میں سے کم ہی تلوروں کو واپس جانا نصیب ہوتا ہے۔ تلور کی نسل کو بچانے کے لیے جنگلی حیات کے ماہرین اس کے شکار پر پابندی لگانے کے لیے زور دیتے آئے ہیں۔ جس کے پیش نظر ماضی میں تحریک انصاف نے، جس کی اس وقت خیبر پختون خوا میں حکومت تھی، اپنے صوبے میں تلور کے شکار پر پابندی لگا دی تھی۔ لیکن اب حالات اور پاکستان تحریک انصاف کی سوچ تبدیل ہو چکی ہے اور اس نے مشرق وسطیٰ کے عرب حکمرانوں اور شہزادوں کو پاکستان میں آکر تلور کا شکار کھیلنے کی دعوت دی ہے، جس کی وجہ شاید وہ اربوں ڈالر ہیں جو وہ عرب حکمرانوں سے قرض میں لینا چاہتی ہے۔

ڈیری اور پولٹری صنعت میں اسٹرائیڈز کا استعمال کینسر کے پھیلاؤ کا سبب:

طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ ڈیری اور پولٹری صنعت میں اسٹرائیڈز (Steroids) کا استعمال کینسر کے پھیلائو کا سبب بن رہا ہے۔ گزشتہ سال ایک لاکھ پچاس ہزار افراد اس موذی مرض کا شکار بنے، جن میں ۳۸ فیصد خواتین بریسٹ کینسر میں مبتلا پائی گئیں۔ طبی ماہرین نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر اس خطرناک صورتحال پر قابو نہیں پایا گیا تو بریسٹ کینسر کی شکار خواتین کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر جائے گی۔ کینسر کی روک تھام اور اس مرض کے شکار لوگوں کی بہبود کے لیے کام کرنے والی "پنک ربن" نامی تنظیم کے مطابق اٹھارہ سے بیس سال کی لڑکیوں کو بھی یہ مرض لاحق ہو رہا ہے اور اس کی ایک وجہ دودھ دینے والے جانور یعنی گائیں، بھینسوں اور مرغیوں کو اسٹرائیڈز کا دیا جانا ہے۔ اس کی وجہ سے

ہارمونل عدم توازن بڑھتا ہے، جو بالآخر بریسٹ کینسر کا سبب بنتا ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن سے منسلک ایک ماہر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ steroid کا استعمال خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے، جو کینسر میں اضافے کی ایک اہم وجہ ہے۔ اس کے علاوہ کراچی، حیدرآباد اور سندھ دیگر شہروں میں گٹکا، پان، ماوا، مین پوری اور چھالیہ کھانے کی وجہ سے گلے کا کینسر بھی بڑھ رہا ہے۔ جبکہ تمباکو نوشی اور آلودگی بھی کینسر کا سبب ہیں۔ پاکستان میں بریسٹ کینسر کے لیے کام کرنے والی تنظیم پنک ربن کے چیف ایگزیکٹو عمر آفتاب کے مطابق ایشیائی ممالک میں پاکستان میں چھاتی کا کینسر سب سے زیادہ ہے۔ یہاں ہر ۹ خواتین میں سے ایک کو بریسٹ کینسر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ عمر آفتاب کا کہنا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں تقریباً ایک کروڑ ۲۰ لاکھ خواتین کے بریسٹ کینسر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے اور یہ تعداد اسلام آباد کی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ واحد کینسر ہے، جس کی تشخیص جلد ہو سکتی ہے کیونکہ اس کی علامات بیرونی ہوتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں بریسٹ کینسر کو جنسیت سے جوڑا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی خاتون ان علامات کو جان بھی لیتی ہے تو وہ اپنے خاندان والوں کو نہیں بتاتی۔ اگر اہل خانہ کو علم بھی ہو جائے تو وہ اس مرض کو باعث شرم سمجھتے ہیں اور علاج نہیں کراتے۔ یہ کینسر جب اگلے اسٹیج پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا علاج بہت مہنگا ہو جاتا ہے۔ عمر آفتاب کے مطابق بریسٹ کینسر کا خطرہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن پاکستان میں پریشان کن صورتحال یہ ہے کہ اٹھارہ سے بیس سال کی لڑکیاں اس سرطان میں زیادہ مبتلا ہو رہی ہیں۔ اس عمر میں کینسر سے شرح اموات بہت زیادہ ہوتی ہے۔

سابق صدر پرویز مشرف اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے حامی:

پاکستان کے سابق صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ پاکستان کو بھارت کا مقابلہ کرنے کے لیے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ سابق صدر نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ اس نے اپنے دورِ حکومت میں اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے قیام کے لیے بہت کام کیا تھا۔ دبئی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب میں سابق صدر نے کہا کہ ”پاکستان اگر تھوڑی سی بھی کوشش کرے تو اسرائیل سے تعلقات بہتر ہو سکتے ہیں“۔ اس کے بقول: ”پاکستان اسلامی دنیا کا ایک مضبوط اور بڑا ملک ہے اور اسرائیل سمجھتا ہے کہ اگر اس کے پاکستان سے تعلقات اچھے ہو جائیں تو اس کے اثرات پوری مسلم دنیا پر پڑیں گے“۔

مشرف کا یہ بیان ایسے وقت سامنے آیا ہے جب موجودہ حکومت کی اسرائیل سے متعلق پالیسی پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں؛ اور بعض حلقے کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت اسرائیل سے روابط قائم کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔

گزشتہ سال اکتوبر میں ایک اسرائیلی طیارے کے مشکوک انداز میں اسلام آباد اترنے اور گھنٹوں قیام کی خبریں گرم ہوئی تھیں، جس کی گونج پاکستان کی پارلیمان میں بھی سنائی دی۔ حکومت کو اس کی تردید کرنا پڑی کہ اسرائیلی طیارے کے اسلام آباد ایئرپورٹ پر اترنے کی افواہ میں کوئی صداقت نہیں۔ بات یہیں نہیں رکی بلکہ پاکستان کے صدر عارف علوی کو بھی وضاحت کے لیے آنا پڑا جب گزشتہ سال اکتوبر کے ماہ ہی وہ استنبول دورے پر جا رہے تھے۔ صدر عارف علوی کے مطابق، اسرائیل کے ساتھ تعلقات کی نہ کوئی تجویز زیرِ غور آئی ہے نہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کیے جا رہے ہیں۔ تاہم، یہ سوال ابھی تک حل طلب ہے اس مشکوک طیارے کے سوار کون تھے اور یہ پرواز پاکستان کیا کرنے اتری تھی۔ بعد ازاں پاکستان کی وزارتِ داخلہ کا ایک نوٹی فکیشن موضوعِ بحث بنا رہا تھا جس میں اسرائیلی شہریوں کو پاکستان آمد کی مشروط اجازت دی گئی تھی۔ لیکن حکومت نے اس نوٹی فکیشن کو بھی غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ ایک بھارتی اخبار نے بھی پاکستان کے وزیرِ خارجہ سے منسوب یہ بیان شائع کیا کہ پاکستان اسرائیل سے تعلقات بڑھانے کا خواہاں ہے۔

وزیر خارجہ کے مطابق بہت سے ایسے ممالک ہیں جن سے پاکستان اور بھارت دونوں کے اچھے تعلقات ہیں۔ اس کے خیال میں اگر پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرتا ہے تو کشمیر پر اس کا موقف کمزور ہوگا، جبکہ ہم عوامی سطح پر یہ رائے رکھتے ہیں کہ فلسطین کی آزادی تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ ایسے موحول میں، حکومت اگر ایسا سوچ رہی ہے تو ملکی سطح پر اس کے لیے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو سکتا ہے۔

اسرائیل پاکستان کے قیام کے ایک سال بعد ۱۹۴۸ء میں قائم ہوا تھا۔ لیکن، پاکستان ان مسلم ملکوں میں شامل ہے جنہوں نے فلسطین کے تنازع کے باعث اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا ہے اور ان کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات نہیں۔ پاکستان میں اسرائیل کے ساتھ تعلقات کی استواری ایک حساس موضوع رہا ہے جس پر بات کرنے سے گریز کیا جاتا تھا۔ لیکن، سعودی عرب سمیت پاکستان کے کئی اتحادی عرب ملکوں کے اسرائیل کے ساتھ مبینہ رابطوں کی تفصیلات سامنے آنے کے بعد اب پاکستان میں بھی اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے قیام کے حق میں آوازیں اٹھنے لگی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ حالیہ پاک بھارت کشیدگی کے تناظر میں گاہے بگاہے اسرائیل کا بھارت کی پشت پر ہونا موضوع بحث رہا۔

☆☆☆☆☆

سحر کے رستے میں چلنے والو سحر کٹھن ہے

سحر کے رستے میں چلنے والو سحر کٹھن ہے
ہر ایک جانب تو وحشتیں ہیں ہر ایک جانب تو تلخیاں ہیں
وہ ڈائنیں جو ہیں خوں کی پیاسی نکل پڑیں اپنی ظلمتوں سے
نکل پڑی ہیں ہر اک کرن کو شکار کرنے
کرن جو اک نئی صبح کی تمنا
ہماری سب جستجو کا حاصل
ہر ایک جانب لگے ہیں پہرے، کڑے ہیں پہرے
کوئی بھی رستہ سجھائی نہ دے کہ راہ کوئی دکھائی نہ دے
وہ تیرگی ہے
وہ تیرگی ہے کہ آنکھ کو کُھل کے بھی اپنی بینائیوں پہ شک ہو
مگر عزیزو! سفر کٹھن ہے تو کیا ہوا کہ
یہ راستے آج سے تو نہیں ہیں ایسے
ازل سے اب تک یہی کہانی
بہت نئی بھی بہت پرانی
وہ بو حنیفہؒ وہ ابن حنبلؒ
اور اس سے پہلے حسینؓ بسمل
بلالؓ تڑپے ہے خاک و خوں میں
خبابؓ آگ پر ہے لیٹا
وہ وادِ طائف وہ شعب طالب
اور اس سے پہلے کہیں پہ یحییٰ کہیں زکریاؑ
کہیں پیمبر شہید ہوتے، کہیں پہ آتش کدے میں کُودے

سو یہ نہ سمجھو سحر نہ ہو گی
یہ میرے رب عزیز کا ہے وہ وعدہ
اس نے جو اپنے سارے پیمبروں سے کیا ہوا ہے
سحر کٹھن ہے مگر یہ سوچو کہ
اس سحر کا خراج اتارنا ہے
میرے عزیزو ہمارے رب کی بشارتیں ہیں
ہم اس کی رہ میں نکل پڑے تو
یہ سب اسی کی عنایتیں ہیں
سو اب یہ سوچو خراج کیسے اتارنا ہے؟
سحر کے رستے کھلیں گے تب ہی
خراج جب ہم اتار دیں گے
سحر کے رستوں پہ چلنے والو سحر کٹھن ہے
مگر یہ کٹھنائیاں بشارت ہیں جنتوں کی
سو یاد رکھنا کہ جنتوں میں
سحر کی شرطیں کہیں نہیں ہیں
سحر کی راہوں میں چلنے والو خیال رکھنا!
یہ یاد رکھنا!!!

اِس اُمّت کا حل جہاد فی سَبیلِ اللہ کی طرف واپس جانا ہے

’’ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ ہمیں ایک مسئلہ درپیش ہے۔ امّت میں ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ امّت مسئلے کا شکار ہے لیکن ہمارا اس مسئلے کے حل پر اختلاف ہے۔ جب ہمارے پاس قرآن اور سنت ہے تو پھر ہم میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔ ہم میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہیے جب جواب قرآن وسنت میں موجود ہے۔

تو پھر ہمارے مسئلے کا حل کیا ہے؟ حل ایک حدیث میں بتایا گیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

’’جب تم سودی تجارت (عینہ) کرنے لگو گے اور گائے بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے، اور کھیتی باڑی (کی زندگی) میں (مگن ہو کر) مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو وہ اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک تم اپنے اصل دین (حقیقی اسلام) کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ‘‘۔

[عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سنن ابوداؤد: کتاب ۲۳، نمبر ۳۴۵۵ اور صحیح الجامع نمبر ۶۸۸ اور مسند احمد ۴۸۲۵ اور ابوامیّہ الطرسوسی میں ’مسند ابن عمر‘ ۲۲ میں ہے۔]

یہ حدیث ہمیں مسئلہ اور اس کا حل بتاتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے، آج کچھ مسلمان اسے ’’حل‘‘ کہتے ہیں۔ تو پھر مسئلہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم کاروبار اور کھیتی باڑی اور مال مویشیوں میں مصروف ہو جاؤ گے اور تم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دو گے تو تم ذلیل وخوار کر دیے جاؤ گے۔

سو مسلمان کہتے ہیں کہ اس امّت کی کامیابی کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم صنعت، کاشتکاری، تجارت میں دوسری اقوام کے طریقے اپنالیں تو پھر ہم ان جے سے ہو جائیں گے اور ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ اگر ہم کاروبار، کاشتکاری، ٹیکنالوجی وغیرہ میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ امّت کے لیے حل ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہی تو اصل مسئلہ ہے!

کچھ مسلمان کہتے ہیں کہ اس امّت کے لیے کرنے کا کام یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو دہشت گردی سے دور رکھے، اور اپنا وقت کاروبار، ٹیکنالوجی، کاشتکاری، اور دیگر معاملات میں بہتر بنانے کی طرف صرف کرے، اور اس طرح ہم باقی دنیا سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غلط ہے، اور اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ عزّوجل ہمیں رُسوا کر دیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس مسئلے سے نکلنے کا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس حدیث کے مفسرین کہتے ہیں کہ دین کی طرف لوٹنے کا مطلب خصوصاً جہاد فی سبیل اللہ کی طرف لوٹنا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہاد کو چھوڑنا دین کو چھوڑنا ہے۔ لہٰذا دین کی جانب واپس جانے کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ کی جانب واپس جانا ہے؛ پس جہاد دین کے برابر ہو گیا۔ چنانچہ یہی حل ہے؛ اس امّت کا حل جہاد فی سبیل اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔

جب سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ صحابہؓ اردن میں جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہونے والی انتہائی زرخیز زمینوں کی کاشتکاری میں مصروف ہو گئے ہیں، تو وہ فصل پکنے تک انتظار کرتے رہے تو آپ نے حکم دیا کہ ساری زمینیں جلا دی جائیں۔ پس کچھ صحابہؓ شکایت کرتے ہوئے آئے تو آپ نے فرمایا:

’’یہ اہل کتاب کا کام ہے، تمہارا کام جہاد فی سبیل اللہ لڑنا ہے اور اللہ کے دین کو پھیلانا ہے‘‘۔

یعنی تم کھیتی باڑی اہلِ کتاب پر چھوڑ دو اور خود جا کر اللہ عزّوجل کا دین پھیلاؤ؛ وہ کھیتی باڑی کریں گے اور تمہیں کھلائیں گے؛ وہ جزیہ [ٹیکس جو کفار خلافت کے تحت ادا کرتے ہیں] ادا کریں گے، خراج [زرعی زمین پر لاگو ٹیکس] ادا کریں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میرا رزق میری برچھی کے سائے میں ہے‘‘۔ [احمد اور الطبرانی نے اسے روایت کیا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر نمبر ۲۸۲۔]

سو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رزق ’مالِ غنیمت کے ذریعے سے تھا تو پھر یہ رزق کی بہترین صورت ہو گی جو کاشتکاری، کاروبار، گلّہ بانی یا کسی بھی اور ذریعے سے حاصل کیے جانے والے رزق سے بہتر، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میرا رزق میری برچھی کے سائے میں ہے‘‘۔

شیخ انور العولقی (رحمۃ اللہ علیہ)